مجموعہ رسائل خمسہ ۵

سفرنامہ حرمین شریفین

دربار رسالت ﷺ میں حاضری

معجزہ معراج النبی ﷺ

جامع المعجزات

سورہ فاتحہ کی آیات

ایک اشکال کا تحقیقی جواب

محبان اہل بیت و صحابہ رضی اللہ عنہم

تاریخی روایات کی حقیقت

ابوالاعلیٰ مودودی صاحب کے عقائد و نظریات پر ایک تحقیقی نظر

مرتبہ

عبدالوحید الحنفی

شائع کردہ

مرحبا اکیڈمی

یا اللہ جل جلالہ ۔ یا محمد صلی اللہ علیہ وسلم

صلی کلمہ اسلام لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ

حق چار یار رضی اللہ عنہم

مجموعہ رسائل خمسہ ۵ (5)

سفرنامہ حرمین شریفین ❁ دربارِ رسالت صلی اللہ علیہ وسلم میں حاضری

معجزہ معراج النبی صلی اللہ علیہ وسلم ❁ جامع المعجزات

سورہ فاتحہ کی آیات ❁ ایک اشکال کا تحقیقی جواب

محبانِ اہل بیت و صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین ❁ تاریخی روایات کی حقیقت

ابوالاعلیٰ مودودی صاحب کے عقائد و نظریات پر ایک تحقیقی نظر

مرتبہ

حافظ عبدالوحید الحنفی

چکوال

سلسلہ اشاعت نمبر 55-59

شائع کردہ: مرحبا اکیڈمی

خادم اہل سنت حافظ عبدالوحید الحنفی

☆☆☆☆

نام کتاب: مجموعہ رسائل خمسہ

سلسلۂ اشاعت: 55تا59 بار اوّل

مؤلف: حافظ عبدالوحید الحنفی آوڈھروال (چکوال) 0302-5104304

صفحات: 184

قیمت: 200 روپے

ٹائٹل: ظفر محمود ملک

کمپوزنگ: النور مینجمنٹ چکوال

طباعت: 13 جمادی الاولیٰ 1437ھ مطابق 22 فروری 2016ء

ناشر: مرحبا اکیڈمی

ویب سائیٹ: www.alhanfi.com

خادم اہلسنّت حافظ عبدالوحید الحنفی

ملنے کے پتے:

کشمیر بک ڈپو	تلہ گنگ روڈ چکوال 0543-551148
اعوان بک ڈپو	بھون روڈ چکوال 0543-553546
مکتبہ رشیدیہ	بلدیہ مارکیٹ چھپڑ بازار چکوال 0543-553200
کتب خانہ مجیدیہ	بیرون بوہڑ گیٹ ملتان
مکتبہ عثمانیہ	بالمقابل دارلعلوم کراچی نمبر 14
اسلامی کتب خانہ	بنوری ٹاؤن کراچی نمبر 5
مکتبہ انوار القرآن	نزد دارالعلوم حنفیہ چکوال 0321-5974344
مکتبہ حنفیہ	اردو بازار لاہور 0343-4955890

☆☆☆☆

فہرست عنوانات

سلسلہ نمبر 55
باب 1 7
سفر نامہ حرمین شریفین 7
۱۹۹۵ء کے واقعات 7
مسجد حرام خانہ کعبہ شریف اور مسجد نبوی ﷺ، روضۂ مقدسہ پر حاضری...... 7
سلسلہ نمبر 56
باب 1 21
معراجِ مصطفیٰ ﷺ 21
جامع المعجزات - معجزۂ معراج النبی ﷺ .. 21
احادیث معراج 26
تاریخ و سنہ معراج 27
سورۃ النجم اور واقعہ معراج 27
واقعہ اسرا و معجزہ معراج 31
امام الانبیاء ﷺ بیت المقدس میں 33
امامت انبیاءؑ 34
سب سے اعلیٰ امامت نماز 35
معراج سماوی 36
جنت میں تشریف لے جانا 39
تقدیر کے قلموں کی آواز 40
رویتہ باری تعالیٰ 41
پچاس نمازیں 42
معراج سے واپسی 42
معجزہ معراج اور لقب صدیقؓ 43
معجزہ معراج سائنس کے لیے چیلنج 45
سلسلہ نمبر 57
باب 1 51
سورۃ فاتحہ کی سات آیات 51
بسم اللہ ایک مستقل آیت ہے، سورہ فاتحہ کا حصہ نہیں 51
تحقیقی مسلک 52
سورتوں کا تعین 61
چاروں صحابہ کرامؓ نماز پڑھاتے وقت بلند آواز میں 'الحمد' سے سورۃ فاتحہ کا آغاز کرتے 62
قرآن پاک کے اشاعتی ادارے 62
سلسلہ نمبر 58
باب 1 67
تاریخی روایات کی حقیقت 67
مکتوب از راقم الحروف بنام محبانِ اہل بیت و صحابہؓ 67
تاریخی روایات کی حقیقت 83
حضرت امیر معاویہؓ کو حضور ﷺ کی دعائیں 86
معاندین صحابہؓ کے بارے میں ارشادات نبوی ﷺ 92
لا اشبع اللہ بطنہ کے طعن کی حقیقت 95
حضرت امیر معاویہؓ از روئے حدیث بھی جنتی ہیں 98
امام نسائیؒ 100
تاریخی روایات کی حقیقت 102
(۲) مکتوب از راقم الحروف بنام محبانِ اہل بیتؓ و صحابہؓ 105
فتاوٰی عزیزی میں الحاق 121
(۳) مکتوب از راقم الحروف بنام افراز خان

خادم اہلسنت حافظ عبدالوحید الحنفی

صاحب.................................129

سلسلہ نمبر59

باب 1 137

مودودی عقائد و نظریات 137

مکتوب از راقم الحروف بنام ابو الاعلیٰ مودودی 137

آخری گزارش..........................153

(۱) جوابی مکتوب از دفتر جماعت اسلامی پاکستان...............................155

(۲) جوابی مکتوب از دفتر جماعت اسلامی پاکستان...............................156

(۳) جوابی مکتوب از دفتر ابو الاعلیٰ مودودی 157

جوابی مکتوب پر اجمالی تبصرہ...........162

(۴) خط من جانب: ابو الاعلیٰ مودودی 170

مکتوب از راقم الحروف بنام مولانا ابوالاعلیٰ مودودی...............................171

(۵) جوابی مکتوب از دفتر جماعتِ اسلامی پاکستان...............................176

جوابی مکتوب از راقم الحروف بنام مولانا مودودی...............................177

(۶) جوابی مکتوب از دفتر جماعتِ اسلامی پاکستان...............................181

☆☆☆☆

خادم اہلسنّت حافظ عبدالوحید الحنفی

5291

یا اللہ مدد — حق چار یار

صلی کلمہ اسلام لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہ

سفرنامہ حرمین شریفین

دربارِ رسالت علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام میں حاضری

آنکھوں دیکھا حال

مرتبہ

حافظ عبدالوحید الحنفی

چکوال

سلسلہ اشاعت نمبر 55

شائع کردہ: مرحبا اکیڈمی

خادم اہلسنت حافظ عبدالوحید الحنفی

☆☆☆☆

نام کتاب: سفرنامہ حرمین شریفین

سلسلۂ اشاعت: 55 بار اوّل

مؤلف: حافظ عبدالوحید الحنفی آوڈھروال (چکوال) 0302-5104304

صفحات: 184

قیمت: 50 روپے

ٹائٹل: ظفر محمود ملک

کمپوزنگ: النور مینجمنٹ چکوال

طباعت: بروز اتوار 17 رجب 1416ھ 10 دسمبر 1995ء

ناشر: مرحبا اکیڈمی

ویب سائیٹ: www.alhanfi.com

حافظ عبدالوحید الحنفی

☆☆☆☆

فہرست عنوانات

باب 1	7	مسجد حرام خانہ کعبہ شریف اور مسجد نبوی ﷺ،	
سفرنامہ حرمین شریفین	7	روضۂ مقدسہ پر حاضری	7
۱۹۹۵ء کے واقعات	7		

☆☆☆☆

5293

باب 1

سفرنامہ حرمین شریفین

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ ھَدَانَا اِلٰی طَرِیْقِ اَھْلِ السُّنَّۃِ وَالْجَمَاعَۃِ بِفَضْلِہِ الْعَظِیْم

وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلاَمُ عَلٰی رَسُوْلِہٖ سَیِّدِنَا مُحَمَّدِنِ الَّذِیْ کَانَ عَلٰی خُلُقٍ عَظِیْم

وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَخُلَفَاءِہِ الرَّاشِدِیْنَ الدَّاعِیْنَ اِلٰی صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْم

۱۹۹۵ء کے واقعات

مسجد حرام خانہ کعبہ شریف اور مسجد نبوی ﷺ، روضۂ مقدسہ پر حاضری

اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے بندہ کو حرمین شریفین کی حاضری سے نوازا گیا ہے۔ ۹ نومبر ۱۹۹۵ء کو بندہ اسلام آباد سے شام ۸ بجے حرمین شریفین کے لیے بذریعہ ہوائی جہاز روانہ ہوا۔ اللہ تعالیٰ نے خود ہی غیبی مدد سے آمد و رفت کے اخراجات کا انتظام کرا دیا تھا۔ اس طرح آنے جانے میں مکمل اخراجات غیبی نصرت سے ادا ہوتے گئے۔ اللہ تعالیٰ بار بار یہ حاضری رضا کی صورت میں نصیب کرتے رہیں۔ آمین۔

۹ نومبر ۱۹۹۵ء کو سحری کے وقت مکہ مکرمہ میں اور خانہ کعبہ میں پہنچنا نصیب ہوا۔ پہلے تو مراقبہ میں، تصور میں حاضری ہوتی تھی، اب قدرت نے خانہ کعبہ نظروں کے سامنے کر دیا۔ عجیب سماں تھا، خوب سیر ہو کر زیارتیں کیں اور دعائیں کیں۔ اور خانہ کعبہ کے ساتھ چاروں طرف بیٹھ کر رب العالمین سے التجائیں کرنے کا موقع نصیب ہوا۔ اور حجر اسود کا استلام نصیب ہوا۔ اگلی صبح جمعہ تھا، اس طرح شب جمعہ کو عمرہ کی سعادت نصیب ہوئی۔ اور نماز فجر کے بعد صفا و مروہ کی سعی کی اور عمرہ کا آخری واجب ادا کرتے ہوئے سر سے بال صاف کرانے کے لیے جب سر پر سے اُسترہ سے بال صاف کرائے تو عمرہ مکمل ہوتے ہی دل صاف و باغ باغ ہو گیا۔

جمعہ کا دن حرم شریف کے اندر ہی گزارا اور بار بار طواف کی نعمت حاصل کی۔ اسی طرح ہفتہ کا دن بھی حرم شریف کے اندر ہی رہا اور بضرورت باہر گیا۔ ۱۲ نومبر ۱۹۹۵ء کو اتوار کے دن میدان عرفات، منیٰ، مزدلفہ کی زیارت کی۔ اور واپسی پر مسجد عائشہؓ سے عمرہ کے لیے احرام باندھا۔ اس طرح دوسرا عمرہ نصیب ہوا۔ ۱۳ نومبر ۱۹۹۵ء کو سفر غارِ حراء پر نماز فجر کے بعد روانہ ہوا۔ بس پر آدھ گھنٹہ میں غارِ حراء میں پہنچ کر نمازِ نفل ادا کرنے اور وہاں تقریباً آدھ گھنٹہ بیٹھنا نصیب ہوا۔ اور حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے غار حراء میں بیٹھنے اور عبادت

خادم اہلسنت حافظ عبدالوحید حنفی

کرنے کا نقشہ نظروں کے سامنے گھوم گیا۔ غارِ حراء پہاڑ کی چوٹی پر ایسے مقام پر ہے جہاں بیٹھنے سے خانہ کعبہ مسجد حرم کے مینار نظر آتے ہیں۔ گویا وہاں تنہائیوں میں تصورِ کعبہ کرتے ہوئے حضور ﷺ خانہ کعبہ کی طرف چہرہ اقدس کرتے ہوئے عبادت کرتے ہوں گے۔ جواہر خمسہ میں امام فخر الدین رازیؒ کا قول پڑھا تھا کہ غارِ حرا میں حضور ﷺ جس اسم کو پڑھا کرتے تھے، وہ یہ تھا:

یَاعَجِیْبُ فَلَاتَنْطِقُ الْاَلْسِنُ بِکُلِّ اٰلَآئِہٖ وَثَنَآئِہٖ وَنَعْمَآئِہٖ۔

ترجمہ: اے عجیب! پس نہیں بیان کر سکتیں زبانیں اس کی تمام نعمتوں اور انعاموں اور تعریف کو۔

اس مبارک سفر میں یہ اسم شریف بھی بار بار غار پر جاتے اور آتے اور وہاں بیٹھنے کے دوران زبان پر درود شریف کے ساتھ ساتھ جاری رہا اور اللہ تعالیٰ اس کی برکات سے نوازتے رہے۔

جواہر خمسہ میں امام فخر الدین رازیؒ کی کتاب سر مکتوم کے حوالے سے یہ لکھا ہوا ہے کہ چالیس انبیاءؑ کے لیے مجموعہ چہل اسماء سے ہر ایک کے واسطے ایک ایک اسم ذات تھا جو وہ پڑھا کرتے تھے۔ اسی وجہ سے ان کو چہل اسماء کہتے ہیں۔ جب کہ ہمارے سردار محمد ﷺ کے واسطے "اللہ" اسم ذات ہوا۔ جو پچھلوں کے لیے اسماء

خادم اہلسنت حافظ عبدالوحید الحنفی

ذاتی تھے۔ وہ آپ کے لیے اسمائے صفاتی ہوئے۔[1]

الحمدللہ! ان چالیس اسمائے مبارکہ کے وظیفہ کو پڑھنے کی اللہ نے توفیق دی۔ اللہ پاک نے حرم شریف میں بلکہ خانہ کعبہ کے حطیم کے حصہ میں جو کہ خانہ کعبہ کے اندر کا ہی حصہ ہے، جو ہم لوگوں کے لیے باہر کھلا رکھا گیا، میں بار بار پڑھ کر دعا کی۔

الحمدللہ کہ غار حراء میں ایسے وقت پہنچنا نصیب ہوا کہ رش نہیں تھا، چند آدمی تھے۔ اس طرح خوب وہاں بیٹھنا نصیب ہوا۔ اللہ تعالیٰ بار بار یہ سعادت نصیب فرمائیں۔ آمین۔

غارِ حراء سے واپس ظہر تک خانہ کعبہ میں پہنچ گیا۔ پھر نمازِ ظہر حرم شریف کے اندر ادا کر کے غار ثور کے سفر پر روانہ ہوا۔ حرم شریف سے بس غارِ حرا کو بھی جاتی ہے۔ صرف ۲ ریال کرایہ ہوتا ہے۔

بس میں سوار ہوا تو صرف ایک ہی آدمی غالباً سوار تھا۔ اس طرح گویا یہ بس غار ثور پر پہنچی تو بندہ اکیلا تھا اور اکیلا ہی پہاڑ پر روانہ ہو گیا۔ گزشتہ سفر حرمین شریفین میں بھی دو بار غار حرا میں اور دو بار ہی غار ثور میں حاضری نصیب ہوئی تھی۔ لیکن اس وقت اور احباب بھی تھے۔ اس دفعہ اکیلا تھا اور آنے جانے میں وہ ذوق اور شوق

---

[1] جواہر خمسہ۔ تیسرا جوہر۔ گیارھویں فصل۔ ص ۵۱

نصیب ہوا کہ جو منجانب اللہ انعام ہی انعام تھا۔ غار ثور میں جانے والی بس 1 بج کر 15 منٹ پر روانہ ہوئی۔ آدھ گھنٹہ میں پہاڑ کے پاس پہنچ گئی اور (۱۔۴۵) ایک بج کر پینتالیس منٹ پر غار ثور میں پہنچ گیا۔ اس طرح ۵۰ منٹ میں آرام سے چل کر پہنچ گیا۔ اور پھر وہاں ۱۵۔۴ تک قیام رہا۔ اس طرح گویا 1½ گھنٹہ غار ثور کے پاس اور اندر بیٹھنے کی سعادت نصیب ہوئی۔ غار ثور میں اس وقت پہنچا کہ وہاں کوئی آدمی موجود نہ تھا۔ اس لیے کھلا وقت وہاں بیٹھنے، درود شریف پڑھنے کا موقع مل گیا۔ وہاں ہی حرم شریف سے لاؤڈ اسپیکر پر دی گئی اذان سنائی دی اور عجیب شان ہے کہ غار ثور بھی پہاڑ کی چوٹی پر ایسے مقام پر ہے کہ جہاں سے حرم کعبہ، مسجد حرام کے مینار سامنے نظر آتے ہیں۔ نمازِ عصر کی اذان کی آواز گونجی تو غار ثور پر عجیب سماں تھا۔ غارِ ثور کے قریب ایک شخص فاصلہ پر پانی بسکٹ وغیرہ فروخت کرنے والا بیٹھا ہوا تھا۔ اس سے میں نے کہا کہ آؤ مل کر نماز پڑھیں۔ اس طرح غار ثور کے قریب اذان بندہ نے دی اور پھر غار ثور کے قریب ہم دونوں نے مل کر جماعت کے ساتھ نمازِ عصر ادا کی۔ اللہ تعالیٰ نے غار ثور کی برکتوں سے بھی خوب خوب نوازا۔ اور خوب خوب دعائیں کرنے کی توفیق نصیب فرمائی۔ اللہ تعالیٰ اسی طرح اپنی رضا کی نعمت سے نواز دیں تو کیا ہی

سعادت ہو! آمین۔

غار ثور سے ۴۵ منٹ میں نیچے کا سفر طے ہوا اور پھر آدھ گھنٹہ میں بس پر حرم شریف خانہ کعبہ کے سامنے حاضری نصیب ہوئی۔ طواف کیے، اور ملتزم سے چمٹ کر دعائیں کیں اور آپ کے لیے بھی بار بار دعائیں زبان سے جاری ہوتی رہیں۔ اللہ تعالیٰ سب دعائیں منظور اور مقبول فرمائیں (آمین)۔ اسی طرح پانچویں دن ۱۴ نومبر ۱۹۹۵ء کو منگل کے روز حرم مدینہ کی طرف سفر بس پر شروع کیا۔ مکہ مکرمہ سے مدینہ تک بس پر ۳۰ ریال کرایہ لگا۔ یہ بھی غیبی طور پر ادا ہو گیا۔ اللہ تعالیٰ نے اس مبارک سفر میں بہت بہت برکات سے نوازا۔ مدینہ شریف ظہر کے بعد پہنچنا نصیب ہوا۔ نمازِ ظہر مسجد نبوی ﷺ کے اندر ادا کر کے روضۂ مقدسہ پر حاضری کی توفیق ملی۔

روضۂ مقدسہ پر گنبد حضراء کے سایہ میں اس عقیدہ سے درود و سلام کھڑے ہو کر پڑھا کہ حضور ﷺ خود سن بھی رہے ہیں اور دیکھ بھی رہے ہیں۔ پھر حضرت ابو بکر صدیقؓ اور حضرت عمر فاروقؓ کی جالی پر سلام عرض کیا۔ اور احباب کی جانب سے بھی سلام عرض کیے۔ آپ کی جانب سے بھی اور آپ کے لیے بھی اور اپنے لیے بھی اور احباب کے لیے بھی اس رحمتوں کے خزینہ میں دعائیں

خادم اہلسنت حافظ عبدالوحید الحنفی

کیں، اور اللہ تعالیٰ سب دعائیں منظور فرمائیں اور بار بار حاضری نصیب فرمائیں۔کسی شاعر نے کہا ہے۔

وہ مدینہ جو کونین کا تاج ہے
جس کا دیدار مومن کی معراج ہے
جانے والا تو شوق سے جائے مگر
جا کے واپس نہ آئے تو کیا بات ہے
جن پہ ہوتی ہے ان کی نگاہ کرم
جا کے آنکھوں سے چومے نبی کے قدم
زندگی میں خدا ہر مسلمان کو
یہ کرشمہ دکھائے تو کیا بات ہے
یا خدا ایک دن جزبہ عاشقی
یہ کرشمہ دکھائے تو کیا بات ہے
کملی والے کے قدموں میں سر ہو میرا
اور مجھے موت آئے تو کیا بات ہے
سامنے سبز گنبد کا منظر بھی ہو
لب پہ تکبیر اللہ اکبر بھی ہو
ایسے عالم میں زمزم سے لا کر کوئی
ایک ساغر پلائے تو کیا بات ہے

خادم اہلسنت حافظ عبدالوحید الحنفی

الحمدللہ کہ روضۂ اقدس پر حاضری کے موقع پر یہ اشعار میں نے پڑھ دیے تھے۔ اور حضور ﷺ کے قدموں کی جانب بھی جا کر یہ اشعار پڑھنے کی سعادت نصیب ہوئی۔

روضۂ اقدس کے پاس حاضری کے موقع پر بھی اور حرم کعبہ میں ملتزم کے ساتھ چمٹ کر بھی یہ دعا کی ہے کہ بار بار حرمین شریفین کی حاضری نصیب ہو۔ اور آخری بار شہادت کی موت اور مدینہ منورہ کی موت نصیب ہو اور جنت البقیع میں قبر نصیب ہو۔ آمین۔

حرمین شریفین کی برکات اور سفر کے واقعات تو لکھتے لکھتے قلم رکتا نہیں۔ لیکن اب مختصر کرتا ہوں۔

خادم اہل سنت حافظ عبدالوحید الحنفی

مدینہ شریف میں چالیس نمازیں جماعت کے ساتھ ادا کرنے والے کے لیے حدیث میں بشارت ہے کہ ”میری اس مسجد میں چالیس نمازیں جس نے پڑھیں، جن میں ایک بھی فوت نہ ہوئی تو اس کے لیے یہ لکھ دیا جائے گا کہ وہ دوزخ سے بری ہے۔ اور یہ کہ عذاب سے بری اور نفاق سے بری ہے“۔ (رواہ مسند احمد و روایۃ الصحیح کذافی الترغیب والترہیب للمنذری ج ۲۔ ص ۲۱۵)

الحمدللہ کہ مسجد نبوی شریف میں نماز جماعت کے ساتھ چالیس سے زائد نمازیں ادا کرنے کی جس طرح اس سفر میں رب العالمین نے توفیق نصیب فرمائی۔ اسی فضل و کرم سے دوزخ اور عذاب اور

نفاق سے بَری کر دیں۔ اور اپنی کامل رضا سے نواز دیں اور حرمین شریفین میں کی گئی سب دعائیں قبول فرمالیں (آمین)۔

۹ دن مدینہ شریف کی حاضری کے دوران الحمدللہ کہ ذکر اذکار اور درود شریف روضہ اقدس کے چاروں طرف کھڑے اور بیٹھے بکثرت پڑھنے کی توفیق ملتی رہی۔ بلکہ اکثر وقت مسجد نبوی ﷺ میں ہی گزارا۔ ان ایام میں مسجد نبوی سے پیدل سفر کر کے جبل احد پر جانا نصیب ہوا، بلکہ جبل احد کی چوٹی پر چڑھ کر غزوہ احد کے میدانِ جنگ کا نقشہ اور صحابہ کرامؓ کے ایک دستہ کی تقرری کے مقام (درہ) کو دیکھنا نصیب ہوا۔ اور شہداء کے مزارات پر دعا کی۔ اور پھر مسجد نبوی ﷺ سے پیدل ہی مسجد قباء میں حاضری دی۔ جس کے بارے میں ارشادِ رسالت ﷺ ہے کہ:

"مسجد قباء میں ایک نماز ایک عمرہ کے برابر ہے"۔[1]

یہاں بھی نوافل پڑھنے کی سعادت ملی۔ اسی طرح دوسری مسجدیں، مسجد قبلتین، مسجد ابو بکرؓ، مسجد عمرؓ، مسجد عثمانؓ، مسجد فتح، مسجد علیؓ، میدانی مسجد غمامہ، جہاں حضور ﷺ نماز عید ادا فرمایا کرتے تھے، کو دیکھا۔ حضور ﷺ کے زمانے میں مدینہ کی آبادی کے مقامات اب تقریباً مسجد نبوی ﷺ میں شامل ہو چکے ہیں۔ دور دور تک

---

[1] رواہ الترمذی۔ مسند احمد۔ سنائی۔ ابنِ ماجہ۔

مسجد نبوی ﷺ کی توسیع ہو چکی ہے۔ مسجد نبوی ﷺ میں داخل ہونے کے لیے ۴۸ دروازے ہیں۔

مسجد نبوی ﷺ کی حدود اب جنت البقیع تک جا چکی ہے۔ مسجد نبوی ﷺ سے روضہ اقدس پر حاضری کے بعد باب جبرئیلؑ سے نکلیں تو سامنے جنت البقیع صحن کے خاتمہ پر ساتھ ہی اب مل چکی ہے۔ دروازہ سے اندر داخل ہوں تو بالکل سامنے بناتِ رسول ﷺ کے مزارات ہیں۔ حضرت زینبؓ، حضرت رقیہؓ، حضرت ام کلثومؓ اور دائیں ہاتھ پر سامنے حضرت عباسؓ کا مزار ہے۔ جن کے قدموں میں اکٹھے مزارات حضرت امام حسنؓ، حضرت امام زین العابدینؒ اور حضرت امام باقرؒ، حضرت امام جعفر صادقؒ کے مزارات ایک لائن میں ہیں۔ اور ساتھ کونہ میں حضرت فاطمہؓ کا مزار ہے۔ یہاں بھی تقریباً ہر روز حاضری کی توفیق ملتی رہی اور دعا اور سلام عرض کرتا رہا۔ اس کے ساتھ ہی آگے ازواج مطہراتؓ کے مزارات ہیں۔ اور آگے پھر حضرت عقیلؓ بن ابی طالب، حضرت عبد اللہ بن جعفر طیارؓ کا مزار ہے۔ اور پھر امام مالکؒ اور امام نافعؒ کا مزار ہے۔ پھر واقعہ حرّہ میں شہید ہونے والوں کے مزارات اور حضرتِ ابراہیم پسرِ رسول اللہ ﷺ کا مزار ہے۔

آگے جائیں تو سامنے حضرت عثمان ذوالنورینؓ کا مزار ہے۔ اور بائیں

خادم اہلسنت حافظ عبدالوحید الحنفی

جانب کچھ فاصلہ پر حضرت حلیمہ سعدیہؓ کا مزار ہے۔ اور آخر میں حضرت ابو سعید خدریؓ، حضرت سعد بن عبادہؓ رئیس الانصار کا مزار ہے۔ ان سب مزارات پر بھی بار بار حاضری کی توفیق ملتی رہی۔ اللہ تعالیٰ ان سب صحابہ کرامؓ کے فیوضات سے مستفید فرمائیں اور ان کی شفاعت کا حق دار بنائیں۔

۲۳ نومبر ۱۹۹۵ء کو رات ایک بجے مدینہ منورہ سے واپسی شروع ہوئی۔ سحری کے وقت ۵ بجے صبح جہاز مدینہ شریف کی فضاؤں میں بلند ہوا تو پورا مدینہ جگ مگ کر رہا تھا۔ اور ان میں مسجد نبوی اور گنبد حضراء نگینہ کی طرح چمک رہے تھے۔ بس اسی پر فی الحال حرمین شریفین کی حاضری کا تذکرہ اس دعا پر ہی ختم کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ بار بار حرمین شریفین کی حاضری نصیب فرمائیں اور آخر میں شہادت کی موت اور مدینہ شریف میں قبر نصیب ہو۔ آمین۔

وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ اَوَّلًا وَّ اٰخِرًا وَ الصَّلٰوةُ وَ السَّلَامُ عَلٰی نَبِیِّهٖ دَائِمًا وَّ سَرْمَدًا

خادم اہلسنّت

حافظ عبد الوحید الحنفی

ساکن اوڈھروال (تحصیل و ضلع چکوال)

بروز اتوار ۱۷ رجب ۱۴۱۶ھ ۱۰ دسمبر ۱۹۹۵ء

☆☆☆☆

خادم اہلسنّت حافظ عبد الوحید الحنفی

کلام حضرت مولانا قاضی مظہر حسین صاحبؒ بانی تحریک خدام اہلسنّت پاکستان

مسلم سے!

مسلم خوابیدہ! یہ غفلت؟ تساہل الحذر؟
بستر راحت پہ تو اب تک پڑا ہے بے خبر
لُٹ چکی ہے دولتِ اسلام تیرے ہاتھ سے
مٹ گیا ہے تیرے دِل سے جذبۂ علم و ہنر
کیا تجھے کچھ یاد ہے اسلاف کا طرزِ عمل
مسلموں نے کس طرح کی زندگی اپنی بسر
کون سی ملت کا تو ہے فرد؟ کس کا ہے غلام؟
اپنی حالت سے بھی ناواقف ہے ناداں اس قدر
تو مسلماں تھا، تیری فطرت میں تھا جاہ و جلال
قیصر و کسریٰ کے ایوانوں میں تھا تو جلوہ گر
سارے عالم میں بجا ڈنکا تیرے اسلام کا
تیری پیشانی پہ ظاہر تھا نشان تابندہ تر
تو مربی تھا، زمانہ تھا تیرے زیر نگیں
پاؤں تیرے چومتی تھی دولت و فتح و ظفر
تو خدا کا تھا، خدا ہی پہ بھروسہ تھا تجھے
جز خدا پیش دگر جھکتا نہیں تھا تیرا سر

(بقیہ بر صفحہ 64)

خادم اہلسنّت عبدالوحید حنفی حفظہ

یا اللہ مدد

صلی کلمہ اسلام لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہ

حق چار یار

جامع المعجزات

معجزہ معراج النبی صلی اللہ علیہ وسلم

مرتبہ

حافظ عبد الوحید الحنفی
چکوال

سلسلۂ اشاعت نمبر 56

شائع کردہ: مرحبا اکیڈمی

خادم اہلسنت حافظ عبد الوحید الحنفی

☆☆☆☆

نام کتاب: معجزہ معراج النبی ﷺ
سلسلۂ اشاعت: 56 بار اوّل
مؤلف: حافظ عبدالوحید الحنفی آوڈھروال (چکوال) 0302-5104304
صفحات: 184
قیمت: 30 روپے
ٹائٹل: ظفر محمود ملک
کمپوزنگ: النور مینجمنٹ چکوال
طباعت: 16 صفر 1436ھ 8 دسمبر 2014ء بروز پیر
ناشر: مرحبا اکیڈمی
ویب سائیٹ: www.alhanfi.com

حافظ عبدالوحید الحنفی

فہرست عنوانات

عنوان	صفحہ
باب 1	21
معراج مصطفیٰ ﷺ	21
جامع المعجزات - معجزہ معراج النبی ﷺ	21
احادیث معراج	26
تاریخ وسنہ معراج	27
سورۃ النجم اور واقعہ معراج	27
واقعہ اسرا و معجزہ معراج	31
امام الانبیاء ﷺ بیت المقدس میں	33
امامت انبیاءؑ	34
سب سے اعلیٰ امامت نماز	35
معراج سماوی	36
جنت میں تشریف لے جانا	39
تقدیر کے قلموں کی آواز	40
رویتہ باری تعالیٰ	41
پچاس نمازیں	42
معراج سے واپسی	42
معجزہ معراج اور لقب صدیقؓ	43
معجزہ معراج سائنس کے لیے چیلنج	45

☆☆☆☆

باب 1

معراجِ مصطفیٰ ﷺ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ ھَدَانَا اِلٰی طَرِیْقِ اَھْلِ السُّنَّۃِ وَالْجَمَاعَۃِ بِفَضْلِہِ الْعَظِیْم
وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِہٖ سَیِّدِنَا مُحَمَّدِنِ الَّذِیْ کَانَ عَلٰی خُلُقٍ عَظِیْم
وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَخُلَفَاءِہِ الرَّاشِدِیْنَ الدَّاعِیْنَ اِلٰی صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْم

معجزہ معراج النبی ﷺ پر ایک یادگار مضمون روزنامہ نوائے وقت راولپنڈی ۲۷ نومبر ۱۹۹۷ء میں شائع ہوا۔ جس میں راقم الحروف نے معجزۂ معراج ﷺ کی تفصیلات پر روشنی ڈالی۔ وہ پیشِ خدمت ہے۔

جامع المعجزات۔ معجزہ معراج النبی ﷺ

ہر نبیؑ کا معجزہ ان کی نبوت کے لیے ایک مستقل دلیل ہوتا ہے، ہر نبیؑ کو سند عطا کی جاتی ہے۔ اور سند اس چیز کو کہتے ہیں کہ جس پر اس کی قابلیت کا مدار ہوتا ہے اور اس سند کا ہر وقت اس کے پاس ہونا ضروری ہے۔ تو تمام انبیاءؑ میں ہر نبیؑ کے ساتھ ایک معجزہ ہوتا تھا اور وہ ہر وقت

ان کے پاس ہوتا تھا۔

حضرت محمد صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم سے پہلے انبیاءؑ کو جو معجزات دیے گئے وہ عملی تھے۔ یعنی جس وقت دعا مانگی، معجزہ ظاہر ہو گیا۔ اور یہ سند حضرت موسیٰؑ کے لیے ید بیضا اور عصا تھا۔ عملی معجزے جب تک وہ انبیاءؑ دنیا میں موجود رہے، باقی رہے۔ بعد میں نہیں رہے۔

بخلاف اس کے حضرت محمد رسول صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کو حق تعالیٰ نے گوناگوں سینکڑوں معجزے عطا فرمائے، عملی بھی اور علمی بھی۔ علمی معجزہ قرآن پاک ہے۔ طاقت بشری اس کی مثل نہیں لا سکتی۔ اسی واسطے اہل عرب میں جو بلاغت میں اعلیٰ درجہ رکھتے تھے، ان کو چیلنج دیا گیا کہ اس قرآن کو اگر تم انسان کا کلام سمجھتے ہو تو اس کی مثل ایک چھوٹی سی سورۃ بنا کر لے آؤ۔ لیکن وہ نہ لا سکے اور نہ قیامت تک لا سکیں گے۔ یہ حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کا علمی معجزہ ہے۔

دوسرے معجزات جو عطا کیے گئے۔ مثلاً شق قمر وغیرہ لیکن ان سب میں معجزہ معراج ایک ایسا عظیم الشان معجزہ ہے جو جامع المعجزات ہے اور معراج کے دوران اور بھی کئی معجزات دیے گئے۔ ایک ہے مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ تک جو زمین کا سفر ہے جس کا اجمالی ذکر سورۃ بنی اسرائیل پ ۱۵ کی ابتداء میں ہے اور تفصیل احادیث صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم میں ہے۔ اسی طرح دوسرے حصے کا ذکر سورۃ النجم پ ۲۷ میں ہے اور اس کی

خادم اہل سنت حافظ عبدالوحید

تفصیل بھی احادیث میں ہے جو کہ مسجد اقصیٰ سے آسمانوں اور مقام قاب قوسین تک ایک معجزانہ سفر ہے۔پہلے سفر کو"اِسرا" کہتے ہیں اور دوسرے کو"معراج" اور پھر اکٹھا دونوں کو بھی"معراج" سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ معجزہ معراج کے پہلے حصہ اسرا کا ذکر پ۱۵ سورۃ بنی اسرائیل کی پہلی آیت سے شروع ہوتا:

(ترجمہ):"وہ پاک ذات ہے جو اپنے بندہ (محمد ﷺ) کو شب کے وقت مسجد حرام (یعنی مسجد کعبہ) سے مسجد اقصیٰ (یعنی بیت المقدس)تک جس کے آس پاس ہم نے برکتیں رکھی ہیں، لے گیا کہ ہم ان کو کچھ عجائبات قدرت دکھا دیں۔ بے شک اللہ تعالیٰ بڑے سننے والے، بڑے دیکھنے والے ہیں۔"

مذکورہ بالا آیات سے ثابت ہوتا ہے کہ آپ ﷺ کی یہ راتوں رات سیر جو بطور معجزہ کرائی گئی، جسمانی تھی۔ نہ کہ صرف روحانی اور خواب آور۔ اس بناء پر بتداء سے لفظ سبحان فرمایا ہے او سبحان کا لفظ وہاں بولا جاتا ہے جہاں ایسی بات مذکور ہو جس کے متعلق عام طور پر یہی سمجھا جاتا ہے کہ ایسا ہو نہیں سکتا۔ اور خواب کے متعلق جو سمجھا جاتا کہ خواب میں انسان اس قسم کی چیزیں دیکھ سکتا ہے۔ لیکن رات کے تھوڑے سے حصے میں جسمانی سیر کے لیے آں حضرت ﷺ جسم اطہر سمیت بیت المقدس میں تشریف لے گئے اور پھر واپس بھی آ گئے۔ اس عالم اسباب

کے تحت کوئی انسان یہ بات تسلیم نہیں کر سکتا تھا۔ اس لیے سبحان الذی اسریٰ بعبدہٖ فرمایا کہ یہ جسمانی سیر ہے اور یہ محض اللہ تعالیٰ کی قدرت سے ہوئی ہے اور اللہ جو چاہے کر سکتا ہے۔

(۲) احادیث اور روایات میں آتا ہے کہ آں حضرت ﷺ نے جب اپنے معراج کا واقعہ صحابہ کرامؓ کے سامنے بیان فرمایا اور کفار مکہ تک یہ بات پہنچی تو انہوں نے اعتراض کیا اور آپ ﷺ سے بیت المقدس کی نشانیوں کے متعلق دریافت کیا۔ اس سے قبل آپ ﷺ نے بیت المقدس کا سفر کبھی نہ کیا تھا۔ وہ یہ جانتے تھے، اگر آپ ﷺ اس کو صرف خواب ظاہر کرتے تو قریش مکہ کی طرف سے اس قسم کے سوال کی ضرورت ہی نہ تھی۔

(۳) قرآن مجید میں من المسجد الحرام الی المسجد الاقصیٰ کے الفاظ سے اس جسمانی سیر کی حد بندی کر دی گئی ہے کہ کہاں سے کہاں تک حضور ﷺ تشریف لے گئے۔ اگر خواب ہوتا تو اس طرح کی حد بندی کی ضرورت نہ تھی۔

(۴) قرآن مجید کے الفاظ انہ ھو السمیع البصیر سے بھی یہی ثابت ہوتا ہے کہ یہ سفر جسمانی تھا اور اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت و حکمت سے کرایا۔ کیوں کہ ”وہی ہر بات کو سننے والا اور ہر چیز کو دیکھنے والا ہے“ اور اس نے آں حضرت ﷺ کو اس جسمانی سفر میں اپنی

قدرت کے وہ عجائبات دکھلائے جن کو آپ ﷺ نے اس سے پہلے نہیں دیکھا تھا۔

(۵) قرآن مجید کی اس آیت میں لفظ "عبد" بھی جسمانی معراج پر دلالت کرتا ہے۔ کیوں کہ عبد نہ صرف روح انسانی کو کہتے ہیں نہ صرف جسم انسانی کو بلکہ عبد کا لفظ جسم مع الروح کے لیے استعمال ہوتا ہے۔ ہم کلمہ شہادت میں اشھد ان محمداً عبدہٗ و رسولہ میں آں حضرت ﷺ کی شخصیت کے لیے اللہ کا بندہ اور اس کے رسول ﷺ ہونے کی شہادت دیتے ہیں، نہ یہ کہ آپ ﷺ کی روح اللہ کی بندی اور رسول ﷺ ہے۔

(۶) آں حضرت ﷺ کو جسمانی معراج تو صرف ایک مرتبہ ہوا۔ جس کا مذکورہ آیت میں ذکر ہے اور جسمانی معراج کا منکر ملحد ہے۔ البتہ روحانی معراج اس کے علاوہ متعدد مرتبہ ہوا ہے۔ جن بعض روایات سے یہ مفہوم ہوتا ہے کہ آپ ﷺ کا یہ خواب تھا، جسم مبارک اپنی جگہ موجود تھا تو اس کی حقیقت یہ ہے کہ اس سے مراد وہاں دوسرے روحانی سفر ہیں جو کہ کئی مرتبہ نصیب ہوئے۔[1]

[1] معراج مصطفےٰ ﷺ ص ۵۔ از مولانا قاضی مظہر حسین۔

بہر حال آیت مذکورہ اور احادیث صحیحہ سے قطعی طور پر یہ ثابت ہوتا ہے کہ رحمت للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم کو جسم اطہر سمیت بیداری کی حالت میں ایک مرتبہ معراج نصیب ہوا۔

(۷)اس عظیم الشان معجزہ معراج کے بیان میں آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے بجائے نبی صلی اللہ علیہ وسلم ورسول صلی اللہ علیہ وسلم اور دیگر صفاتی ناموں کے "عبدہ" کا لفظ فرمایا ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ عبد ہونا رسول صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کی کوئی اعلیٰ صفت ہے جس کو اس جسمانی عظیم الشان معجزے سے خاص مناسبت ہے۔ صرف اللہ تعالیٰ ہی معبود برحق ہے۔ لآ الٰہ الا اللہ۔ باقی تمام جن و انس اور ملائکہ اس کی بندگی کرنے والے ہیں لیکن اس صفت بندگی اور عبادت میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی رضا میں پوری طرح فنا ہیں اور آپ فنا فی اللہ اور بقا باللہ کے آخری مقام پر فائز ہیں اور اسی عبدیت کی بناء پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو رب العالمین نے جسم اطہر سے وہ عروج عطاء فرمایا ہے جو سید الملائکہ حضرت جبرائیلؑ امین کو بھی نصیب نہیں ہوا۔

خادم اہل سنت حافظ عبدالوحید الحنفی

احادیث معراج

مشہور محدث زرقانی کہتے ہیں کہ معراج کا واقعہ ۴۵ صحابہؓ سے منقول ہے اور پھر ان کے نام بھی شمار کرائے ہیں۔ ان صحابہؓ میں

مہاجرین بھی ہیں اور انصار بھی۔ کیوں کہ احادیث میں آتا ہے کہ جب صحابہ کرامؓ نے حضور ﷺ سے دریافت فرمایا کہ معراج کا واقعہ کس طرح ہوا تو نبی کریم ﷺ نے ان (صحابہؓ) سے یہ واقعہ بیان کیا۔

تاریخ وسنہ معراج

یہ واقعہ کس سال اور کس مہینہ سے ہوا، مختلف روایات ہیں۔

ارباب سیر و تاریخ یہ فرماتے ہیں کہ معراج کا واقعہ ہجرت سے ایک سال یا ڈیڑھ سال قبل پیش آیا۔ اور قول یہ ہے کہ مہینہ رجب کا تھا اور تاریخ ۲۷ تھی۔ چناں چہ علامہ ابن عبدالبرؒ، امام نوویؒ اور عبدالغنیؒ مقدسیؒ جیسے مشہور اور جلیل القدر محدثین کا رجحان اسی جانب ہے کہ ماہ رجب تھا اور آخر الذکر فرماتے ہیں کہ ۲۷ تاریخ تھی اور وہ یہ دعویٰ کرتے ہیں کہ امت مرحومہ میں ہمیشہ سے عملاً اسی پر اتفاق بھی رہا ہے۔[1]

سورۃ النجم اور واقعہ معراج

معجزہ معراج کے دوسرے حصے میں آسمانی معراج کی تفصیلات اگرچہ مستند، مشہور اور مقبول روایات و احادیث ثابت و منصوص ہیں۔ لیکن خود قرآن عزیز (سورۃ النجم) میں بھی بنص صریح بعض تفصیلات مذکور

1 قصص القرآن ج۴ ص ۳۴۲۔ حفظ الرحمٰن سوہارویؒ۔

خادم اہلسنت حافظ عبدالوحید الحنفی

ہیں۔ مناسب معلوم ہوتا ہے کہ چند آیات کی تفسیر بھی بیان کر دی جائے۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں۔ پ ۲۷ رکوع ۵ میں ہے:

وَالنَّجْمِ اِذَا هَوٰى ۝

ستارے کی قسم، جب غائب ہونے لگے۔

قرآن مجید نے سماویات سے بات شروع یا اخذ کی، اس لیے کہ بعد میں کلام بھی چوں کہ آسمانی خبر کے بارہ میں ہے (اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سماوات العلیٰ اور سدرۃ المنتہیٰ تک سفر کا ذکر ہے۔

- یہ تمہارے ساتھ کے رہنے والے نہ راہ سے بھٹکے اور نہ غلط راہ ہوئے۔ (۲)
- اور نہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی خواہش نفسانی سے باتیں بناتے ہیں۔ (۳)
- ان کا ارشاد نری وحی ہے، جو ان پر بھیجی جاتی ہے۔ (۴)

یہ ان آیات کا خلاصہ اور نچوڑ ہے یوحیٰ میں وحی کا ذکر ابہام سے کیا ہے۔ کیوں کہ وحی بھیجنے والی صرف اور صرف ذات خداوندی ہے۔

- ان کو ایک فرشتہ تعلیم کرتا ہے جو بڑا طاقتور ہے۔ (۵)
- پھر وہ فرشتہ اصلی صورت پر نمودار ہوا۔ (۶)
- ایسی حالت میں کہ وہ بلند کنارہ پر تھا۔ (۷)
- پھر وہ نزدیک آیا پھر اور نزدیک آیا۔ (۸)
- سو دو کمانوں کے برابر فاصلہ رہ گیا بلکہ اور بھی کم۔ (۹)

- کہ اس نے اپنے بندے کی طرف وحی کی جو وحی کی۔(۱۰)
- قلب نے دیکھی ہوئی چیز میں کوئی غلطی نہیں کی۔(۱۱)
- کیا تم جھگڑتے ہو اس چیز میں جو وہ دیکھتا ہے۔(۱۲)
- اور البتہ تحقیق دیکھا ہے اس پیغمبر ﷺ نے اس کو دوسری مرتبہ۔ (۱۳)
- سدرۃ منتہیٰ کے پاس۔(۱۴)
- اس کے قریب جنت الماویٰ ہے۔(۱۵)
- جب اس سدرۃ المنتہیٰ کو لپٹ رہی تھیں جو چیزیں لپیٹ رہی تھیں۔ (۱۶)
- نگاہ نہ تو ہٹی اور نہ بڑھی۔

اس میں تصریح ہے کہ واقعہ بیداری میں تھا۔(۱۷)

- اور البتہ تحقیق دیکھیں اس پیغمبر ﷺ نے اپنے رب کی بڑی نشانیاں۔(۱۸)

یہ تو آسمانی معراج کا اجمال ہے اور زمینی معراج میں بھی سورۃ بنی اسرائیل کی آیت میں فرمایا:

لِنُرِيَهُ مِنْ اٰيٰتِنَاه (تاکہ ہم دکھائیں اس کو اپنی نشانیوں میں سے)

اور سورۃ بنی اسرائیل میں موجود ہے۔

- اور ہم نے آپ ﷺ کو وہ دکھاوا نہیں دکھایا مگر لوگوں کی آزمائش

خادم اہلسنّت حافظ عبدالوحید الحنفی

کے لیے۔

حضرت امام احمد بن حنبلؒ نے اپنی مسند میں سند قوی سے روایت لکھی ہے کہ:

آں حضرت صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا کہ میں نے اپنے پروردگار (عزوجل) کو دیکھا ہے۔ (فتح الملہم ج ا ص ۳۳۵)

امام سہیلیؒ نے اس روایت کو ذکر کیا ہے جس کو ابن سنجر محدث نے اپنی سند کے ساتھ جو شریح بن عبید تک پہنچتی ہے، بیان کیا ہے کہ جب نبی اکرم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے آسمان کی بلندی تک عروج کیا تو اللہ تعالیٰ نے اپنے بندے کی طرف وحی بھیجی وہ جو وحی اس نے بھیجی۔ جب جبرائیلؑ نے پروردگار کے قرب کو محسوس کیا تو وہ سجدہ ریز ہو گئے اور برابر سجدہ میں اس طرح تسبیح کرتے رہے۔

سبحان رب الجبروت والملکوت والکبریاء والعظمۃ۔

(کہ پاک پروردگار جو جبروت و ملکوت کا رب ہے اور بڑائی اور عظمت والا پروردگار ہے۔)

یہاں تک کہ جب اللہ تعالیٰ نے اپنے بندے کی طرف فیصلہ کیا جو اس نے فیصلہ کیا اور یہ وحی تمام ہوئی تو جبرائیلؑ نے اپنا سر اوپر اٹھایا۔ آں حضرت صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا کہ میں نے جبرائیلؑ کو اس کی اصلی شکل پر دیکھا، جس پر وہ پیدا کیا گیا۔ الخ (فتح الملہم شرح مسلم ج ا ص ۳۳۵)

خادم اہلسنت حافظ عبدالوحید الحنفی

واقعہ اسرا و معجزہ معراج

بعض روایات و احادیث میں آتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میں ام ہانیؓ کے گھر سویا ہوا تھا (ام ہانیؓ، حضرت علی المرتضیٰؓ کی ہمشیرہ ہیں اور حضور ﷺ کی چچا زاد بہن ہیں) کہ فرشتے نے مجھے جگایا اور چھت کے راستہ سے مجھے نکال کر (بمقام حطیم) حرم شریف میں لے گئے۔ یہ بھی ایک معجزہ ہے کیوں کہ مکان کے دروازے سے تو روزانہ آنا جانا تو ہوتا ہی تھا لیکن اس معجزانہ سفر کی ابتداء بھی معجزانہ طور پر ہوئی۔ پھر آپ ﷺ حطیم میں سو گئے۔ پھر فرشتہ نے آپ ﷺ کو جگایا اور آپ ﷺ کا سینہ چیرا۔ حدیث میں یہ واقعہ اس طرح آیا ہے:

ہنسلی کے گڑھے سے لے کر ناف تک میرا سینہ چیرا، پھر میرا دل دھویا اور اس کو ایمان و حکمت سے بھر دیا گیا اور پھر اس کو سی کر سینہ میں اپنی جگہ رکھ دیا۔ پھر میرے پاس ایک جانور لایا گیا جو خچر سے چھوٹا اور گدھے سے بڑا تھا۔ جس کو براق کہتے ہیں۔ وہ (اتنا تیز رفتار تھا کہ) حد نظر تک اپنا ایک قدم رکھتا تھا۔ مجھے اس پر سوار کرایا گیا۔ (بخاری شریف، مسلم شریف)

تفسیر قرطبی میں ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ براق پر سوار ہونے لگے تو براق شوخی کرنے لگا۔ اس پر حضرت جبرائیلؑ نے اس پر ہاتھ مارا

عبدالوحید الحنفی

اور فرمایا کہ تجھ پر کوئی ایسا مقرب فرشتہ اور نبیؑ ورسولؑ سوار نہیں ہوا جو آں حضرت ﷺ سے افضل اور اللہ تعالیٰ کے ہاں زیادہ مکرم ہو، تو اس پر براق نے کہا میں آپ ﷺ کی اس اعلیٰ شان کو جانتا ہوں اور آپ ﷺ صاحب شفاعت ہیں اور میں چاہتا ہوں کہ آپ ﷺ میری شفاعت فرمائیں۔ اس پر حضور ﷺ نے فرمایا کہ تو میری شفاعت میں آگیا۔

بعض روایات میں ہے کہ جب حضرت جبرئیلؑ نے براق کو تنبیہ کی تو وہ پسینہ پسینہ ہو گیا۔ حضرت مولانا قاضی مظہر حسین روایت کرتے ہیں کہ دار العلوم دیوبند کے دورہ حدیث میں مسلم شریف پڑھاتے ہوئے حضرت مولانا محمد ابراہیم بلیاویؒ نے حدیث براق کے تحت یہ فرمایا تھا کہ براق نے گستاخانہ شوخی نہیں کی تھی بلکہ وہ ناز میں آکر ایسی حرکت کر گیا کہ مجھ پر آج کتنی بڑی اعلیٰ شان والے رسول ﷺ سوار ہوئے ہیں۔ جبرائیلؑ امین نے جب ڈانٹا تو وہ شرم کے مارے پسینہ پسینہ ہو گیا۔ (معراج مصطفیٰ ﷺ ص ۱۶۔ ماہنامہ حق چار یار ج ۲ ش ۸)

بعض روایات میں ہے کہ حضور رحمت للعالمین ﷺ کو براق پر سوار کرتے وقت حضرت جبرائیلؑ امین نے رکاب تھامی اور حضرت میکائیل نے لگام پکڑی تھی۔ یہ ہے رحمت للعالمین ﷺ خاتم النبیین ﷺ کی شان اور رسالت محمدیہ علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والتحیہ کا مقام

خادم اہلسنت حافظ عبدالوحید الحنفی

کہ حضرت جبرائیلؑ امین جو ملائکہ کے سردار ہیں وہ شب معراج میں ایک خادم کی حیثیت سے امام الانبیاء والمرسلین ﷺ کے ساتھ جا رہے تھے۔

امام الانبیاء ﷺ بیت المقدس میں

سرور کائنات رحمت للعالمین خاتم النبیین ﷺ براق پر سوار ہو کر مسجد اقصیٰ پہنچے۔ براق کو باہر ایک حلقہ کے ساتھ باندھا اور پھر مسجد اقصیٰ کے اندر تشریف لے گئے۔ یہ بھی ملحوظ رہے کہ چوں کہ اللہ تعالیٰ نے یہ معجزانہ سفر اپنی قدرت کے عجائبات دکھانے کے لیے آپ ﷺ کو کرایا تھا۔ اس لیے مکہ شریف سے مسجد اقصیٰ کے درمیان میں آپ ﷺ کو بعض عجائب قدرت کا مشاہدہ کرایا گیا۔ چناں چہ صحیح مسلم ج ۲ باب من فضائل موسیٰؑ میں یہ حدیث ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

ترجمہ: ”میں اسراء (معراج) کی رات حضرت موسیٰؑ پر سے گزرا تو آپ ﷺ ایک سرخ ٹیلے کے پاس اپنی قبر میں نماز پڑھ رہے تھے۔“

قبروں میں نماز پڑھنا انبیائے کرامؑ کی خصوصیات میں سے ہے۔

چناں چہ حدیث میں ہے:

خادم اہلسنت عبدالوحید الحنفی

اَلْاَنْبِیَاءُ علیہ السلام اَحْیَاءٌ فِیْ قُبُوْرِھِمْ یُصَلُّوْنَ۔ (مسند ابی یعلیٰ)

ترجمہ: انبیاءؑ زندہ ہیں اور اپنی اپنی قبروں میں نماز پڑھتے ہیں۔

یہ حدیث صحیح ہے اور اہلسنت و الجماعت کا یہ اجماعی عقیدہ ہے۔ البتہ یہ ملحوظ رہے کہ گو انبیائے کرامؑ وفات کے بعد روح کے تعلق سے اپنے اجسام طاہرہ کے ساتھ زندہ ہیں جو ان کے ساتھ زندہ ہیں، جو ان کے اس دنیا میں تھے۔ لیکن ان کی یہ زندگی چوں کہ عالم برزخ میں ہے اس لیے ان کی یہ حیات جسمانی ان دنیوی آنکھوں سے نہیں دیکھی جا سکتی۔ جن سے ہم اس عالم شہادت کی چیزیں دیکھتے ہیں۔ اس جہان اور اس جہان کی کیفیات میں فرق ہے۔ اس دنیا میں جسم کے احوال ظاہر ہیں اور روح کے پوشیدہ ہیں۔ خالق کائنات نے ہر جہان کے احوال و کیفیات اپنی قدرت اور حکمت سے جدا جدا رکھے ہیں۔

امامت انبیاءؑ

سرور کائنات امام الانبیاء ﷺ جب بیت المقدس پہنچے تو آپ ﷺ کے استقبال کے لیے حضرت آدمؑ سے لے کر حضرت عیسیٰؑ تک تمام انبیائے کرامؑ بامر خداوندی بیت المقدس تشریف لائے۔ آں حضرت ﷺ جب مسجد اقصیٰ میں داخل ہوئے تو بعض انبیاءؑ تشریف لے آچکے تھے اور پھر باقی انبیاءؑ بھی پہنچ گئے۔ مصلّیٰ بچھایا گیا اور حضرت

جبرائیلؑ نے رحمت للعالمین ﷺ کو نماز پڑھانے کے لیے مصلّیٰ پر کھڑا کر دیا۔ تمام انبیائے کرامؑ اور ملائیکہ عظام نے آپ ﷺ کی اقتداء میں نماز ادا کی۔ (معراج مصطفےٰ ص ۱۱۔ از حضرت مولانا قاضی مظہر حسین)

سب سے اعلیٰ امامت نماز

سب سے اعلیٰ اور افضل نماز با جماعت وہ ہے جو شب معراج میں ادا کی گئی۔ کیوں کہ اس میں امام حضور سرور کائنات ﷺ ہیں اور مقتدی انبیاءؑ و ملائیکہ ہیں۔

(۲) اس کے بعد دوسرے درجے کی نماز با جماعت وہ ہے جس میں امام حضور خاتم النبیین ﷺ اور مقتدی صحابہ کرامؓ تھے۔

(۳) اس کے بعد تیسرے درجے کی نماز با جماعت مسجد نبوی ﷺ کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے حکم سے مرض الوفات میں حضرت ابو بکر صدیقؓ امام نماز ہوتے تھے اور صحابہ کرامؓ مقتدی اور مقتدیوں میں حضرت علی المرتضیٰؓ اور دوسرے خاندان نبوت ﷺ کے افراد بھی ہوتے تھے۔ آں حضرت ﷺ کی موجودگی میں آپ ﷺ کے حکم سے حضرت ابو بکر صدیقؓ کا نمازیں پڑھانا اس امر کی طرف بھی اشارہ ہے کہ وصال نبوی ﷺ کے بعد بھی آپ ﷺ کے پہلے جانشین اور خلیفہ

خادم اہلسنت عبد الوحید الحنفی

بلا فصل حضرت ابو بکر صدیقؓ ہی ہوں گے۔ چناں چہ ایسا ہی ہوا کہ سرورِ کائنات صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے وصال کے بعد امت نے امام اول اور خلیفہ بلا فصل حضرت ابو بکر صدیقؓ کو ہی بنایا۔

معراج سماویٰ

مسجد الحرام سے مسجد اقصیٰ تک عجائب قدرت کا مشاہدہ کرنے کے بعد نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کا جسد اطہر کے ساتھ بیداری میں آسمانوں پر عروج ہوا۔ جس کی تفصیل احادیث میں موجود ہے۔ مشکوٰۃ شریف میں صحیح بخاری اور مسلم کے حوالہ سے ساتوں آسمانوں پر جانے اور سدرۃ المنتہیٰ تک عروج اور انبیائے کرامؑ سے ملاقات کا تذکرہ کیا گیا ہے۔ یہاں بخوف طوالت اس کا خلاصہ پیش خدمت ہے:

"اس کے بعد ملاء اعلیٰ کا سفر شروع ہوا اور جبرئیلؑ کی ہم رکابی میں براق نے آسمان کی جانب پرواز کی۔ جب ہم پہلے آسمان تک پہنچ گئے تو جبرائیل نے نگہبان فرشتوں سے دروازہ کھولنے کو کہا۔ نگہبان فرشتہ نے دریافت کیا کون ہے؟ جبرائیلؑ نے کہا: میں جبرائیلؑ ہوں۔ فرشتہ نے کہا تمہارے ساتھ کون ہے؟ جبرائیل نے جواب دیا: محمد صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم۔ فرشتہ نے کہا: کیا ان کو بلانے کا پیغام بھیجا گیا ہے؟ جبرائیلؑ نے کہا: ہاں! فرشتوں نے یہ سن کر مرحبا کہا

اور دروازہ کھول دیا۔ آپ ﷺ آسمان میں داخل ہو گئے اور ایک نہایت بزرگ آدمی کو دیکھا، جبرائیلؑ نے کہا یہ آپ ﷺ کے باپ آدمؑ ہیں، ان کو سلام کیجیے۔ آپ ﷺ نے سلام کیا۔ حضرت آدمؑ نے سلام کا جواب دیا اور کہا (خوش آمدید) ہو فرزند صالح اور نبی صالح کو۔ اور آپ ﷺ کے لیے دعائے خیر کی اور اس وقت آپ ﷺ نے دیکھا کچھ صورتیں آپؑ کی دائیں جانب ہیں اور کچھ صورتیں بائیں جانب ہیں۔ جب آدمؑ دائیں جانب نظر ڈالتے ہیں تو خوش ہوتے ہیں اور جب بائیں جانب دیکھتے ہیں تو روتے ہیں۔ حضرت جبرائیلؑ نے بتلایا کہ دائیں جانب ان کی نیک اولاد کی صورتیں ہیں۔ یہ اصحاب یمین اور اہل جنت ہیں اور ان کو دیکھ کر خوش ہوتے ہیں۔ اور بائیں جانب اولاد بد کی صورتیں ہیں، یہ اصحاب شمال ہیں اور اہل نار (دوزخی) ہیں۔ ان کو دیکھ کر روتے ہیں۔ یہ تمام مضمون صحیحین بخاری اور مسلم میں ہے۔

اس کے بعد دوسرے آسمان تک پہنچے اور پہلے آسمان کی طرح سوال وجواب ہو کر دروازہ میں داخل ہوئے تو وہاں حضرت یحییٰؑ و حضرت عیسیٰؑ سے ملاقات ہوئی۔ جبرائیلؑ نے ان کا تعارف کرایا اور کہا آپ ﷺ پر سلام میں پیش قدمی فرمایئے۔ میں نے سلام کیا اور ان دونوں نے جواب دیتے ہوئے فرمایا: مرحبا ہو،

خادم اہلسنت حافظ عبدالوحید الحنفی

برادر صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم صالح کو اور نبی صالح کو۔ بعد ازیں آپ تیسرے آسمان میں تشریف لے گئے اور جبرائیلؑ نے اسی طرح دروازہ کھلوایا۔ وہاں حضرت یوسفؑ سے ملاقات ہوئی اور اسی طرح سلام و کلام ہوا۔ آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا کہ یوسفؑ کو حسن و جمال کا ایک بہت بڑا حصہ عطاء کیا گیا ہے۔ پھر چوتھے آسمان پر تشریف لے گئے۔ وہاں حضرت ادریسؑ سے ملاقات ہوئی۔ انہوں نے بھی مرحبا بالاخ الصالح و بالنبی الصالح کہا۔ پھر پانچویں آسمان پر تشریف لے گئے۔ وہاں ہارونؑ سے ملاقات ہوئی (ان سے بھی اسی طرح سلام و کلام ہوا) پھر چھٹے آسمان پر تشریف لے گئے۔ وہاں حضرت موسیٰؑ سے ملاقات ہوئی (ان سے بھی اسی طرح سلام و کلام ہوا) پھر ساتویں آسمان پر تشریف لے گئے۔ وہاں حضرت ابراہیمؑ سے ملاقات ہوئی اور یہ دیکھا کہ حضرت ابراہیمؑ بیت المعمور سے پشت لگائے بیٹھے ہیں۔ بیت المعمور قبلۂ ملائکہ ہے جو ٹھیک خانہ کعبہ کے مقابلے پر ہے۔ بالفرض اگر وہ گرے تو عین کعبہ پر گرے۔ روزانہ ستر ہزار فرشتے اسی کا طواف کرتے ہیں اور پھر ان کی نوبت نہیں آتی۔ جبرائیلؑ نے کہا کہ یہ آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے باپ ابراہیمؑ ہیں، ان کو سلام کیجیے۔ آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے سلام کیا۔ حضرت ابراہیم نے جواب دیا (یعنی خوش آمدید میرا بیٹا صالح آ گیا اور نبی صالح آ گیا) بعد

خادم اہلسنت حافظ عبدالوحید الحنفی

ازاں آپ کو سدرۃ المنتہیٰ کی طرف بلند کیا گیا جو ساتویں آسمان پر ایک بیری کا درخت ہے۔ زمین سے جو چیز اوپر جاتی ہے وہ سدرۃ المنتہیٰ پر جا کر رک جاتی ہے اور پھر اوپر اٹھائی جاتی ہے۔ اور ملاء اعلیٰ سے جو چیز اترتی ہے وہ سدرۃ المنتہیٰ ہے۔[1]

(بحوالہ سیرت المصطفےٰ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم ج ا۔از مولانا محمد ادریس کاندھلوی ؒ)

جنت میں تشریف لے جانا

قرآن مجید میں ہے:

عِنْدَ سِدْرَةِ الْمُنْتَهٰى ۝ عِنْدَهَا جَنَّةُ الْمَاْوٰى۔ (سورۃ النجم)

یعنی سدرۃ المنتہیٰ کے نزدیک جس کے پاس جنت الماویٰ ہے۔

سدرۃ المنتہیٰ کے عجائبات قدرت دیکھنے کے بعد آں حضرت صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم جنت میں بھی تشریف لے گئے۔ بعض روایات میں آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے جنت میں حضرت عمر فاروقؓ کا محل بھی دیکھا اور جنت میں حضرت بلالؓ کے جو قدم زمین پر پڑ رہے تھے ان کی آواز بھی شب معراج میں آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کو سنائی گئی۔ آں حضرت صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کو معراج کی رات اہل دوزخ کا عذاب بھی دکھلایا گیا تاکہ آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم اپنی امت کو عذاب اور اعمال پستہ کی ہولناکیوں سے آگاہ کر دیں۔

---

[1] زرقانی شرح مواہب لدینہ ج ٦ ص ١٨۔

حافظ عبد الوحید الحنفی

تقدیر کے قلموں کی آواز

آں حضرت رحمت للعالمین خاتم النبیین ﷺ کو جنت سے بھی اوپر لے گئے اور ایک مقام ایسا آیا جہاں آپ نے صریف الاقدام یعنی تقدیر کے قلموں کی آواز سنی۔ پھر اسی مقام سے بھی اوپر تشریف لے گئے۔ کئی نورانی حجابات طے کرنے کے بعد آپ اس تجلی گاہ میں جسم اطہر کے ساتھ پہنچ گئے جہاں جبرائیل امینؑ بھی نہیں پہنچ سکے اور پیچھے ٹھہر گئے۔ آں حضرت ﷺ نے حضرت جبرائیلؑ سے پیچھے ٹھہر جانے کی وجہ پوچھی تو انہوں نے جواب دیا کہ اس مقام سے آگے نہیں جا سکتا۔ کیوں کہ میرے (نور کے) پروں میں طاقت نہیں رہی۔ بقول شیخ سعدی:

خادم اہلسنت حافظ عبدالوحید الحنفی

اگر یک سرے موئے برتر پرم
فروغ تجلی بسو زد پرم

یعنی میرا حال تو یہ ہے کہ اگر بال برابر بھی اوپر پرواز کروں تو حق کی تجلی سے میرے نور کے پر جل جائیں۔

یہ ہے آں حضرت ﷺ کے معراج کی آخری حد کہ وہاں حق تعالیٰ کی تجلیات کا اتنا غلبہ تھا کہ سید الملائکہ جبرائیل امینؑ بھی ان کی تاب نہیں لا سکتے تھے۔ یہ مقام ارفع و اعلیٰ صرف امام الانبیاء و الملائکہ ﷺ کے لیے ہی مختص تھا۔ وہاں رب العالمین کی خاص تجلی کا

نزول تھا جس کے آں حضرت ﷺ متحمل ہوئے جو مقام عبدیت کی انتہائی بلندیوں پر فائز تھے۔ سورۃ النجم میں ہے فاوحی الٰی عبدہ ما اوحی۔ پھر حق تعالیٰ نے اپنے خاص بندے پر وحی کی جو بھی کی۔

رویتہ باری تعالیٰ

رسول اللہ ﷺ نے شبِ معراج میں اللہ تعالیٰ کو قلب کی آنکھوں میں دیکھا یا ظاہری آنکھوں میں اس سے متعلق بھی کتب احادیث میں مختلف روایات ہیں۔ اہل سنت والجماعت کا نظریہ یہ ہے کہ اس دنیا میں حق تعالیٰ کا دیدار ظاہری آنکھوں سے نہیں ہو سکتا۔ کیوں کہ اس جہان فانی میں اللہ تعالیٰ کی ذاتی تجلی کی برداشت نہیں ہے۔ اور حضور خاتم النبیین ﷺ کو شب معراج میں جو آنکھوں سے دیدار نصیب ہوا تو وہ اس فانی جہاں کی حدود سے گزار کر مقام عرش پر ہوا تھا اور مقام بالا میں تجلی حق برداشت کرنے کی قوت ہے اور آں حضرت ﷺ کی روحانیت بھی اس درجے کی قوت رکھتی تھی کہ رب العالمین کی ذاتی تجلی کو آپ ﷺ نے برداشت کر لیا جس کو جبرائیل امینؑ کی نورانیت بھی برداشت نہیں کر سکتی۔[1]

---

[1] معراج مصطفےٰ ﷺ۔ از مولانا قاضی مظہر حسین ص ۱۶۔

پچاس نمازیں

شب معراج میں حق تعالیٰ نے آپ ﷺ کی امت کے لیے پچاس نمازیں فرض کیں۔ آپ جب واپس تشریف لائے اور چھٹے آسمان پر حضرت موسیٰ کلیم اللہ کی ملاقات ہوئی تو حضرت موسیٰ کلیم اللہؑ نے کہا کہ مجھے اپنی امت کا تجربہ ہے۔ آپ کی امت پچاس نمازیں نہیں پڑھ سکے گی۔ آپ دربار خداوندی میں عرض کریں اور تخفیف کرائیں۔ آں حضرت ﷺ نے مشورہ کے مطابق تخفیف کرائی، آخر پانچ رہ گئیں۔ تو پھر بھی حضرت موسیٰؑ نے تخفیف کرانے کا مشورہ دیا لیکن رحمت للعالمین ﷺ نے فرمایا کہ اب مجھے دربار خداوندی میں عرض کرنے سے شرم آتی ہے تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ آپ کی امت پر نمازیں فرض تو پانچ ہی ہیں، لیکن ثواب پچاس ہی کا ملے گا۔ (میری بات میں تبدیلی نہیں ہوتی) یہ ارحم الراحمین کی امتِ محمدیہ ﷺ پر خصوصی رحمت تھی۔

معراج سے واپسی

آں حضرت ﷺ عجائبات قدرت اور ذات حق کے مشاہدہ کے بعد واپس اپنے مکان پر تشریف لائے اور سو گئے۔ صبح آپ حرم شریف میں تشریف لائے تو آپ ﷺ نے صحابہ کرامؓ سے اس معجزہ کا ذکر کیا

اور تفصیلات بتائیں۔

اصحاب رسول ﷺ کے لیے تو یہ ایک بڑی سعادت تھی کہ آں حضرت ﷺ سے واقعہ معراج بلاواسطہ سنا اور بن دیکھے آپ ﷺ کے ارشادات پر ایمان لے آئے۔ لیکن کفار قریش کو جب اس کی اطلاع ہوئی تو ان کا ایک وفد ابو جہل کی پارٹی کا آپ ﷺ کے پاس آیا اور کہا کہ اگر آپ ﷺ گئے ہیں تو بیت المقدس کی علامات اور نشانیاں بتائیں۔ اس پر حضور ﷺ فرماتے ہیں کہ جب قریش نے مسجد اقصیٰ کی نشانیاں دریافت کیں تو میرے دل میں ایسی بے چینی پیدا ہوئی جو کبھی نہ ہوئی تھی۔ اس حالت میں اللہ تعالیٰ نے بیت المقدس میرے سامنے کھول دی۔ حجابات دور کر دیے اور جو جو سوال وہ کرتے تھے مسجد اقصیٰ کو دیکھ کر میں بتاتا جاتا تھا۔ لیکن کفار کے سوالات چوں کہ بدنیتی پر مبنی تھے اس لیے (لاجواب تو ہو گئے لیکن) ایمان نہیں لائے۔

معجزہ معراج اور لقب صدیقؓ

کفار قریش میں سے ایک شخص حضرت ابو بکرؓ کے پاس چلا گیا۔ شہر سے ملحق ان کی جگہ تھی، اس رات آپؓ نے وہاں ہی قیام کیا تھا اور ابھی دربار رسالت میں تشریف نہیں لائے تھے۔ اس نے حضرت ابو بکر

صدیقؓ سے دریافت کیا کہ کیا کوئی شخص راتوں رات بیت المقدس جا کر پھر واپس آ سکتا ہے۔ حضرت ابو بکرؓ نے فرمایا نہیں (کیوں کہ اس وقت جہاز اور طیارے تو نہیں تھے اور سینکڑوں میل کا سفر اتنے قلیل وقت میں اونٹوں اور گھوڑوں کے ذریعے تو ہو نہیں سکتا تھا) پھر اس نے کہا کہ آپ کے یار (یعنی حضرت محمد رسول اللہ ﷺ) تو آج یہ دعویٰ کر رہے ہیں کہ وہ رات کے تھوڑے سے حصے میں بیت المقدس گئے ہیں اور پھر واپس بھی آ گئے ہیں۔ اس پر حضرت ابو بکرؓ نے جواب دیا کہ میں نے خود تو یہ بات آں حضرت ﷺ سے نہیں سنی، لیکن اگر آپ ﷺ نے ایسا فرمایا ہے تو میں اس کی تصدیق کرتا ہوں کہ آپ بیت المقدس گئے ہیں اور میں تو پہلے ہی آپ ﷺ کو سچا مان کر بن دیکھے ایمان لا چکا ہوں کہ آپ ﷺ کے پاس آن کی آن میں وحی آتی ہے اور جبرائیل امینؑ آتے ہیں۔ جب حضرت ابو بکرؓ دربار رسالت ﷺ میں حاضر ہوئے اور آپ ﷺ کو یہ واقعہ معلوم ہوا تو آپ ﷺ نے حضرت ابو بکرؓ کو صدیق کا لقب عطا فرمایا۔ (تفسیر ابن کثیر)

دربار رسالت ﷺ سے عطا کردہ صدیق کا لقب اتنا مشہور و معروف اور مقبول عام ہو چکا ہے کہ جہاں صرف صدیقؓ کا لفظ کہا جائے اس سے مراد حضرت ابو بکر صدیقؓ ہی لیے جاتے ہیں۔

خادم اہلسنت
حافظ
عبدالوحید الحنفی

معجزہ معراج سائنس کے لیے چیلنج

احادیث میں آں حضرت ﷺ کے اس عظیم الشان معجزہ کی تفاصیل پائی جاتی ہیں بغرض اختصار کئی واقعات یہاں بیان نہیں کیے جا سکے۔ معجزہ معراج کو ایک خصوصیت یہ ہے کہ یہ صحابہ کرامؓ اور کفار کو دکھلایا نہیں گیا اور اس کی ایک حکمت یہ معلوم ہوتی ہے کہ اہل ایمان اس کو بن دیکھے محض رسول اللہ ﷺ کے بتانے سے مان لیں۔ چناں چہ صحابہ کرامؓ نے بن دیکھے اس معجزہ معراج کو تسلیم کیا۔ مولانا قاضی مظہر حسین لکھتے ہیں کہ:

۱۔ یہ معجزہ معراج سائنس کے لیے ایک عظیم چیلنج ہے۔ سائنس ترقی کی منازل طے کرتے ہوئے آج اس مقام پر پہنچ چکی ہے کہ تیز رفتار طیارے چاند اور دوسرے سیاروں سے بھی آگے نکل گئے ہیں۔

۲۔ چاند وغیرہ کی بلندی پر پہنچ کر بھی ان کا زمینی مرکز سے رابطہ رہتا ہے۔

۳۔ ٹیلی ویژن تو آج گھر گھر میں پہنچ گیا ہے جس کے ذریعے گھر میں بیٹھ کر لوگ دور دراز کے واقعات کو آنکھوں سے دیکھ لیتے ہیں۔

۴۔ ڈاکٹر نہ صرف گردے اور مثانے کا بلکہ قلب و دماغ کا بھی کامیاب آپریشن کرنے لگے ہیں۔ بے شک یہ سائنس کے حیرت انگیز

عبدالوحید الحنفی

کرشمے ہیں لیکن معجزہ معراج کے سامنے ان کی کوئی حیثیت نہیں۔

۵۔ براق پر سوار کرنے سے پہلے آں حضرت ﷺ کا شق صدر ہوا۔ بدن اطہر سے بالکل جدا کر کے قلب مبارک کو جنت کے طشت میں رکھ کر آب زم زم سے دھویا گیا اور پھر اس کو رکھ کر سی دیا۔ لیکن حضور ﷺ بے ہوش نہیں ہوئے اور نہ ہی جسمانی ضعف لاحق ہوا بلکہ قدرت خداوندی سے آپ کے اندر پہلے سے زیادہ قوت بھر دی گئی اور فوراً ہی زمین و آسمان اور عرش کے سفر کے لیے روانہ ہو گئے بلکہ شق صدر ہونے کے باوجود آپ خود اپنی آنکھوں سے فرشتوں کا عمل قلب مبارک کا زمزم سے دھونا وغیرہ دیکھتے رہے۔ کیوں کہ موت وحیات قبضۂ قدرت میں ہے۔ جس میں کسی مخلوق کی طاقت کا دخل نہیں۔

۶۔ سائنس کے ایجاد کردہ تیز رفتار طیاروں کے مقابلے میں براق کی تیز رفتاری ایک جانور کی حیثیت سے ہے۔ طیارے خراب ہو جاتے ہیں، طیاروں میں پرواز کرنے والے ہلاک ہو جاتے ہیں لیکن براق میں یہ کمزوریاں اور خرابیاں نہیں پائی جاتیں۔

۷۔ ٹی وی میں اگرچہ ہزاروں میل دور تک مشاہدہ ہو سکتا ہے اور آوازیں سنائی دیتی ہیں لیکن یہ سب کچھ اسباب کے تحت ہے۔ ٹی

خادم اہلسنت حافظ عبدالوحید

وی کے خراب ہونے سے یہ سارا کھیل ختم ہو جاتا ہے۔ نہ کسی دور کی چیز کو دیکھا جا سکتا ہے اور نہ دور کی آوازیں سنائی دیتی ہیں۔ لیکن آں حضرت ﷺ کو حق تعالیٰ نے بیٹھے بیٹھے بیت المقدس کا نقشہ دکھلایا۔ درمیانی حجابات دور کر دیے۔ بیت المقدس کو آپ ﷺ کے پاس لایا گیا۔ اللہ جو چاہے کر سکتا ہے۔

۸۔ آں حضرت ﷺ کی تیر رفتاری اور بلند پروازی کا یہ حال کہ ساتوں آسمانوں سے گزر گئے اور انبیاءؑ کی ملاقاتیں ہوئیں۔ لیکن سائنس دان اور ہواباز ابھی تک پہلے آسمان کو ہی نہیں دیکھ سکے۔ چہ جائیکہ وہاں ان کی رسائی ہو اور آسمانوں کو چیر کر آگے نکل جائیں اور سائنس کے حیرت انگیز کرشمے بھی تو اللہ تعالیٰ کی قدرت ہی کے مظاہر ہیں۔ جس نے انسان کو اتنی عقل اور اتنا دماغ عطا فرمایا کہ وہ عالم اسباب میں ترقی کر سکے۔ لیکن معجزات نبوی ﷺ چوں کہ عالم اسباب سے بالاتر ہوتے ہیں۔ جہاں صرف کلمہ "کن" کار فرما ہوتا ہے اس لیے قیامت تک سائنس کی ترقیاں حضور خاتم النبیین ﷺ کے معراج کے سامنے ہیچ ہیں۔[1]

ہمارا بھی عقیدہ ہے کہ جب حضور رحمت للعالمین ﷺ کو جسم

---

1 معراج مصطفٰے از مولانا قاضی مظہر حسین۔ ص ۲۰۔

اطہر سمیت بیداری کی حالت میں شب معراج میں اتنا عروج عطا فرمایا گیا تو اس کا یہ بھی تقاضا ہے کہ آپ کے صحابہ کرامؓ کو بھی ان روحانی بلندیوں تک پہنچایا جائے جو کسی اور امتی کو نصیب نہ ہوں۔ معراج نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے پرتو سے صحابہ کرامؓ کو تقویٰ اور للّٰہیت کی بلندیوں سے سرفراز فرمایا اور زندگی مین ہی ان کو رضی اللہ عنہم ورضوعنہ کی قرآنی سند عطا فرمادی۔[1]

وماعلینا الا البلاغ المبین

وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ اَوَّلًا وَّاٰخِرًا وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی نَبِیِّہٖ دَائِمًا وَّسَرْمَدًا

خادم اہلسنّت

حافظ عبدالوحید الحنفی

ساکن اوڈھروال (تحصیل وضلع چکوال)

۱۶ صفر ۱۴۳۶ھ ۸ دسمبر ۲۰۱۴ء بروز پیر

☆☆☆☆

النور منیجمنٹ چکوال (پاکستان)
0334-8706701
www.zedemm.com
zedemm@yahoo.com
اسلامی لٹریچر اور کتب کی بہترین کمپوزنگ اور پرنٹنگ کے لئے، نیز ہر قسم کے اشتہارات اور ایڈورٹائزنگ کے لئے رجوع کریں

[1] روزنامہ نوائے وقت راولپنڈی/اسلام آباد ۲۷ نومبر ۱۹۹۷ء۔ ص ۸۔

5335

یا اللہ یا محمد ﷺ — اصلی کلمہ اسلام لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللہِ — حق چار یار

سورہ فاتحہ کی آیات

ایک اشکال کا تحقیقی جواب

مرتبہ

حافظ عبدالوحید الحنفی
چکوال

سلسلہ اشاعت نمبر 57

شائع کردہ: مرحبا اکیڈمی

خادم اہلسنّت حافظ عبدالوحید الحنفی

☆☆☆☆

نام کتاب: سورہ فاتحہ کی آیات—ایک اشکال کا تحقیقی جواب

سلسلۂ اشاعت: 57 بار اوّل

مؤلف: حافظ عبدالوحید الحنفی آوڈھروال (چکوال) 0302-5104304

صفحات: 184

قیمت: 20 روپے

ٹائٹل: ظفر محمود ملک

کمپوزنگ: النور مینجمنٹ چکوال

طباعت: 16 صفر 1436ھ 8 دسمبر 2014ء بروز پیر

ناشر: مرحبا اکیڈمی

ویب سائیٹ: www.alhanfi.com

حافظ عبدالوحید الحنفی

☆☆☆☆

فہرست عنوانات

باب 1 51

سورۃ فاتحہ کی سات آیات 51

بسم اللہ ایک مستقل آیت ہے، سورہ فاتحہ کا حصہ نہیں 51

تحقیقی مسلک 52

سورتوں کا تعین 61

چاروں صحابہ کرامؓ نماز پڑھاتے وقت بلند آواز میں 'الحمد' سے سورۃ فاتحہ کا آغاز کرتے 62

قرآن پاک کے اشاعتی ادارے 62

☆☆☆☆

باب 1

سورۃ فاتحہ کی سات آیات

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ ھَدَانَا اِلٰی طَرِیْقِ اَھْلِ السُّنَّۃِ وَالْجَمَاعَۃِ بِفَضْلِہِ الْعَظِیْم
وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِہٖ سَیِّدِنَا مُحَمَّدِ نِ الَّذِیْ کَانَ عَلٰی خُلُقٍ عَظِیْم
وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَخُلَفَاءِہِ الرَّاشِدِیْنَ الدَّاعِیْنَ اِلٰی صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْم

عبدالوحید الحنفی

روزنامہ نوائے وقت راولپنڈی مؤرخہ ۲۷ مارچ ۱۹۹۸ء میں ایک تحقیقی یادگار مضمون شائع ہوا۔ اس میں راقم الحروف نے ایک سوال کا تحقیقی جواب تحریر کیا، جو پیشِ خدمت ہے۔

بسم اللہ ایک مستقل آیت ہے، سورہ فاتحہ کا حصہ نہیں

روزنامہ نوائے وقت میں نذر الحق لون صاحب کا خط شائع ہوا ہے جس میں انہوں نے یہ لکھا ہے کہ ناشرین قرآن مجید نے سورہ فاتحہ پر سات آیات کے نمبر لگاتے ہوئے اس کی پہلی آیت "بسم اللہ الرحمٰن الرحیم" کو چھوڑ کر "انعمت علیھم" کے بعد (۵/لا) رمز قرآن مجید مین سورۃ البقرہ کے 'ال م' سے سورۃ الناس کے "والناس" تک کوئی دو

صد مرتبہ سے زیادہ آیا ہے۔ ظاہراً اس کی وجہ "بسم اللہ الرحمٰن الرحیم" کو متن سورۃ سے خارج کرنا ہی ہو سکتا ہے۔ گزشتہ چند سالوں سے ناشران قرآن کی توجہ اس غلطی کی طرف مبذول کرانے کا فرض ادا کر رہا ہوں۔......

خط کے آخر میں مدیر صاحب کی جانب سے لکھا گیا کہ صاحب الرّائے مفسرین قرآن اور علماء حضرات اس ضمن میں کچھ لکھنا چاہیں تو یہ صفحہ حاضر ہے۔ اس لیے میں نے مناسب سمجھا کہ صورت حال عرض کر دوں۔

پہلی بات تو یہ عرض ہے کہ محترم لون صاحب کے علم میں ہونا چاہیے کہ سورۃ فاتحہ کا "بسم اللہ الرحمٰن الرحیم" جز نہیں ہے بلکہ مستقل آیت ہے۔ اس بارے میں عہد صحابہؓ سے جو اقوال احادیث میں ملتے ہیں ان سے یہی ثابت ہے۔ بعض لوگوں کے نزدیک سورۃ فاتحہ کا جز ہے، اس لیے وہی لوگ سورۃ فاتحہ کی پہلی آیت اس کو شمار کرتے ہیں۔

تحقیقی مسلک

(۱) تمام اہل اسلام کا اتفاق ہے کہ "بسم اللہ الرحمٰن الرحیم" قرآن مجید میں سورۃ نمل کا جز ہے اور اس پر بھی اتفاق ہے کہ سوائے سورۃ توبہ کے بسم اللہ ہر سورۃ کے شروع میں لکھی جاتی ہے۔

لیکن بجز سورۃ نمل کے کسی سورۃ کا جز نہیں بلکہ ایک مستقل آیت ہے جو ہر سورۃ کے شروع میں دو سورتوں میں فصل اور امتیاز ظاہر کرنے کے لیے نازل ہوئی اور یہ اقوال احادیث رسول اللہ ﷺ کی ہی بنیاد پر صحابہ کرامؓ سے منقول ہیں۔ جیسا کہ صحیح مسلم شریف میں حدیث ہے۔
ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نماز کو تکبیر اور قرات کو "الحمدللہ رب العالمین" سے شروع کرتے تھے۔ (مسلم شریف کتاب الصلوٰۃ)

اگر بسم اللہ سورۃ فاتحہ کا جز اور پہلی آیت ہوتی تو نماز میں قرات بلند آواز میں بسم اللہ سے شروع کرتے۔ چوں کہ ابتدا "الحمدللہ رب العالمین" سے کرتے اس سے ثابت ہوا کہ سورۃ فاتحہ کی پہلی آیت "الحمدللہ رب العالمین" ہے۔

(۲) صحیحین بخاری و مسلم شریف میں حضرت انس بن مالکؓ فرماتے ہیں کہ میں نے نبی کریم ﷺ اور حضرت ابو بکرؓ اور حضرت عمرؓ اور حضرت عثمانؓ کے پیچھے نماز پڑھی۔ 'الحمدللہ رب العالمین' سے یہ سب شروع کرتے تھے۔
مسلم شریف میں ہے کہ "بسم اللہ الرحمٰن الرحیم" کا ذکر نہیں

کرتے تھے، نہ تو قرات کے شروع مین اور نہ قرات کے آخر میں۔[1]

(۳) حضرت ابوہریرہؓ نے فرمایا ہے کہ جب رسول مقبول ﷺ دوسری رکعت کے لیے کھڑے ہوتے تو قرآت 'الحمدللہ رب العالمین' سے شرووع کرتے۔[2]

امام طحاویؒ فرماتے ہیں کہ اس حدیثِ رسول ﷺ میں دلیل ہے۔ اس امر کی کہ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم سورۃ فاتحہ کا جز نہیں۔(طحاوی شریف) یعنی اگر یہ سورۃ فاتحہ کا جز ہوتی تو بجائے **الحمدللہ رب العالمین** سے سورۃ فاتحہ شروع کرنے کے، حضور ﷺ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم سے قرات شروع کرتے۔

(۴) امام طحاوی حنفیؒ (المولود ۲۲۹ھ المتوفیٰ ۳۲۱ھ) جو کہ امام بخاریؒ کے ہم عصر ہیں، فرماتے ہیں کہ:

اس امر میں تو کسی کو اختلاف نہیں کہ سورۃ فاتحہ کی سات آیتیں ہیں، لیکن اختلاف اس امر میں ہے کہ جو لوگ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کو سورۃ فاتحہ کا جز قرار دیتے ہیں۔ وہ بسم اللہ کو سورۃ فاتحہ کی ایک آیت کہتے ہیں اور جو لوگ بسم اللہ کو سورۃ فاتحہ کا جز نہیں قرار دیتے وہ انعمت علیهم ۵ کو آیت شمار کرتے ہیں۔ غرض جب اختلافات کیا گیا تو اس پر

1 مسلم شریف۔ کتاب الصلوٰۃ۔
2 طحاوی شریف ج اص ۲۸۲۔ مولف امام طحاوی المولود ۲۲۹ھ۔

خادم اہلسنّت حافظ عبدالوحید الحنفی

غور کرنا ضروری ہوا اور ہم عنقریب ان شاء اللہ وضاحت کے ساتھ بیان کریں گے۔ (طحاوی شریف ج۱)

(۵) کہا ابو داؤد نے کہا شعبی اور ابو مالک اور قتادہ اور ثابت بن عمارہ نے کہ رسول اللہ ﷺ نے بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نہیں لکھی، یہاں تک کہ سورۃ نمل اتری۔[1]

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جب سورۃ النمل اتری جس میں یہ آیت ہے 'بسم اللہ الرحمٰن الرحیم' اس کے بعد حضور ﷺ نے 'بسم اللہ الرحمٰن الرحیم' لکھوانا شروع کیا۔ سورۃ النمل کا نزول، سورۃ الفاتحہ کے بہت بعد ہوا۔ جیسا کہ کتب تفاسیر سے ظاہر ہے۔ سورۃ الفاتحہ کا نزول نمبر ۵ ہے اور سورۃ النمل کا نزول نمبر ۲۷ ہے۔

اس حدیث سے بھی ثابت ہوتا ہے کہ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم، سورۃ النمل کی آیت کا جز ہے اور کسی سورۃ کا جز نہیں۔ اور سورۃ النمل کے نزول سے پہلے نہیں لکھی۔

(۶) حضرت عبد اللہ ابنِ عباسؓ کہتے تھے میں نے حضرت عثمانؓ سے کہا تم نے انفال اور برات کے بیچ میں بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کیوں نہ لکھی۔ حضرت عثمانؓ نے کہا: رسول اللہ ﷺ پر آیتیں اترا کرتیں، آپ کاتب کو بلاتے اور اس سے فرماتے، اس آیت کو

[1] سنن ابو داؤد۔ کتاب الصلوٰۃ۔

خادم اہلسنت حافظ عبد الوحید الحنفی

فلانی سورۃ میں رکھ جس میں فلاں قصہ مذکور ہے اور آپ پر ایک ایک دو دو آیتیں اترا کرتیں۔ آپ ایسا ہی فرمایا کرتے اور انفال مدینہ آنے کے بعد اتری اور برات آخر میں اتری اور برات کا قصہ انفال کے مشابہ ہے۔ اس وجہ سے مجھے گمان ہوا کہ برات شاید انفال میں داخل ہے، اس واسطے میں نے انفال کو سبع طوال میں رکھا اور دونوں کے بیچ میں بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نہیں لکھی۔

(ابوداؤد شریف پارہ ۵)

اس حدیث سے بھی معلوم ہوا کہ بسم اللہ جزو سورۃ نہیں۔ حضرت عثمانؓ خبر دے رہے ہیں کہ بسم اللہ آپ کے نزدیک جز سورۃ نہ تھی بلکہ وہ اسے سوتوں کے فصل کے طور پر لکھتے۔

حالاں کہ سورۃ انفال سبع الطوال سے ہے اور سورۃ براۃ مئین سے، پھر ان دونوں کو ملا کر ان کے درمیان بسم اللہ بھی نہیں لکھی۔ اس پر حضرت عثمانؓ نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ پر جب کوئی آیت نازل ہوتی تھی تو آپ ﷺ فرما دیتے کہ اس آیت کو فلاں سورۃ میں فلاں جگہ لکھ دو اور سورۃ براۃ کا قصہ سورۃ انفال سے مشابہت رکھتا ہے۔ رسول مقبول ﷺ وفات پا گئے۔ میں آپ ﷺ سے اس کے متعلق پوچھ نہ سکا اور مجھے خوف ہوا کہ سورۃ براۃ کہیں انفال کا حصہ نہ ہو، اس لیے میں نے ان کے درمیان بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نہیں لکھی۔

عبدالوحید الحنفی

امام طحاویؒ فرماتے ہیں کہ حضرت عثمانؓ اس حدیث میں خبر دے رہے ہیں کہ بسم اللہ آپ کے نزدیک جزو سورۃ نہ تھی، بلکہ وہ اسے فصل کے طور پر لکھتے تھے۔ (طحاوی شریف)

(۷) حضرت ابن عبداللہ بن مغفلؓ اپنے والد سے روایت کرتے ہوئے بیان کرتے ہیں کہ اسلام میں نئی بات پیدا کرنے پر نہایت سختی کرنے والا میں نے اپنے والد کی نسبت بہت کم دیکھا ہو گا۔ چناں چہ جب انہوں نے مجھے بسم اللہ پڑھتے ہوئے سنا تو فرمایا: اے فرزند! اسلام میں نئی بات پیدا نہ کرو۔ کیوں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ حضرت ابو بکرؓ، حضرت عمرؓ، حضرت عثمانؓ کے ساتھ نماز پڑھی، لیکن میں نے کسی کو بسم اللہ پڑھتے نہیں سنا۔ سو تم قرات شروع کرو تو الحمدللہ رب العالمین سے شروع کیا کرو۔ (طحاوی شریف ج ا)

اس حدیث سے بھی معلوم ہوا کہ بسم اللہ سورۃ فاتحہ کا جزو نہیں، اس لیے حضرت رسول کریم ﷺ اور حضرت ابو بکر صدیقؓ اور حضرت عمر فاروقؓ اور حضرت عثمان ذوالنورینؓ جب نماز پڑھتے تھے تو بلند آواز سے قرات بسم اللہ کے بجائے **الحمدللہ رب العالمین** سے شروع کرتے تھے۔

یہی وجہ ہے کہ احناف (امام اعظم ابو حنیفہؒ کے مقلدین) نماز جہری

حافظ عبدالوحید الحنفی ادارہ اہلسنت

میں سورۃ فاتحہ کے ساتھ بسم اللہ باآواز بلند سے نہیں پڑھتے تا کہ جزو فاتحہ ہونے کا خیال نہ ہو۔

(۸) مولانا مفتی محمد شفیع صاحبؒ تفسیر معارف القرآن میں لکھتے ہیں کہ:

سنن ابو داؤد میں باسناد صحیح حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے روایت ہے کہ بسم اللہ بجز سورۃ نمل کے اور کسی سورۃ کا جزو نہیں بلکہ ایک مستقل آیت ہے جو سورۃ کے شروع میں دو سورتوں کے درمیان فصل اور امتیاز ظاہر کرنے کے لیے نازل ہوئی۔ (تفسیر معارف القرآن ج ۱)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کو کسی سورۃ کے ساتھ ملا کر نہیں لکھتے، بلکہ علیحدہ ہمیشہ دو لائنوں کے درمیان لکھتے ہیں تا کہ سورۃ کا حصۃ ہونے کا شبہ نہ ہو۔ (معارف القرآن ج ۱ از مفتی محمد شفیع صاحبؒ)

(۹) سورۃ نمل کی آیت ۳۰ ہے اِنَّهٗ مِنۡ سُلَيۡمٰنَ وَاِنَّهٗ بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ۔

چناں چہ تمام محدثین اور فقہائے کرام کا اس بات پر اتفاق ہے کہ قرآن پاک کی کم و بیش ۶۶۱۶ آیات میں سے بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ایک آیت ہے اور جزوِ قرآن ہے۔ البتہ اس بارے میں اختلاف ہے کہ بسم اللہ ہر سورۃ کا جزو ہے یا نہیں۔ امام ابو حنیفہؒ اور آپ کے پیرو کار کہتے ہیں کہ:

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم قرآن کا جزو تو ہے مگر ہر سورۃ کا جزو نہیں۔

چناں چہ جب قرآن پاک بالجہر پڑھا جاتا ہے تو صرف سورۃ نمل میں بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کی تلاوت بالجہر کی جاتی ہے۔ بجز ایک مرتبہ کے، ہر دو سورتوں کے درمیان جو بسم اللہ لکھی جاتی ہے، یہ محض سورتوں کے درمیان امتیاز کرنے کے لیے ہے، ورنہ ابتدائے سورۃ میں بسم اللہ کسی سورۃ کا جز نہیں ہے۔ (فیض القدیر شرح جامع ص ج۵)

(۱۰) تفسیر ابنِ کثیر میں ہے:

امام ابو حنیفہؒ، امام مالکؒ اور امام احمد بن حنبلؒ اور ان کے ساتھی کہتے ہیں کہ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نہ تو سورۃ فاتحہ کی آیت ہے نہ کسی اور سورۃ کی۔ امام ابو داؤدؒ کہتے ہیں کہ یہ ہر سورت کے اول میں ایک مستقل آیت ہے۔ سورۃ میں داخل نہیں (تفسیر ابنِ کثیر)

امام احمد بن حنبلؒ سے بھی یہی روایت ہے۔ (تفسیر ابن کثیر ج۱)

امام مالکؒ کے نزدیک یہ کسی سورۃ کا جز نہیں بلکہ فصل بین السورتین کے لیے ہے اور یہی امام احمد بن حنبلؒ کا مسلک ہے۔

امام ابو حنیفہؒ اور امام احمد بن حنبلؒ کے نزدیک یہ قرآن کا جز ہے لیکن مستقل آیت کی حیثیت رکھتی ہے۔ 'انزلت للفصل بین السورتین' ہے یعنی کسی ایک سورۃ کا جز نہیں۔ سورتوں کے درمیان امتیاز کے لیے لکھی جاتی ہے۔

اس بارے میں صرف ایک قول امام شافعیؒ کا ہے جس سے شوافع

کے نزدیک بسم اللہ سورۃ فاتحہ کا جز ہے، جس بنا پر شوافع جہری نماز میں اس کو جہراً پڑھتے ہیں۔ لیکن وہ بھی یہ کہتے ہیں کہ اگر جہراً پڑھا جائے تو اولیٰ ہے نہ پڑھا جائے تو پھر بھی جائز ہے۔ اس سے علامہ ابن حزمؒ نے المحلیٰ میں فرمایا ہے کہ امام شافعیؒ کے اس قول سے کہ نماز میں سورۃ فاتحہ سے پہلے بسم اللہ خفی پڑھی جائے تو بھی جائز ہے۔ دوسری چیز جو نذر الحق لون صاحب نے لکھی ہے کہ:

'انعمت علیھم' کے بعد رمز (۵/لا) کو آیت قرار دے دینا غلط ہے۔ یہ بھی ان کی غلط فہمی ہے۔ جس مقام پر (۵/لا) کی رمز کی نشاندہی کی گئی ہے، وہاں یہ بتایا گیا ہے اور قرآن مجید کے حاشیہ پر جو قدیمی نسخے ہیں وہاں لکھا گیا ہے کہ یہاں فلاں فلاں قراء کے نزدیک آیت ہے۔

میرے پاس ۱۲۴۳ء کا قرآن مجید کا ایک نسخہ موجود ہے جس میں پورے قرآن مجید میں جہاں جہاں رمز (۵/لا) متن قرآن میں آیات کے درمیان آتی ہے وہاں حاشیہ پر درج ہے کہ: کوفیاںِ، مکیاں، بصریاں و مدنیاں و شامیاں آیت شمارند۔ مثلاً سورۃ فاتحہ میں انعمت علیھم کے آگے رمز ۵ کے تحت لکھا ہے:

"سورۃ الفاتحہ ہفت آیت بالاتفاق مگر آں کہ کوفیاں و مکیاں بسم اللہ رایک آیت شمارند و انعمت علیھم رانشمارند و نزد بصریاں و مدنیاں و شامیاں برعکس (۱۲ بحر العلوم)

خادم اہلسنّت حافظ عبدالوحید الحنفی

اسی طرح سورہ بقرہ کے دوسرے رکوع میں ولھم عذاب الیم ۵
کے آگے رمز (۵/لا) کے تحت حاشیہ میں تحریر ہے:"آیت شامی"
اور سورۃ بقرہ کے رکوع ۱۲ آیت ۱۳ اور ۱۴ کے درمیان الا خائفین
کے آگے رمز (۵/لا) کے تحت لکھا ہے:"آیت بصری"
اسی طرح پورے قرآن مجید میں حاشیہ میں آیات کی نشاندہی کی گئی ہے۔ جہاں جہاں رمز ۵ درج ہے اور بقول نذر الحق لون صاحب یہ رمز دو صد سے زیادہ مقامات پر قرآن میں موجود ہے۔

سورتوں کا تعین

خادم اہلسنّت حافظ عبدالوحید الحنفی

کلام پاک کی اول سات سورتیں "طُوَل" کہلاتی ہیں۔ اس کے بعد کی گیارہ سورتیں "مئین" کہلاتی ہیں۔ اس کے بعد کی بیس سورتیں "مثانی" کہلاتی ہیں۔ اس کے بعد ختم قرآن تک "مفصل" کہلاتی ہیں۔

حدیث شریف میں حضور ﷺ فرماتے ہیں:

واثلہؓ نے حضور اقدس ﷺ سے نقل کیا ہے کہ مجھے تورات کے بدلہ میں "سبع" ملی ہیں۔ اور زبور کے بدلہ میں "المئین" ملی ہیں۔ اور انجیل کے بدلہ میں "مثانی" ملی ہیں۔ اور "مفصل" مخصوص ہیں میرے ساتھ۔ (مسند احمد و الکبیر جمع الفوائد)

حدیث شریف کا مطلب یہ ہے کہ جس قدر کتب سماویہ پہلے نازل ہوئی ہیں۔ ان سب کی نظیر قرآن مجید میں موجود ہے اور ان کے علاوہ "مفصل" اس کلام پاک میں مخصوص ہیں جس کی مثال پہلی کتابوں میں نہیں ملتی۔

چاروں صحابہ کرامؓ نماز پڑھاتے وقت بلند آواز میں 'الحمد' سے سورۃ فاتحہ کا آغاز کرتے

نذر الحق لون صاحب نے اپنے استدلال میں جو سورۃ الحجر کی آیت ۸۷ پیش کی ہے۔

سبعاً من المثانی و القرآن العظیم کی تفسیر میں ایک حدیث کے تحت بعض مفسرین نے جہاں سورۃ فاتحہ مراد لی ہے وہاں اس حدیث کے تحت بعض نے یہی سورتیں مراد لی ہیں۔ (تفسیر ابنِ کثیر)

قرآن پاک کے اشاعتی ادارے

خلاصہ یہ ہے کہ بر صغیر ہند و پاک کے اشاعتی ادارے جو قرآن مجید کے نسخے چھاپ رہے ہیں، وہ بعض تو آیات پر نمبر نہیں لگاتے۔ وہ اس لیے کہ قدیمی نسخوں میں آیات پر نمبر نہیں لگائے جاتے تھے صرف آیت اتفاقی کی جگہ O گول نشان بنا دیا جاتا اور مختلف قراتوں شامی،

بصری، کوفی، مکی، مدنی، عراقی قرات کے تحت قدیم نسخوں کے حاشیوں پر جہاں دو آیتوں کے درمیان بھی آیت تصور کی جاتی وہاں رمز (ہ/لا) یا (ہ/ط) وغیرہ نشان دے کر حاشیہ پر صرف لکھ دیا جاتا کہ یہاں شامی، کوفی، بصری، عراقی، مکی، مدنی قاریوں کے نزدیک آیت ہے۔ تو جس طرح قدیم نسخوں میں سوائے رمز (ہ/لا) کے اور کوئی اضافہ نہیں کیا گیا۔ اس طرح ہماری رائے اسلاف کے نمونے کے مطابق یہی ہے کہ جن آیات پر نمبر لگ گئے ہیں وہ تو موجود رہیں، لیکن جدید نمبروں میں کوئی تبدیلی ہرگز ہرگز نہ کی جائے۔

وماعلینا الا البلاغ المبین

وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ اَوَّلًا وَّاٰخِرًا وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰی نَبِیِّهٖ دَائِمًا وَّسَرْمَدًا

خادم اہلسنّت

حافظ عبد الوحید الحنفی

ساکن اوڈھروال (تحصیل وضلع چکوال)

۱۶ صفر ۱۴۳۶ھ ۸ دسمبر ۲۰۱۴ء بروز پیر

☆☆☆☆

اسلامی لٹریچر اور کتب کی بہترین کمپوزنگ
اور پرنٹنگ کے لئے، نیز ہر قسم کے اشتہارات
اور ایڈورٹائزنگ کے لئے رجوع کریں
النور منیجمنٹ چکوال (پاکستان)
0334-8706701
www.zedemm.com
zedemm@yahoo.com

(بقیہ از صفحہ 18)

تیرا آقا ہادیٔ اِسلام ہے خیر الانام
وجہ تخلیق دو عالم، باعثِ خیر البشر
پیشوا تیرے وہ کیسے پیکر اِسلام تھے!
یعنی خالدؓ، حیدرؓ و عثمانؓ، بو بکرؓ و عمرؓ
لیکن اب حالت ہے یہ اقوام دُنیا میں کجا!
وسعتِ دُنیا میں بھی ممکن نہیں تیرا گزر
شیشۂ دِل زنگ آلودہ ہوا ہے اس قدر
اب نظر آتا نہیں کچھ امتیازِ خیر و شر
تیری ہستی پردۂ ظلمت میں کیسی گم ہوئی!
پھر دریوزہ گری پھرتا ہے تو اب در بدر
کیوں گرفتارِ حوادث ہے، تمہیں معلوم ہے کیا؟
تو نے چھوڑی اتباعِ ہادیٔ جنّ و بشر
توڑ زنجیر تساہل، چھوڑ افسردہ دِلی!
اُٹھ عمل پیرا ہو اب اِسلام کے احکام پر
یا خدا! مسلم کو پھر اِسلام کا پابند کر
یہ دُعائے نیم شب ہے مظہؔر خستہ جگر

مسلم سے! کلام حضرت مولانا قاضی مظہر حسین صاحبؒ بانی تحریک خدام اہلسنّت پاکستان

(رسالہ عارف اکتوبر ۱۹۳۷ء بحوالہ ماہنامہ حق چار یارؓ لاہور اشاعتِ خاص ج ۱۸ ش ۳،۴ ...... مارچ، اپریل ۲۰۰۵ء)

خادم اہلسنّت حافظ عبدالوحید الحنفی

5351

یا اللہ مدد

اصلی کلمہ اسلام لآ اِلٰہَ اِلَّا اللہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللہ

حق چار یار

محبانِ اہل بیت و صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین

تاریخی روایات کی حقیقت

خادم اہلسنّت حافظ عبدالوحید الحنفی

مرتبہ

حافظ عبدالوحید الحنفی

چکوال

سلسلۂ اشاعت نمبر 58

شائع کردہ: مرحبا اکیڈمی

☆☆☆☆

نام کتاب: تاریخی روایات کی حقیقت

سلسلۂ اشاعت: 58 بار اوّل

مؤلف: حافظ عبدالوحید الحنفیؔ آوڈھروال (چکوال) 0302-5104304

صفحات: 184

قیمت: 75 روپے

ٹائٹل: ظفر محمود ملک

کمپوزنگ: النور مینجمنٹ چکوال

طباعت: 16 صفر 1436ھ 8 دسمبر 2014ء بروز پیر

ناشر: مرحبا اکیڈمی

ویب سائیٹ: www.alhanfi.com

حافظ عبدالوحید الحنفی

فہرست عنوانات

باب 1	67
تاریخی روایات کی حقیقت	67
مکتوب بنام محبانِ اہل بیت و صحابہؓ	67
تاریخی روایات کی حقیقت	83
حضرت امیر معاویہؓ کو حضور ﷺ کی دعائیں	86
معاندین صحابہؓ کے بارے میں ارشادات نبوی ﷺ	92
لا اشبع اللہ بطنہ کے طعن کی حقیقت	95
حضرت امیر معاویہؓ از روئے حدیث بھی جنتی ہیں	98
امام نسائیؒ	100
تاریخی روایات کی حقیقت	102
(۲) مکتوب از راقم الحروف بنام محبانِ اہل بیتؓ و صحابہؓ	105
فتاوٰی عزیزی میں الحاق	121
(۳) مکتوب بنام افراز خان صاحب	129

☆☆☆☆

باب 1

تاریخی روایات کی حقیقت

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِی ھَدَانَا اِلٰی طَرِیْقِ اَھْلِ السُّنَّۃِ وَ الْجَمَاعَۃِ بِفَضْلِہِ الْعَظِیْم
وَ الصَّلٰوۃُ وَ السَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِہٖ سَیِّدِنَا مُحَمَّدِنِ الَّذِی کَانَ عَلٰی خُلُقٍ عَظِیْم
وَ عَلٰی اٰلِہٖ وَ اَصْحَابِہٖ وَ خُلَفَاءِہٖ الرَّاشِدِیْنَ الدَّاعِیْنَ اِلٰی صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْم

مکتوب از راقم الحروف بنام محبانِ اہل بیت و صحابہ رضی اللہ عنہم

از چکوال

۱۱ محرم الحرام ۱۴۳۷ھ

۲۵ اکتوبر ۲۰۱۵ء

منجانب عبد الوحید الحنفی

03135128490

خادم اہلسنت حافظ عبد الوحید الحنفی

بخدمت محبّان اہل بیت و صحابہ رضی اللہ عنہم، بحیرہ آزاد کشمیر

بذریعہ سردار محمد افراز خان صاحب

بذریعہ حضرت مولانا محمد حیات خان صاحب

مہتمم جامعہ رضویہ، بحیرہ آزاد کشمیر

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔

گزشتہ رات کسی شخص کے ہاتھ سے ایک فوٹو اسٹیٹ مکتوب کی کاپی موصول ہوئی جس میں بڑے ۳۶ صفحات میں حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ

کے بارے میں تاریخی روایات کی روشنی میں محبّان اہل بیت و صحابہؓ کی جانب سے کسی تبصرہ نگار نے تبصرہ کر کے سردار محمد افراز خان صاحب کے ذریعہ وہ مدلل تبصرہ پر مشتمل دستاویز جناب حضرت مولانا محمد حیات خان صاحب خطیب،بحیرہ تک پہنچائی۔ اور اس کی فوٹو اسٹیٹ کاپی بندہ تک بھی پہنچی ہے، جس پر مختصر تبصرہ ارسال خدمت ہے۔

ضروری نکات کے تحت آپ نے لکھا ہے کہ:

(۱) ہم محض کتب سے نقل کرنے والے ہیں، لہٰذا ہمارے سوالات کو صرف ایک طالب علم کے سوالات سمجھا جائے اور ہمیں تحقیقی جوابات سے آگاہ فرمایا جائے۔

الجواب: بہت اچھا! ان شاء اللہ تحقیقی جوابات سے آگاہ کیا جا رہا ہے۔

(۲) آپ نے لکھا ہے کہ:

اگر آپ نفسِ مضمون کو تھوڑا تھوڑا کر کے بھی جوابات سے آگاہ فرماتے رہیں تو کوئی مضائقہ نہیں، ہم اچھے طالب علم ہونے کا ثبوت دیں گے۔

الجواب: ماشاء اللہ! اگر یہ جذبہ ہے تو پھر اسی جذبہ سے جوابات دیے جائیں گے۔

(۳) آپ نے لکھا ہے کہ:

جوابات عندالتحقیق ہوں۔ مثلاً ''آپؓ (حضرت معاویہؓ) کے بارے میں:

بیت المال کو ذات کے لیے استعمال کرنے کی روایت ہو تو یہ نہ کہا جائے کہ صحابہؓ پر طعن بُرا ہے۔

الجواب: ہم قرآن مجید کی روشنی میں طعن کرنے والے اور جس پر طعن کیا ہے، کی پہلے تحقیق کریں گے۔ کیوں کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں یہی حکم دیا ہے:

جب ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہؓ پر طعن کرنے والوں نے طعن کیا تو حکم آیا:

خادم اہلسنت حافظ عبدالوحید الحنفی

(۱) لَوْ لَآ اِذْ سَمِعْتُمُوْهُ ظَنَّ الْمُؤْمِنُوْنَ وَ الْمُؤْمِنٰتُ بِاَنْفُسِهِمْ خَيْرًا وَّ قَالُوْا هٰذَاۤ اِفْكٌ مُّبِيْنٌ (سورۃ النور آیت ۱۲)

ترجمہ: جب تم لوگوں نے یہ بات سنی تھی تو مسلمان مردوں اور مسلمان عورتوں نے آپس والوں کے ساتھ گمان نیک کیوں نہ کیا۔ اور یوں کیوں نہ کہا کہ یہ جھوٹ ہے۔

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے یہ ضابطہ بیان کر دیا ہے کہ کسی صحابیؓ مرد یا صحابیہؓ عورت پر کوئی بھی طعن کرے تو طعن کرنے والوں کا جواب یہ ہے کہ یہ جھوٹ ہے۔

دوسرا ضابطہ جرم کی نوعیت پر ہمیں یہ بتایا گیا ہے کہ اگر الزام بڑا سنگین ہو یعنی طعن عصمت پر ہو تو ۴ گواہ طلب کرو، نہ پیش کر سکین تو پھر اللہ کے نزدیک یہی جھوٹے ہیں۔ چناں چہ فرمایا:

(۲) لَوۡ لَا جَآءُوۡ عَلَيۡهِ بِاَرۡبَعَةِ شُهَدَآءَ‌ ۚ فَاِذۡ لَمۡ يَاۡتُوۡا بِالشُّهَدَآءِ فَاُولٰٓـئِكَ عِنۡدَ اللّٰهِ هُمُ الۡكٰذِبُوۡنَ (سورۃ النور آیت ۱۳)

ترجمہ: یہ لوگ اس پر چار گواہ کیوں نہ لائے۔ سو جس حالت میں یہ لوگ گواہ نہیں لائے تو بس اللہ کے نزدیک یہ جھوٹے ہیں۔

اس سے صاف صاف معلوم ہو گیا کہ صحابہ کرامؓ اور صحابیاتؓ کا یہ مقام اور مرتبہ ہے کہ ان میں سے کسی پر کوئی طعن ہو گا تو اگر طعن کرنے والے حسبِ حکم قرآن گواہ نہ پیش کریں تو اللہ کے نزدیک یہ جھوٹے ہیں۔

خادم اہلسنت حافظ عبدالوحید الحنفی

معلوم ہوا کہ جب کسی صحابیؓ پر یا صحابیہؓ پر کوئی الزام لگایا جائے گا یا طعن کیا جائے گا تو ظاہر ہے کہ الزام لگانے والا یا طعن کرنے والا ان کا مخالف ہی ہو گا، جس کا دفاع ہر مومن پر لازم ہے۔

(۳) يٰۤاَيُّهَا الَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡۤا اِنۡ جَآءَكُمۡ فَاسِقٌ ۢ بِنَبَاٍ فَتَبَيَّنُوۡۤا اَنۡ تُصِيۡبُوۡا قَوۡمًا ۢ بِجَهَالَةٍ فَتُصۡبِحُوۡا عَلٰى مَا فَعَلۡتُمۡ نٰدِمِيۡنَ (سورۃ الحجرات آیت ۶)

ترجمہ: اے ایمان والو! اگر کوئی شریر آدمی تمہارے پاس کوئی خبر لاوے تو خوب تحقیق کر لیا کرو۔ کبھی کسی قوم کو نادانی سے کوئی

ضرر نہ پہنچادو، پھر اپنے کیے پر پچھتانا پڑے۔

اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں مومنوں کو یہ ضابطہ بتایا ہے کہ خبر کی تحقیق کیا کرو۔ کسی مومن صحابی کو کسی فاسق نے خبر جھوٹی بتائی، انہوں نے سچی سمجھ لی۔ ظاہر ہے اس وقت مومن سب کے سب صحابہ کرامؓ اور صحابیاتؓ تھیں۔ اس لیے اگلی آیت میں صحابہ کرامؓ اور صحابیاتؓ کی شان بھی بتائی تاکہ بعد میں قیامت تک آنے والے مومن ان کی شانِ عظمت کو سمجھیں۔ کیوں کہ صحابہؓ کی شان اللہ کے نزدیک جو تھی، وہ حیاتِ رسول ﷺ میں ہی بیان کر دی گئی۔

(۴) وَ اعۡلَمُوۡۤا اَنَّ فِیۡکُمۡ رَسُوۡلَ اللّٰہِ ؕ لَوۡ یُطِیۡعُکُمۡ فِیۡ کَثِیۡرٍ مِّنَ الۡاَمۡرِ لَعَنِتُّمۡ وَ لٰکِنَّ اللّٰہَ حَبَّبَ اِلَیۡکُمُ الۡاِیۡمَانَ وَ زَیَّنَہٗ فِیۡ قُلُوۡبِکُمۡ وَ کَرَّہَ اِلَیۡکُمُ الۡکُفۡرَ وَ الۡفُسُوۡقَ وَ الۡعِصۡیَانَ ؕ اُولٰٓئِکَ ہُمُ الرّٰشِدُوۡنَ ۙ﴿۷﴾ (سورۃ الحجرات آیت ۷)

ترجمہ: اور جان رکھو! تم میں رسول اللہ ہیں۔ بہت سی باتیں ایسی ہوتی ہیں کہ اگر اس میں تمہارا کہنا مانا کریں تو تم کو بڑی تکلیف پہنچے۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے تم کو ایمان کی محبت دی۔ اس کو تمہارے دلوں میں مرغوب کیا اور کفر اور فسق اور عصیان سے تم کو نفرت دے دی۔ یہ لوگ راہِ راست پر ہیں۔

(۵) فَضۡلًا مِّنَ اللّٰہِ وَ نِعۡمَۃً ؕ وَ اللّٰہُ عَلِیۡمٌ حَکِیۡمٌ (آیت ۸)

ترجمہ: یہ اللہ کا فضل اور انعام ہے اور اللہ تعالیٰ جاننے والا اور حکمت والا ہے۔

معلوم ہوا تمام صحابہؓ کو ایمان محبوت اور مرغوب تھا اور کفر، فسق اور گناہ سے نفرت تھی۔

قرآن میں بتائے گئے ضابطہ سے معلوم ہوا کہ جب تک حضور ﷺ اس جہاں میں صحابہ کرامؓ کے درمیان جلوہ افروز تھے۔ جو جو اسلام لاتا گیا اور صحابی بنتا گیا، اس پر اللہ کا فضل اور انعام یہ ہوتا گیا کہ اس کے صحابی بنتے ہی اس کے دل میں ایمان کی محبت ڈال دی گئی۔ اور ایمان کو اس کے دل میں مرغوب بنادیا گیا۔ اور کفر اور فسق اور گناہ سے اس کو نفرت دے دی گئی۔ اور صحابہؓ کے بارے میں قرآن میں یہ اعلان کر دیا گیا کہ یہ راہ راست پر اللہ کے فضل و کرم سے ہیں۔ اور اللہ جاننے اور حکمت والے ہیں۔

یہ صحابہ کرامؓ کی شان قرآن میں بیان کر کے بعد میں آنے والوں کو بتا دیا کہ صحابہؓ سب کے سب مومن بھی تھے اور سب کے سب صحابہؓ کو کفر، فسق اور گناہ سے نفرت بھی تھی اور یہ نعمت اپنے فضل سے اللہ تعالیٰ نے بطور انعام ان کے مقدر میں لکھ دی اور اللہ علیم بھی اور حکیم بھی ہیں۔

اب جو اللہ تعالیٰ کو مانتا ہے اور اس کے کلام قرآن مجید کو برحق جانتا

ہے، وہ اللہ کے فرمان کے مطابق جس شخص کا صحابیؓ ہونا جانتا ہے، پھر اس پر کوئی طعن، کوئی بھی مومن مسلمان ہو کر نہیں کر سکتا ہے۔ صحابی مان کر پھر کوئی صحابی پر طعن کرے گا تو وہ مومن اور مسلمان نہیں ہو سکتا۔

- البتہ مومنوں کا آپس میں کسی مسئلہ میں اختلاف ہو جائے تو اس کا ضابطہ بھی اللہ تعالیٰ نے قرآن میں نازل کر دیا:

وَ اِنۡ طَآئِفَتٰنِ مِنَ الۡمُؤۡمِنِیۡنَ اقۡتَتَلُوۡا فَاَصۡلِحُوۡا بَیۡنَهُمَا فَاِنۡۢ بَغَتۡ اِحۡدٰىهُمَا عَلَى الۡاُخۡرٰى فَقَاتِلُوا الَّتِیۡ تَبۡغِیۡ حَتّٰى تَفِیۡٓءَ اِلٰۤى اَمۡرِ اللّٰهِ فَاِنۡ فَآءَتۡ فَاَصۡلِحُوۡا بَیۡنَهُمَا بِالۡعَدۡلِ وَ اَقۡسِطُوۡا ؕ اِنَّ اللّٰهَ یُحِبُّ الۡمُقۡسِطِیۡنَ[1]

ترجمہ: اور اگر مسلمانوں میں دو گروہ آپس میں لڑ پڑیں تو ان کے درمیان اصلاح کر دو۔ پھر اگر ان میں کا ایک گروہ دوسرے پر زیادتی کرے تو اس گروہ سے لڑو جو زیادتی کرتا ہے۔ یہاں تک کہ وہ اللہ کے حکم کی طرف رجوع ہو جائے۔ پھر جو رجوع ہو جائے تو ان دونوں کے درمیان عدل کے ساتھ اصلاح کر دو اور انصاف کا خیال رکھو۔ بے شک اللہ انصاف کرنے والوں کو پسند کرتا ہے۔

---

[1] سورۃ الحجرات آیت ۹۔

خادم اہلسنت حافظ عبدالوحید الحنفی

- اللہ تعالیٰ کے قرآن میں بیان کیے گئے ضابطے قیامت تک مومنوں کی راہنمائی کرتے رہیں گے۔

ہم مومن کی حیثیت میں اس ضابطہ سے، اگر مومنوں کے درمیان کسی مسئلہ میں اختلاف رائے پر قتل و قتال تک بھی نوبت پہنچ جائے تو صلح کرنے والوں اور آپس میں قتل و قتال کرنے والوں کو بھی اللہ مومن قرار دیتے ہیں۔ اگر معاملہ ایمان کی حدود کے اندر اندر آپس میں جھگڑے کا ہو تو فوراً اس پر کفر کا فتویٰ نہیں لگاتے بلکہ اختلاف رائے میں صلح کرانے کو اور جھگڑا ختم کرانے کو قرآنی ارشادات کی روشنی میں ضروری قرار دیتے ہیں۔

جیسا کہ حضرت امیر معاویہؓ اور حضرت علیؓ میں اختلاف ہوا، پھر جنگ بندی کرا کر صحابہؓ نے صلح کرا دی۔

- آگے اللہ تعالیٰ نے تاکید کر کے فرمایا:

اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ اِخْوَةٌ فَاَصْلِحُوْا بَیْنَ اَخَوَیْكُمْ وَ اتَّقُوا اللّٰهَ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ (سورۃ الحجرات پ۲۶)

ترجمہ: مومن تو سب بھائی ہیں۔ سو اپنے بھائیوں کے درمیان اصلاح کر دیا کرو اور اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہا کرو تا کہ تم پر رحمت کی جائے۔

ان صریح قرآنی احکامات کی روشنی میں صحابہ کرامؓ کی شان،

خادم اہلسنت حافظ عبدالوحید الحنفی

وضاحت سے اللہ تعالیٰ نے کھول کھول کر بیان کر دی ہے۔ قیامت کے روز سب فیصلے اللہ کے ارشادات کے مطابق ہوں گے۔ قیامت کے دن قرآن کے علاوہ کسی تاریخی کتاب کے حقائق پر فیصلے نہیں ہوں گے۔ قرآن کے برعکس کوئی ایک ایسی کتاب کی نشاندہی کریں کہ جس میں کوئی واقعہ یا خبر یا روایت منقول ہو اور وہ قرآن کے نظریہ کے برعکس ہو، جس کو تحقیق کے لبادہ میں قبول کرنے کی اجازت ہو؟ اور قیامت کے دن اس کتاب کی تحقیق پر صحابہ کرامؓ کے بارے میں بحث مقبول ہو۔ ہمارے علم میں تو قرآن کے فیصلہ کے بعد کسی تحقیق کی کم از کم صحابہ کرامؓ، اہل بیتِ عظامؓ اور انبیائے کرامؑ کے بارے میں کوئی ضرورت نہیں ہے۔ اگر کوئی کتاب انبیاء کے خلاف لکھے اور کہے کہ یہ میری تحقیق ہے اور وہ انبیائے کرامؑ کی شان کے خلاف ہو تو وہ تحقیق نہیں، تلبیس ہے۔ جو کذاب راویوں کی من گھڑت کہانی ہو گی اور ردی کی ٹوکری میں ڈالنی ہو گی۔ اسی طرح اگر کوئی کتاب لکھے اور اس میں کذاب راویوں کی روایات کو چُن چُن کر جمع کر دیا گیا ہو اور اس کا نام تحقیق دیا گیا ہو اور اس میں اہل بیتِ عظامؓ اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی شانِ اقدس میں توہین پائی جاتی ہو تو وہ تحقیق نہیں بلکہ تلبیس اور تکذیب ہے۔ اس کا نام کوئی رکھ لیں،

خادم اہلسنت حافظ عبدالوحید الحنفی

صاف نظر آجاتا ہے کہ تحقیق کے نام پر یہ راوی صحابہ کرامؓ اور اہل بیت عظامؓ کی، روایت گھڑنے والا راوی توہین کرنا چاہتا ہے۔

باقی رہا مؤرخین کا ان روایات کو نقل کرنا۔ اس بارے یہی کہا گیا ہے کہ

نقل کفر، کفر نہ باشد

پرانے زمانہ میں مفسرین، محدثین، مدرسین بڑی بڑی درس گاہوں میں درس دیا کرتے تھے۔ اور ناقلین ان کے ارشادات نقل کرتے تھے۔ نقل کرنے والوں میں مخالفین بھی ہوا کرتے تھے اور وہ منقول روایات میں تلبیس کر کے کمی و اضافہ کر کے روایات کو آگے نقل در نقل کرتے تھے۔ اور نیک اور صالح، صحابہ کرامؓ اور اہل بیت عظامؓ کے تقدس کو ملحوظ رکھتے تھے۔ جس روایت میں کسی بھی نبیؑ یا صحابیؓ یا اہل بیتِ عظامؓ میں سے کسی بزرگ کا حوالہ ہو اور اس میں کسی صحابیؓ یا صحابیہؓ کی توہین ہو تو اصول یہ ہے کہ وہ روایت مردود ہے، چاہے وہ کسی بھی بڑی سے بڑی کتاب میں ہو۔ کیوں کہ یہ راوی کی من گھڑت کذب بیانی اور یہ فاسق راوی کی روایت از روئے حکم قرآنی مومن مسلمانوں کو ہرگز قبول کرنے کا حکم نہیں۔

اس لیے راوی کی روایت سے پہلے دیکھنا ہو گا کہ راوی کس کے

خادم اہلسنت حافظ عبدالوحید حنفی

خلاف یہ لکھ رہا ہے۔ اگر وہ کوئی نبیؑ ہیں یا صحابیؓ ہیں تو روایت کو پھینک دیں گے۔ وہی روایت اور وہی تحقیق قبول ہو گی جو نبی ﷺ کی شانِ اقدس کا دفاع کرنے والی یا کسی صحابیؓ و صحابیہؓ کی شان کا دفاع کرنے والی ہو۔

اور وہی تحقیق بھی آخرت میں عنداللہ مقبول ہو گی جو کسی صحابیؓ کے دفاع میں کی گئی ہو۔ اللہ تعالیٰ کو وہی لوگ پسند ہوں گے جو ایسی روایات کو مردود سمجھیں گے جو کسی بھی صحابیؓ کی شان کے خلاف گھڑی گئی ہوں۔

- قرآن کے ضابطہ کے تحت صحابہ کرامؓ میں حضرت عثمان ذوالنورینؓ کے قاتلوں کے خلاف اقدام کی حکمت عملی میں اختلاف رائے ہوا۔ اس میں بھی حضرت علی المرتضیٰؓ اور حضرت امام حسنؓ و حسینؓ نے حضرت امیر معاویہؓ سے آخر میں صلح کر کے یہ ظاہر کر دیا کہ وہ مومن تھے۔ اور جب حضرت علی المرتضیٰؓ نے صلح کر کے بتا دیا کہ امیر معاویہؓ مومن ہیں۔ اب حضرت علی المرتضیٰؓ سے اچھا فیصلہ کون کرنے والا کون ہے جو صحیح فیصلہ کر سکے؟

ہمارے نزدیک اللہ کے حکم کے خلاف فیصلہ کرنے والے کا حکم یہ ہے:

خادم اہلسنت حافظ عبدالوحید الحنفی

(۱) وَمَنْ لَّمْ یَحْکُمْ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰہُ فَاُولٰٓئِکَ هُمُ الْکٰفِرُوْنَ۔[1]

ترجمہ: جو لوگ اللہ تعالیٰ کے نازل کردہ احکام کے مطابق فیصلے نہیں کرتے، وہ کافر ہیں۔

(۲) وَمَنْ لَّمْ یَحْکُمْ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰہُ فَاُولٰٓئِکَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ۔[2]

ترجمہ: جو لوگ اللہ تعالیٰ کے نازل کردہ احکام کے مطابق فیصلے نہیں کرتے، وہ ظالم ہیں۔

(۳) وَمَنْ لَّمْ یَحْکُمْ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰہُ فَاُولٰٓئِکَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ۔[3]

ترجمہ: جو لوگ اللہ کے نازل کردہ احکام کے مطابق فیصلے نہیں کرتے، وہ فاسق ہیں۔

عبدالوحید الحنفی خادم اہلسنّت حافظ

بس یہی فیصلہ قیامت کے دن ہو گا۔ صحابہ کرامؓ کو اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں مومن قرار دیا ہے۔ اب اگر تاریخی تحقیق سے کوئی بھی انہیں کافر، ظالم، فاسق من گھڑت روایات سے ثابت کرتا رہے۔ اس سے صحابہ کرامؓ کے مومن ہونے میں من گھڑت روایات سے کوئی فرق نہیں پڑتا۔ بلکہ جو ان کذاب راویوں کی روایات اور حکایات کو سچ مان کر صحابہ کرامؓ میں سے کسی صحابیؓ کو یا

---

[1] سورۃ المائدہ آیت ۴۴۔

[2] سورۃ المائدہ آیت ۴۵۔

[3] سورۃ المائدہ آیت ۴۷۔

حضرت امیر معاویہؓ، حضرت عمرو بن العاصؓ، حضرت ابو موسیٰ اشعریؓ کی توہین کرے گا، جو کہ اصحاب رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم میں سے ہیں۔ اور نام تاریخی تحقیق کا دے تو پھر بھی حکم قرآن کے مطابق وہ یا تو کوئی کافر ہو گا، اگر اعلانیہ کافر نہیں تو پھر کوئی ظالم ہو گا یا پھر آخری درجہ میں فاسق ہو گا۔ لیکن صحابہ کرامؓ پر طعن کسی صورت میں بھی ہو، وہ غلط ہو گا۔

مذکورہ بالا مکتوب میں آگے تحریر نگار نے لکھا ہے کہ:

حضرت حسنؓ نے صلح فرمائی بلکہ جس طرح اگر لوگوں نے صحابہؓ پر کسی روایت کے ہوتے ہوئے سوال اٹھایا تو آفرین ہے مسلمان علماء پر انہوں نے اسے تقدس کے پردے میں نہیں لپیٹا بلکہ متعلقہ روایت کی جزیات سے بحث فرمائی۔ اس لیے ہمارا سوال ان کی صرف صحابیت کے لیے نہیں ہے۔

الجواب: الحمد للہ کہ آپ نے حضرت حسنؓ کی صلح کی تحقیق کو تسلیم کرتے ہوئے اس بات کی بھی تصدیق کر دی کہ صحابہ کرامؓ میں حضرت علی المرتضیٰؓ اور حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہم اجمعین میں جو قصاص عثمان کے سلسلہ میں اجتہادی اختلاف ہوا تھا، وہ مومنین کا اختلاف تھا اور حضرت علی المرتضیٰؓ نے قرآنی حکم کے مطابق

خادم اہلسنت حافظ عبدالوحید الحنفی

وَاِنْ طَآئِفَتٰنِ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ اقْتَتَلُوْا فَاَصْلِحُوْا بَيْنَهُمَا۔

"اگر مومنین میں دو گروہ آپس میں لڑ پڑیں تو ان کے درمیان صلح کر دو"

پر عمل کیا اور حضرت امیر معاویہؓ کے لشکر سے جو کہ مومنین تھے صلح کر کے جنگ بندی کے فیصلہ کو قبول کر لیا اور جن خارجیوں نے اس صلح کے فیصلہ کو قبول نہیں کیا، ان کو باغی قرار دیا۔ اور نہروان کے مقام پر ان باغیوں سے جنگ کی۔ چناں چہ خارجی حضرت علی المرتضیٰؓ کے بھی خلاف ہو گئے اور خارجی پہلے حضرت امیر معاویہؓ کے خلاف تھے، اب وہ حضرت عمرو بن العاصؓ کے بھی خلاف ہو گئے۔ کیوں کہ اس صلح میں ان کی کوششیں رنگ لائی تھیں۔

چناں چہ جو حضرت علی المرتضیٰؓ، حضرت امیر معاویہؓ، حضرت عمرو بن العاصؓ کے خلاف ہو گا، وہ قیامت تک خارجی ہی کہلائے گا۔

خارجیوں نے ان تینوں کے قتل کا منصوبہ بنایا۔ حضرت علی المرتضیٰؓ شہادت پا گئے۔ انا للہ و انا علیہ راجعون۔ اور ان کے جانشین حضرت امام حسنؓ منتخب ہوئے۔ انہوں نے بھی حضرت علی المرتضیٰؓ کے فیصلہ کی توثیق کرتے ہوئے صلح کو برقرار رکھا اور جب خارجیوں نے ان کے فیصلہ کو قبول نہ کیا تو آپ نے خارجیوں کے مقابلہ میں حضرت امیر معاویہؓ صحابیٔ رسول ﷺ کو ترجیح

خادم اہلسنت حافظ عبدالوحید حنفی

دیتے ہوئے صلح کر کے، اپنی خلافت کا علاقہ بھی ان کے حوالے کر کے امت میں قرآن کے ارشاد کے مطابق مکمل صلح کرا دی اور اس صلح کی حضرت امام حسینؓ نے تائید کر کے حضرت امیر معاویہؓ کے مومن ہونے پر تصدیقی مہر لگا دی۔ اب اگر کوئی ان کے مومن ہونے اور صحابی ہونے کی تصدیق کے بعد پھر تاریخی من گھڑت روایات میں سے کسی ایک روایت کو بھی سچا سمجھتا ہے، کذاب راوی کی روایت کو حضرت علی المرتضیٰؓ اور حضرت امام حسنؓ و حسینؓ کے فیصلہ کے بعد صحیح جانتا ہے اور جو جو الزامات لگا کر خارجیوں اور بلوائیوں نے من گھڑت روایات میں حضرت امیر معاویہؓ، حضرت عمرو بن العاصؓ، حضرت مغیرہ بن شعبہؓ اصحاب رسول ﷺ کے خلاف کہانیاں درج کی ہیں، اگر سچ جانتا ہے تو ایسی صورت حال میں وہ خود سوچ لے کہ قیامت کے دن قرآن کے برعکس کیا وہ کام دیں گی؟ سب کہانیاں یہاں رہ جائیں گی اور سب تحقیقیں خاک میں مل جائیں گی، جو قرآن کے فیصلہ کے خلاف ہیں۔

(۴) کے تحت آپ لکھتے ہیں:

جناب اگر ہمیں مطمئن فرمائیں گے تو بصد احترام اس کو قبول کیا جائے گا۔

خادم اہلسنت حافظ عبدالوحید الحنفی

الجواب: استغفر اللہ! جو قرآن کے فیصلہ سے مطمئن نہیں، ان کو ہم کیسے مطمئن کر سکتے ہیں؟ چودہ صدیاں مکمل ہو چکیں اور اب پندرہویں صدی جاری ہے، آپ کی تحقیق قرآن کے فیصلہ کے بعد فضول ہے۔ آپ اگر ایمان کی سلامتی چاہتے ہیں تو اللہ کی کتاب قرآن میں جو صحابہ کرامؓ کی شان بیان کی گئی ہے، اس پر ایمان لاتے ہوئے تمام وہ روایات چاہے تحقیقی ہوں یا غیر تحقیقی، ردی کی ٹوکری میں ڈال دیں، جن میں صحابہ کرامؓ اور اہل بیت عظامؓ کی توہین، تردید یا ان کا کافر، ظالم، فاسق، منافق ہونا مذکور ہو۔ کیوں کہ یہ سب کی سب روایات کذاب راویوں کی گھڑی ہوئی ہیں۔

الحمد للہ کہ اہل سنت والجماعت کا یہ جواب قرآن کے مطابق ہے اور یہی قرآن کی تحقیق ہے، جس کے مطابق آخرت میں انعامات تقسیم ہوں گے اور نجات کے فیصلے صادر ہوں گے۔

(۵) کے تحت آپ لکھتے ہیں کہ:

ہم آپ سے صرف رہبری چاہتے ہیں، نہ کہ کوئی لڑائی جھگڑا یا بحث برائے بحث۔

الجواب: الحمد للہ کہ آپ کی خواہش کے مطابق قرآن کی روشنی میں رہبری کا فریضہ ادا کر دیا ہے۔

عاقل نوں ہک نکتہ کافی، لوڑ نہیں دفتر دی

خادم اہلسنّت حافظ عبدالوحید الحنفی

امید ہے اس مذکورہ تحریر سے آپ ہمارا مؤقف، قرآنی مؤقف سمجھ گئے ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ہم سب کو اپنی رضا نصیب کریں۔ اور امتِ مسلمہ کو لڑائی جھگڑے سے نجات دے کر صراطِ مستقیم پر چلائیں۔ آمین بجاہ النبی الکریم صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وصحبہٖ وسلم۔

تاریخی روایات کی حقیقت

(ا) آپ لکھتے ہیں:

اصل معاملہ کچھ یوں ہے کہ ہم نے دین کے فہم کے لیے کچھ کتب کا مطالعہ کیا جو کہ شریعت کی مستند کتب ہیں، جن میں لا تعداد روایات ایسی ہیں جن سے دل و دماغ میں فطری طور پر ان کے بارے (حضرت معاویہؓ) کے بارے میں سوالات پیدا ہوئے۔ جو ہم نے اپنے اطمینان کے لیے اہل علم سے پوچھنے شروع کیے، جن کے معاملے میں کوئی بھی مطمئن نہ کر سکا۔

الجواب: آپ کو کوئی بھی مطمئن نہیں کر سکا کیوں کہ آپ نے قرآن کی تحقیق کے بعد اپنی ذہنی تحقیق کو معلوماتی کسوٹی کو معیار بنایا۔ اگر آپ قرآن کی کسوٹی پر ایمان رکھتے ہوئے ان روایات کو مسترد کر دیتے تو آپ مطمئن ہو جاتے۔ جب تک معیار آپ اپنی عقل کو بنائیں گے، موت تک روایات آپ کو مطمئن نہیں کر سکیں

خادم اہلسنت عبدالوحید الحنفی

گی۔ کیوں کہ کذاب راویوں کی من گھڑت راویات نے آپ کو پریشان کر رکھا ہے۔ اس لیے کوئی بھی آپ کو مطمئن نہ کر سکا۔

آگے آپ خود بھی لکھتے ہیں کہ:

نتیجہ ذہنی خلجان دور کرنے کے لیے مزید مطالعے کا فیصلہ کیا۔ جس کے نتیجے میں اور بھی ایسی روایات ملتی گئیں۔

الجواب: روایات تو ملنی تھیں، تاریخیں صحابہ کرامؓ کے مخالفین کی روایات سے بھری پڑی ہیں۔ کیوں کہ نبوت و رسالت کے عینی گواہوں، صحابہ کرامؓ نے تابڑ توڑ جہادی حملوں سے دنیا کے کم و بیش موجودہ ۲۶ سے زیادہ ممالک پر فتح کر کے اسلام کا پرچم لہرایا اور لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ کے کلمہ کو دنیا کے کونے کونے تک پہنچایا۔ اس لیے مخالفین نے گھڑ گھڑ کر روایات پھیلائیں اور کذاب راویوں نے پھر چن چن کر اپنی من گھڑت کہانیاں چلائیں۔

اب جن لوگوں نے قرآنی آیات اور احادیثِ صحیحہ کو دیکھا، وہ تو کذاب راویوں کے چکر میں نہ آئے۔ جن لوگوں نے صحابہ کرامؓ کی شانیں قرآن اور احادیثِ صحیحہ میں پڑھیں وہ کذاب راویوں کے چکر سے بچ کر ایمان بچا کر آخرت کی طرف کوچ کر گئے۔ اور جو تحقیق میں وہ روایات جمع کرنے میں لگے رہے، جن میں حضرت امیر معاویہؓ کے خلاف قصے کہانیاں رقم تھیں سرگراں ہی پھرتے

خادم اہلسنت حافظ عبدالوحید الحنفی

پھرتے آخرت کے سفر پر چلے گئے۔ آخرت میں انہیں کفِ افسوس ملنا پڑے گا کہ کذاب راویوں پر اعتماد کر کے ایمان کی دولت سے محروم رہے۔

نظر اپنی اپنی، پسند اپنی اپنی
محقق آپ کہلائیں، مگر ہم تو حسینی ہیں

جب حضرت امام حسنؓ و حسینؓ نے حضرت امیر معاویہؓ کی بیعت کر لی، پھر ہمیں حضرت امیر معاویہؓ کے بارے میں روایات مذکورہ کتب کی تحقیق کی کیا ضرورت ہے۔ ہمارے لیے تو یہ صرف ایک دلیل ہی آخرت میں کافی (ان شاء اللہ) ہو گی۔

آگے آپ لکھتے ہیں کہ:

یہاں اس امر کی وضاحت کرنا بھی ضروری ہے کہ ہمارے مطالعے کا کوئی بد دیانتی والا معاملہ نہیں تھا، بلکہ کوشش تھی کہ ان کے حق میں کوئی روایات ملیں۔ تاکہ ہم مطمئن ہوں۔ آج بھی جناب والا اگر ثقہ محدثین نے ان احادیث کے بارے جو نقطۂ نظر پیش فرمایا ہے وہ آپ ہمیں بہم پہنچائیں۔ تو ان شاء اللہ ہم صدق دل سے ان کو تسلیم کریں گے۔

امید ہے کہ ہماری تحقیقی انداز میں راہنمائی فرمائی جائے گی۔ یہاں یہ بھی یاد رہے، ہم تاریخ کی روایات کی قطعاً بات نہیں کرتے بلکہ

احادیثِ مبارکہ کا حوالہ دیتے ہیں۔

الجواب: اگر آپ کا یہ جزبہ ہے تو ہم اس کی قدر کریں گے اور احادیثِ صیحہ سے آپ کی راہنمائی کرتے ہیں۔

حضرت امیر معاویہؓ کو حضور ﷺ کی دعائیں

(۱) عبدالرحمٰن بن ابی عمیرہ المزنی یقول سمعت النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یقول فی معاویۃ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ:

اللّٰھُمَّ اجعلہ ھادیا مھدیا و اھدہ و اھدبہ۔[1]

ترجمہ: حضرت معاویہؓ کے حق میں عبدالرحمٰن بن ابی عمیرہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ:

اے اللہ! معاویہ بن ابی سفیان کو ہادی بنا اور ہدایت یافتہ بنا۔ اس کو ہدایت دے اور اس کے ذریعے دوسروں کو ہدایت نصیب فرما۔

(۲) عرباض بن ساریہؓ صحابی فرماتے ہیں:

حضرت امیر معاویہؓ کے حق میں آں حضرت ﷺ سے دعائیہ کلمات میں نے سماعت کیے:

اللّٰھُمَّ علم معاویۃ الکتاب و الحساب و قہ العذاب۔

یعنی اے اللہ! معاویہؓ کو کتاب او حساب کا علم عنایت فرما اور اسے

---

[1] تاریخ کبیر۔ مصنفہ امام بخاری۔ ج ۴ ص ۳۲۷۔ تذکرہ معاویہ بن ابی سفیان۔

عذاب سے محفوظ فرما۔[1]

(۳) عن ابی ادریس الخولائی عن عمیر بن سعد قال: لا تذکروا معاویة الا بخیر فانی سمعت رسول اللہ ﷺ یقول: اللّٰھم اھدہ۔

عمیر بن سعید کہتے ہیں کہ معاویہؓ بن ابی سفیانؓ کا تذکرہ خیر و خوبی کے سوا مت کرو۔ کیوں کہ میں نے آں جناب ﷺ سے سنا ہے کہ آپ ﷺ معاویہؓ کے حق میں فرماتے تھے کہ:

اے اللہ انہیں ہدایت نصیب کر۔

اس روایت کو ملاحظہ فرمائیں: (۱) تاریخ کبیر۔ مصنفہ امام بخاریؒ۔ ج ۴ ص ۳۲۸۔ تحت تذکرہ معاویہ۔ (۲) ترمذی شریف۔ مصنفہ امام ترمذی۔ ص ۵۴۷۔ مناقب حضرت معاویہؓ۔

(۴) و کان معاویة ردف النبی ﷺ فقال یا معاویة ما یلینی منک، قال بطن: اللھم املاہ علما و حلما۔

حضرت وحشی بن حرب کی روایت بعض مصنفین نے روایت کی ہے:

امیر معاویہؓ ایک دفعہ نبی کریم ﷺ کے پیچھے سواری پر سوار تھے۔ آں حضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ:

---

[1] مسند احمد بن حنبل۔ مصنفہ امام احمد بن حنبل۔ تحت فضائل معاویہؓ بن ابی سفیان۔ ج ۴ ص ۱۲۷۔

تمہارے جسم کا کون سا حصہ میرے قریب تر ہے؟
تو معاویہؓ نے عرض کیا کہ میرا پیٹ (شکم) آپ کے نزدیک ہے۔ تو اس وقت آں حضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا:
اے اللہ! اسے علم اور حلم سے پر فرمادے۔
ملاحظہ فرمائیں: (۱) تاریخ کبیر۔ مصنفہ حضرت امام بخاری۔ ج۴ ص۱۸۰۔ باب وحشی بن حرب۔ (۲) تاریخ بلد دمشق (ابن عساکر) ج۱۶ ص۶۸۸۔ تحت حضرت معاویہؓ)

(۵) عن عطاء بن ابی عباس قال: جاء جبریل الی النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ فقال یا محمد! استوص معاویة فانه امین علی کتاب اللہ و نعم الامین۔

حضرت عبداللہ بن عباس کہتے ہیں کہ جبریلؑ جناب نبی کریم ﷺ کی خدمت میں تشریف لائے اور کہا کہ معاویہؓ کے حق میں وصیت فرمائیے۔ یہ اللہ کی کتاب کے امین ہیں اور عمدہ امین ہیں۔
ملاحظہ فرمائیں: معجم الاوسط (طبرانی) ص۵۳۷ ج۴۔ روایت ۳۹۱۴۔ طبع ریاض۔

(۶) ہشام بن عمرو، حضرت عائشہؓ سے نقل کرتے ہیں کہ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ جناب نبی کریم ﷺ اپنی زوجہ ام حبیبہؓ کے ہاں تشریف فرما تھے۔ باہر سے کسی نے دروازہ پر دستک دی تو آں

خادم اہلسنت حافظ عبدالوحید الحنفی

جناب ﷺ نے فرمایا: دیکھو کون ہے؟

عرض کیا گیا کہ معاویہؓ ہیں۔ آپ ﷺ نے اندر آنے کی اجازت فرمائی۔ حضرت امیر معاویہؓ اندر آئے، اس حالت میں کہ ان کے کان پر قلم اٹکا ہوا تھا، جس سے وہ لکھتے تھے۔

آں حضرت ﷺ نے فرمایا: معاویہؓ! یہ تیرے کان پر کیسا قلم ہے؟ تو انہوں نے فرمایا کہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے کام کے لیے ہے۔ جواب میں نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ:

جزاک اللہ عن نبیک خیراً۔ واللہ ما استکتبتک الا بوحی من اللہ عزوجل۔ وما افعل من صغیرۃ ولا کبیرۃ الا بوحی من اللہ عزوجل ۔ کیف لوقد قمصک اللہ قمیصاً! یعنی الخلافۃ۔

تجھے اللہ تعالیٰ نبی ﷺ کی جانب سے جزائے خیر عطا فرمائے اور اللہ کی قسم! میں تجھ سے کتابت اس کی وحی کی بنا پر کراتا ہوں۔ چھوٹا کام ہو یا بڑا میں وحی الٰہی کے تحت بجالاتا ہوں۔ اگر اللہ تجھے قمیصِ (خلافت) پہنائے تو اس وقت تیری حالت کیا ہو گی؟ (کس طرح معاملہ کرے گا)

یہ فرمان سن کر ام حبیبہؓ آں جناب ﷺ کے سامنے حاضر ہو کر عرض کرنے لگیں: یا رسول اللہ ﷺ! کیا میرے بھائی کو اللہ

خادم اہلسنت حافظ عبدالوحید حنفی

تعالیٰ قمیصِ (خلافت) پہنائے گا؟ آں حضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ:

فعن و لكن فيه هنات و هنات۔

لیکن اس دور میں مختلف قسم کے امور ہوں گے۔

توحضرت ام حبیبہؓ نے عرض کیا: یارسول اللہ! **فادع له**

یا رسول اللہ! ان کے حق میں دعائے خیر فرمائیں۔ تو آں حضرت ﷺ نے یہ دعا فرمائی:

اللّٰهم اهد بالهدى و جنبه الردى و اغفر له فى الآخرة و الاولىٰ۔

خادم اہلسنت حافظ عبدالوحید الحنفی

اے اللہ! معاویہؓ کی ہدایت کی طرف رہنمائی فرما اور ہلاکت سے بچا۔ اس عالم میں اور عالم آخرت میں اس کی مغفرت فرمادے۔

ملاحظہ ہو: معجم الاوسط طبرانی ج ۲ ص ۴۹۸ روایت ۱۸۵۹۔

(۷) حضرت امیر معاویہؓ ایک مرتبہ رسول اللہ ﷺ کو وضو کرا رہے تھے۔ آپ ﷺ نے فرمایا:

یامعاویه رضی اللہ عنہ! "ان ولیت امرا فاتق الله و اعدل"

اے معاویہؓ! اگر امارت و خلافت کا تم کو والی بنایا جائے تو اللہ سے خوف کرنا اور عدل و انصاف کرنا۔[1]

[1] ملاحظہ ہوں: مجمع الزوائد ہیثمی۔ ص ۳۵۵ ج ۹۔ مسند امام احمد بن حنبل ج ۴ ص ۱۰۱۔

یہ احادیثِ صحیحہ ہیں، جن پر سب مومنوں کا ایمان ہے۔ آپ کی راہنمائی کے لیے درج کر دی ہیں۔ قرآنی آیات جو صحابہ کرامؓ کے فضائل پر مبنی ہیں۔ حضرت امیر معاویہؓ ان کے مصداق تو صحابی ہونے کی شان کے تحت ہیں ہی۔ لیکن احادیثِ صحیحہ میں آپ کے بارے آپ کی جو شان مذکورہ احادیث میں آں حضرت ﷺ نے فرمائی ہے، کوئی مومن ان کی تکذیب کر کے اپنا ایمان تباہ نہیں کرنا چاہتا ہے۔

ہاں! یہ الگ بات ہے کہ کوئی پہلے ہی ایمان کو ان کی بے ادبی کر کے ضائع کر چکا ہو تو اس کو جتنی بھی صحابہؓ کی شان کی آیات سنائیں اور جتنی بھی صحابہ کرامؓ کی شان کی احادیثِ صحیحہ سنائیں، اس پر اثر نہیں کریں گی۔ اور حضرت امیر معاویہؓ کی شان تو روز روشن کی طرح عیاں ہے کہ آں حضرت ﷺ کی مبارک دعاؤں سے انہوں نے آدھی دنیا سے زیادہ پر اسلام کا پرچم لہرا کر عدل و انصاف کا اسلامی نظام نافذ کر کے اور پوری امت مسلمہ کو ایک پرچم کے نیچے متحد و منظّم کر کے خلفائے راشدین حضرت ابو بکر صدیقؓ، حضرت عمر فاروقؓ، حضرت عثمان ذوالنورینؓ اور حضرت علی المرتضیٰؓ کے عدل و انصاف کے تحت قائم حکومتوں کے بعد ایک عدل و انصاف کا نمونہ پیش کیا، جس کی تاریخ نظیر پیش کرنے

خادم اہلسنت حافظ عبدالوحید الحنفی

سے محروم ہے۔

حضرت امیر معاویہؓ کی امارت و خلافت کے متعلقہ ذخیرہ مرویات میں سے چند روایات بطور نمونہ جو سابقہ ذکر کی ہیں وہ موید ہیں۔ کیوں کہ آپ نے بیس سال تک خلفائے راشدین کے دور میں گورنر رہ کر فتوحاتِ اسلام کا ایک ریکارڈ قائم کیا۔ اور پھر ۱۹ سال اور چار ماہ کم و بیش حضرت امام حسنؓ سے صلح کے بعد پوری دنیا میں واحد مسلم حکمران اور خلیفہ رہے اور آپ کے دور خلافت میں افغانستان اور ایران اور پاکستان کے شمالی علاقہ جات تک اسلام کا پرچم لہرا رہا تھا اور عدل و انصاف کا نظام قائم تھا۔ اہل سنت کے نزدیک یہ سب، حضور ﷺ کی دعاؤں کی برکات کی تاثیر تھی کہ بخارا سے لے کر مغرب میں قیروان تک اور اقصائے یمن سے قسطنطنیہ تک اور بقول بعض خراسان ایران سے مغرب میں بلاد افریقہ تک اور قبرص سے لے کر یمن تک یہ سب ممالک اسلامی حکومت کے ماتحت تھے۔

معاندین صحابہؓ کے بارے میں ارشادات نبوی ﷺ

حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا:

(۱) ان اشرار امتی اجراءھم علٰی اصحابی۔[1]

---

[1] خلافت وملوکیت کی تحقیق۔ مؤلفہ علامہ عبدالقادر تونسوی۔

حافظ عبدالرشید الحنفی

میری امت میں شریر لوگ وہ ہیں جو میرے صحابہؓ پر اعتراض کرتے ہیں۔

(۲) اذا رَأئیتمُ الّذین یَسُبُّون اصحابی فقو لُوا لعنۃ اللہ عَلٰی شَرِّ کم۔ (ترمذی شریف)

جب ایسے لوگوں کو دیکھو جو میرے صحابہؓ پر سب وطعن کرتے ہیں تو کہو اللہ تعالی! کی تمہارے شر پر لعنت ہو۔

یہ سب روایات صحابہؓ کی شان میں ہیں اور بحیثیت صحابیؓ حضرت امیر معاویہؓ بھی اس میں شامل ہیں۔ اس لیے کوئی شخص بھی اہلِ اسلام میں سے نہیں جو حضور ﷺ کی نبوت ورسالت پر ایمان رکھتا ہو اور پھر فرمانِ نبوی ﷺ کے بر عکس بعض صحابہؓ پر طعن اور سبّ کرنا جائز قرار دیتا ہو۔

امید ہے کہ آپ مذکورہ بالا احادیثِ نبویہ ﷺ کے مطابق ایمان رکھتے ہوئے حضرت امیر معاویہؓ پر طعن کرنے والوں کو اہلِ اسلام میں شمار نہیں کرتے ہوں گے۔

- آگے آپ لکھتے ہیں:

جو کتب ہمیں پڑھنے کا اتفاق ہوا، وہ ہیں:

(۱) اشعۃ اللمعات از شاہ عبد الحق محدث دہلوی

(۲)خصائص کبریٰ از امام سیوطی

(۳) بخاری شریف مصیقہ (امام بخاری المولود ۱۹۴ھ المتوفیٰ ۲۵۶ھ)

(۴)مسلم شریف (امام مسلم المولود ۲۰۶ھ المتوفیٰ ۲۶۱ھ)

(۵)الحادی للفتاوٰی از امام سیوطی

(۶)شرح عقائد از امام تفتازانی

(۷)طبقات ابنِ سعد (امام ابنِ سعد المتوفیٰ ۲۳۵ھ)

(۸)الاستیعاب از عبد البر (المتوفیٰ ۴۶۳ھ)

(۹)ترمذی المولود ۲۰۹ھ المتوفیٰ ۲۷۹ھ

(۱۰)نسائی (امام نسائی المولود ۲۱۵ھ المتوفیٰ ۳۰۳ھ)

(۱۱)ابو داؤد (امام ابو داؤد المولود ۲۰۴ھ المتوفیٰ ۲۷۵ھ)

(۱۲)شرح عقائد۔ وغیرہ

ان کتب کے مطالعے سے جو سوال پیدا ہوئے وہ مندرجہ ذیل ہیں۔ بمع روایات درج کیے جاتے ہیں۔

(۱)امام نسائی نے جب دمشق میں حضرت علیؓ کے خصائص بیان فرمائے تو اہلِ شام نے زور دیا کہ حضرت امیر معاویہؓ کی شان میں بھی احادیث بیان کی جائیں۔ تو انہوں نے فرمایا کہ ان کے حق میں کوئی حدیث نہیں الا یہ کہ لا اشبح البطنہ کہ ان کا پیٹ کبھی نہ

خادم اہلسنّت حافظ عبدالوحید الحنفی

بھرے۔ جس پر اہلِ شام نے امام نسائی کو مار مار کر شہید کر دیا۔[1]

الجواب:

لا اشبع اللہ بطنہ کے طعن کی حقیقت

تذکرۃ المحدثین کا آپ نے حوالہ دیا ہے لیکن آپ نے یہ نہیں لکھا کہ یہ کس مصنف کی ہے۔ کیوں کہ اس نام سے کئی کتب، کئی مصنفین نے لکھی ہیں۔

بہر حال اگر آپ کی تذکرۃ المحدثین سے اردو کتاب جو علامہ غلام رسول سعیدی صاحب نے لکھی ہے، مراد ہے تو اس کے ص ۲۹۴ مطبوعہ حامد اینڈ کمپنی مدینہ منزل ۳۸ اردو بازار لاہور کے پہلے ایڈیشن مطبوعہ ۱۹۷۷ء کی عبارت دیکھنے سے معلوم ہوا کہ یہ روایت حدیث کی بڑی بڑی کسی کتاب میں نہیں ہے۔ بخاری، مسلم، ترمذی، ابو داؤد، ابنِ ماجہ، حتیٰ کہ خود حدیث کی بڑی کتاب نسائی شریف میں بھی یہ روایت لا اشبع اللہ بطنہٗ کا نام و نشان نہیں ہے۔

تذکرۃ الحفاظ مؤلفہ امام ابو عبد اللہ ذہبی المتوفیٰ ۷۴۸ھ ص ۲۹۹ سے غلام رسول صاحب سعیدی نے یہ واقعہ نقل کیا ہے۔ اب یہ واقعہ صحیح ہے یا نہیں، اس پر تحقیق نہیں کی گئی۔ اس سے یہ معلوم ہوا کہ

[1] تذکرۃ المحدثین

خادم اہلسنت حافظ عبد الوحید الحنفی

امام نسائی کے یہ جملے حدیث کی کتابوں میں نہیں بلکہ تاریخ کے واقعات میں بطور واقعہ درج ہیں۔ اب یہ کہ انہوں نے یہ فرمایا بھی تھا یا نہیں۔ واللہ اعلم۔

اسی تذکرۃ المحدثین میں آگے یہ درج ہے کہ:

انہوں نے اپنی کتاب السنن میں بیعت حضرت ابو بکرؓ کے وقت حضرت عمرؓ کا یہ فرمان روایت کیا ہے:

الستم تعلمون ان رسول اللہ ﷺ قد امر ابابکر ان یصلی بالناس فایکم قطیب نفسه ان یتقدم ابابکر قالوا انعوذ باللہ ان نتقدم ابابکر۔[1]

خادم اہلسنت حافظ عبدالوحید الحنفی

حضرت عمرؓ نے سقیفہ بنو ساعدہ میں مہاجرین اور انصار کے اجتماع سے خطاب کر کے فرمایا کیا تم نہیں جانتے کہ حضور ﷺ نے حضرت ابو بکرؓ کو امامت کرانے کا حکم دیا۔ پھر تم میں سے کون ابو بکرؓ پر مقدم ہونا چاہتا ہے۔ ان سب نے یک زبان ہو کر کہا ہم ابو بکرؓ پر مقدم ہونے سے اللہ کی پناہ چاہتے ہیں۔

امام نسائی کی اس روایت کے ہوتے ہوئے ان کی طرف تشیع کی نسبت کیسے صحیح ہو سکتی ہے۔ خصوصاً جبکہ انہوں نے باقی صحابہؓ کے

---

1 سنن نسائی ج ص ۷۹۔ مصنفہ امام ابو عبدالرحمٰن نسائی متوفی ۳۰۳ھ۔

فضائل پر بھی کتب تصنیف کی ہیں۔[1]

(۲) اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت معاویہؓ کے لیے یہ فرمایا کہ:

لا اشبع اللہ بطنہ (اللہ اس کا پیٹ نہ بھرے)

یہ بدعاء نہیں در حقیقت دعائے رحمت ہے۔ کیوں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد بھی ہے۔ حضرت سلمان فارسیؓ سے روایت ہے کہ:

أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خَطَبَ فَقَالَ: أَيُّمَا رَجُلٍ مِنْ أُمَّتِي سَبَبْتُهُ سَبَّةً أَوْ لَعَنْتُهُ لَعْنَةً فِي غَضَبِي، فَإِنَّمَا أَنَا مِنْ وَلَدِ آدَمَ أَغْضَبُ كَمَا يَغْضَبُونَ، وَإِنَّمَا بَعَثَنِي رَحْمَةً لِلْعَالَمِينَ، فَاجْعَلْهَا عَلَيْهِمْ صَلَاةً يَوْمَ الْقِيَامَةِ۔ الخ (ابو داؤد شریف ج ۲ ب ص ۲۸۵۔ کتاب السنۃ)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے بیان میں یہ فرمایا تھا کہ میری امت میں سے جس شخص کو میں سبّ کروں یا اس پر لعنت کروں، غصہ کی حالت میں تو بے شک میں اولاد آدمؑ میں سے ہوں۔ جس طرح تمہیں غصہ آتا ہے، اسی طرح مجھے غصہ آتا ہے اور تحقیق اللہ تعالیٰ نے مجھے رحمت بنا کر بھیجا ہے۔ اے اللہ! تو اِس کو ان کے لیے قیامت کے دن رحمت بنا دے۔ الخ

لیجیے معاملہ برعکس ہو گیا۔ شیعوں نے جو حدیث حضرت معاویہؓ کو

[1] تذکرۃ المحدثین ص ۲۹۶۔ مؤلفہ مولانا غلام رسول سعیدی۔

مطعون کرنے کے لیے پیش کی تھی، وہ ان کے لیے رحمت ہو گئی۔

اور حضور ﷺ کے الفاظ صرف آخرت میں ہی رحمت نہیں بنیں گے، دنیا میں بھی ان کی تعبیر یہ نکلی ہے کہ حق تعالیٰ نے حضرت امیر معاویہؓ کو ایک وسیع و عریض مملکتِ اسلامیہ کا متفق علیہ خلیفہ بنا دیا۔ جس کے ذریعہ اسلامی فتوحات کا سلسلہ پھیلتا گیا اور دیکھتے ہی دیکھتے آدھی دنیا سے زیادہ وسیع رقبہ پر اللہ تعالیٰ نے آپ کو اقتدار دیا۔ اور آپ کے بیت المال سے حضرت امام حسنؓ اور حضرت امام حسینؓ جیسی جنتی شخصیتیں مالا مال ہوتی رہیں۔ یہ ہے **لا اشبع اللہ بطنہٗ** کا مبارک انجام کہ آپ جود و سخا کا منبع بن گئے۔ رضی اللہ عنہم اجمعین۔

حضرت امیر معاویہؓ از روئے حدیث بھی جنتی ہیں

بخاری شریف میں امام بخاری حضور ﷺ کا ارشاد حدیثِ صحیحہ میں لکھتے ہیں۔ حضرت ام حرام فرماتی ہیں:

انها سمعت النبی ﷺ یقول اول جیش من امتی یغزون البحر قد اوجبوا قالت ام حرام قلت یا رسول اللہ انا فیھم: قال انت فیھم۔

انہوں نے رسول اللہ ﷺ کا یہ ارشاد سنا کہ میری امت میں سے

پہلا لشکر جو سمندر میں جہاد کرے گا، ان کے لیے جنت واجب ہو گئی۔

حافظ ابنِ حجر عسقلانی قداوجبو کے تحت فرماتے ہیں:

ای فعلوا فعلاً وجبت لهم به الجنة۔ (فتح الباری ج٦ ص٧٥)

یعنی انہوں نے ایسا کام کیا کہ اس کی وجہ سے ان کے لیے جنت واجب ہو گئی۔

٢٨ھ میں عہد عثمانی میں حضرت امیر معاویہؓ کی قیادت میں قبرص پر حملہ ہوا۔ ام حرامؓ بھی اپنے شوہر حضرت عبادہ بن الصامتؓ کی رفاقت میں شریکِ جہاد ہوئیں۔ اس حدیثِ صحیحہ سے بھی ثابت ہوا کہ یہ پہلا لشکر جس کے قائد حضرت امیر معاویہؓ تھے، سب جنتی ہیں۔

جب حضرت امیر معاویہؓ اور آپ کے لشکر کے لیے دربارِ رسالت سے جنتی ہونے کی بشارت مل گئی تو پھر ان کے لیے لسانِ نبوت سے حقیقی بدعا کیوں کہ نکل سکتی ہے۔ لہٰذا ثابت ہوا کہ **لا اشبع الله بطنهٗ** سے مراد درحقیقت دعاء رحمت ہے اور یہ شانِ رحمت للعالمین کے مناسب ہے۔

خادم اہلسنت عبدالوحید الحنفی

امام نسائیؒ

حضرت مولانا قاضی مظہر حسین صاحبؒ لکھتے ہیں:

امام نسائی جلیل القدر محدث ہیں۔ آپ کی سنن نسائی صحاح ستہ میں بھی شامل ہے۔ لیکن آپ نے بھی غصہ سے مغلوب ہو کر (اگر یہ تاریخی روایت صحیح ہے کہ) حضرت امیر معاویہؓ کے بارے میں **لا اشبع اللہ بطنہٗ** کی حدیث پیش کی تھی۔

لیکن حضرت معاویہؓ کے مذکورہ فضائل اور رحمت للعالمین کی دعائے خاص کے مقابلہ میں تو ان کی بات کی کوئی شرعی حجت نہیں ہے۔ جس کو اہل تشیع حضرت معاویہؓ کے مطاعن میں پیش کر رہے ہیں۔ اگر کسی کتاب کی ہر عبارت حجت ہو سکتی ہے تو پھر امام نسائی بھی نہیں بچ سکتے۔ چناں چہ علامہ ابنِ خلکان متوفیٰ ۶۸۱ھ نے امام نسائی کے حالات میں اس واقعہ کا ذکر کرتے ہوئے لکھا ہے کہ:

و فی روایۃ اخری ما اعرف لہ فضیلۃ الا الا اشبع اللہ بطنک و کان یتتشیع۔ الخ (وفیات الاعیان ج ۱ ص ۷۷)

اور دوسری روایت میں ہے کہ امام نسائی نے کہا کہ میں حضرت معاویہؓ کی کوئی فضیلت نہیں مانتا مگر یہ کہ حضور ﷺ نے فرمایا تھا:

"اللہ تیرا پیٹ نہ بھرے" اور امام نسائی میں شیعیت تھی۔ الخ

خادم اہلسنت حافظ عبدالوحید الحنفی

۲: حضرت مولانا قاضی مظہر حسین صاحب لکھتے ہیں:

لیکن خصائص نسائی تو رطب و یابس کا مجموعہ ہے۔ اس میں نہ صرف ضعیف روایات ہیں بلکہ موضوع یعنی من گھڑت بھی ہیں۔[1]

۳: تذکرۃ المحدثین میں علامہ غلام رسول السعیدی بھی لکھتے ہیں:

امام نسائی نے ...... حضرت علی کے فضائل اور مناقب پر مشتمل کتاب الخصائص تصنیف فرمائی۔ اس میں بعض ایسی روایات بھی آ گئی ہیں جو روایت اور درایت کے اصول پر صحیح نہیں ہیں۔[2]

آپ نے اپنے مکتوب میں لکھا تھا کہ:

اگر آپ نفسِ مضمون کو تھوڑا تھوڑا کر کے بھی جوابات سے آگاہ فرماتے رہیں تو کوئی مضائقہ نہیں، ہم اچھے طالب علم ہونے کا ثبوت دیں گے۔

چناں چہ آپ کے مکتوب میں آپ کے مطالعہ سے جو پہلا سوال پیدا ہوا۔ اس کے بارے میں تفصیل سے کچھ عرض کر دیا ہے۔

اس بارے آپ کی اگر کچھ معلومات میں اضافہ ہوا ہو تو جواب سے مطلع کریں تا کہ اندازہ ہو جائے کہ آپ اچھے طالب علم ہونے کی حیثیت سے بات سمجھ گئے ہیں یا نہیں۔ اور بات سمجھنا چاہتے ہیں یا

---

[1] دفاع حضرت امیر معاویہؓ ص ۱۲۶۔ مؤلفہ مولانا قاضی مظہر حسین۔
[2] تذکرۃ المحدثین ص ۲۹۴۔

خادم اہلسنت حافظ عبدالوحید الحنفی

نہیں۔ اگر آپ چاہیں گے تو بات آگے بڑھائی جائے گی۔ ان شاء اللہ تعالیٰ۔

تاریخی روایات کی حقیقت

۲۱۱ھ میں مامون الرشید عباسی خلیفہ نے اپنے شیعہ ہونے کا اظہار کیا اور اس نے سرکاری طور پر اعلان کرایا کہ نبی اقدس ﷺ کے بعد خیر الخلائق علی المرتضیٰؓ ہیں۔

اور اس امر کی منادی کرائی کہ جو شخص معاویہؓ بن ابی سفیانؓ کے حق میں کلمات خیر کہے گا تو حکومت پر اس کی کوئی ذمہ داری نہیں۔[1]

خادم اہلسنت حافظ عبدالوحید الحنفی

۲۔ علامہ شبلی لکھتے ہیں:

اسلامی تاریخ مؤرخین عموماً بنی عباس کے عہد میں ہوئے ہیں اور یہ بات معلوم ہے کہ عباسیوں کے عہد حکومت میں بنی امیہ کے محاسن ذکر کرنے کی کسی شخص میں استطاعت نہیں تھی۔ کیوں کہ اگر کسی سے بنو امیہ کی خوبی کی کوئی چیز اتفاقاً صادر ہو جاتی تو اس کے قائل کو کئی قسم کی ایذاؤں کا سامنا کرنا پڑتا۔ اور ہتک عزت کے علاوہ ناموافق انجام سے دوچار ہونا پڑتا تھا۔

---

[1] دول الاسلام ذہبی ج ا ص ۳۹۵۔ مطبوعہ کویت۔ مروج الذہب سعودی شیعی ج ۴ ص ۴۰۔

دفتر تاریخ میں اس قسم کی کئی مثالیں موجود ہیں۔

۳۔علامہ ابنِ قیم لکھتے ہیں:

علمائے امت نے حضرت امیر معاویہؓ کا نام لے کر یہ قاعدہ ذکر کیا ہے کہ:

حضرت امیر معاویہؓ کی مذمت کی متعلقہ احادیث کذب محض ہیں اور ان کا کچھ اعتبار نہیں۔(المنار المنیف فی الصحیح والضعیف مؤلفہ ابن قیم)

آپ نے دیکھ لیا کہ ۲۱۱ھ میں مامون الرشید عباسی کے شیعہ ہونے کے اعلان کے بعد محدثین کی تصانیف ہیں۔ اور مؤرخین کی جو تالیفات ہیں وہ واضح ہیں۔

عبدالوحید الحنفی خادم اہلسنت

نام	تاریخ ولادت	تاریخ وفات
امام بخاری	۱۹۴ھ	۲۵۶ھ
امام مسلم	۲۰۶ھ	۲۶۱ھ
امام ترمذی	۲۰۹	۲۷۹ھ
امام ابوداؤد	۲۰۴ھ	۲۷۵ھ
امام ابنِ ماجہ	۲۰۹ھ	۲۷۶ھ
امام نسائی	۲۱۵ھ	۳۰۳ھ

احادیثِ صحیحہ پر مشتمل ان کتب احادیث میں اگر حضرت امیر معاویہؓ کے بارے مناقب میں احادیث کی کمی ہے تو اس کی وجہ

مؤرخین و محققین کے مذکورہ بالا بیان کردہ حقائق سے آپ کو معلوم ہوگئی ہے۔ لیکن ان احادیث میں حضرت امیر معاویہؓ کی مذمت مین بھی ایک حدیثِ صیحہ بھی موجود نہیں، ان کی عظمت کے یہ معترف تھے۔

اب بعد کے مؤرخین نے مذمت میں کچھ کذاب راویوں کی روایات لکھ دی ہیں تو ان کے بارے میں علامہ علی قاری حنفی محدث (المتوفیٰ ۱۰۱۴ھ) اپنی تحقیق میں کذابین کی وضع کردہ روایات کے سلسلہ میں لکھتے ہیں:

و من ذالک الاحادیث فی ذم معاویہ رضی اللہ عنہ و ذم عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ و ذم بنی امیہ رضی اللہ عنہ و مدح المنصور و السفاح و کذاذم یزید و الولید و مروان بن الحکم۔[1]

اور انہی موضوعات میں سے ہیں وہ احادیث جو ذم حضرت معاویہؓ و ذم حضرت عمرو بن العاصؓ و ذم بنی امیہؓ و مدح المنصور اور سفاح اور اسی طرح ذم یزید اور الولید و مروان بن الحکم کی مذمت میں جو احادیث ہیں سب موضوع ہیں۔ (موضات الکبیر مؤلفہ علامہ قاری حنفی)

اللہ تعالیٰ سے آخر میں دعا ہے کہ وہ ہم سب کو اپنی رضا نصیب کریں۔ تمام صحابہ کرامؓ اور اہلِ بیت عظامؓ کا ادب اور ان کی

1 الموضات الکبیر مطبوعہ حیدر آباد دکن ص ۱۱۶۔

عقیدت نصیب کریں۔ حضرت امیر معاویہؓ کی شرعی عظمتیں جو آیاتِ قرآنیہ اور احادیثِ صحیحہ سے روزروشن کی طرح واضح ہیں، ان کو ماننے کی سعادت نصیب کریں۔ اور کذاب راویوں کی من گھڑت کہانیوں سے محفوظ رکھیں۔ آمین بجاہ النبی الکریم صلی اللہ علیہ وسلم۔

والسلام

خادم اہل سنت عبدالوحید الحنفی چکوال

شب ۱۲ محرم ۱۴۳۷ھ

۲۵ اکتوبر ۲۰۱۵ء

پونے بارہ بجے شب اختتام پزیر ہوا

خادم اہلسنّت حافظ عبدالوحید

(۲)مکتوب ازراقم الحروف بنام محبانِ اہل بیتؓ وصحابہؓ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

از چکوال

۱۳ محرم ۱۴۳۷ھ

۲۷ اکتوبر ۲۰۱۵ء

منجانب: عبدالوحید الحنفی

03135128490

بخدمت محبّان اہل بیت وصحابہؓ، طلبائے کرام، بحیرہ آزاد کشمیر

بذریعہ سراد محمد افراز خان صاحب

بذریعہ حضرت مولانا محمد حیات خان صاحب
مہتمم جامعہ رضویہ، بجیرہ آزاد کشمیر

(۱) آپ کو عریضہ نمبر ۱ میں تفصیل سے سُنّی مؤقف تحریر کرکے ارسال کردیا تھا۔ امید ہے کہ آپ کو مل گیا ہو گا اور محبان اہل بیت و صحابہؓ طلبہ کرام نے مطالعہ کرلیا ہو گا۔

اب آپ مکتوب کے مطابق اگلا سبق پڑھیں اور سمجھیں۔ کوئی چیز سمجھ نہ آئے تو پوچھ سکتے ہیں۔

آپ کے مبصر مکتوب بنام مولانا محمد حیات صاحب میں ص ۱ پر شق ۲ میں تحریر کرتے ہیں:

امام نسائی، شاہ عبدالحق محدث دہلوی، امام سیوطی، امام ابنِ حجر اور امام بدر الدین عینی اسحٰق بن راہویہ، علامہ وحید الزمان سب جلیل القدر ائمہ، حضرت امیر معاویہؓ کے بارے میں مختلف احادیث کی روایات درج کرنے کے بعد لکھتے ہیں کہ ان کے بارے میں کوئی حدیث پایہ ثبوت کو نہیں پہنچتی۔

الجواب: آپ نے احادیث تو درج نہیں کی ہیں کہ وہ کون کون سی احادیث ہیں جو ان کے نزدیک پایہ ثبوت کو نہیں پہنچی ہیں۔ حالاں کہ جو پایہ ثبوت کو پہنچتی ہیں، وہ احادیثِ صحیحہ بندہ نے آپ کو مکتوب نمبر ۱ میں صاف صاف لکھ دی ہیں۔ جو احادیث پایہ ثبوت

عبدالوحید الحنفی خادم اہلسنت حافظ

کو نہیں پہنچتی ہیں، ان کو ٹھیک ہے جب تک ثبوت نہ ملے درج نہیں کرنی چاہییں۔ ہمارا بھی اس بارے میں یہی مؤقف ہے۔

(۲) آگے آپ نے لکھا ہے کہ:

اب یہاں کچھ سوالات پیدا ہوتے ہیں۔

(۱) پہلا سوال یہ ہے کہ ان روایات کو کس نے اور کیوں ذخیرہ احادیث میں داخل کیا؟

الجواب: جنہوں نے داخل کیا، ان کے پاس ثبوت ہوں گے تو داخل کیا ہو گا۔ یہ سوال قیامت کے دن ان سے کیا جا سکتا ہے۔ آپ بھی وہاں جا کر کر سکیں گے۔

اگر اللہ نے آپ کو اجازت دی اور وہ جواب بھی ان شاء اللہ آپ کو وہاں دے دیں گے۔ لیکن اس بارے آپ سے قیامت کے دن نہیں پوچھا جائے گا کہ انہوں نے ان احادیث کو کیوں ذخیرہ احادیث میں داخل کیا اور کیوں صحیح قرار دیا۔ کیوں کہ انصاف کا تقاضا ہے کہ جب آپ اس وقت زندہ ہی نہ تھے اور آپ نے ان کا زمانہ حیات ہی نہیں پایا۔ اس لیے اس بارے میں آپ سے سوال بھی نہیں ہو گا۔ اور اس بارے میں قرآن مجید میں بتا دیا گیا ہے:

تِلْکَ اُمَّۃٌ قَدْ خَلَتْ لَھَا مَا کَسَبَتْ وَلَکُمْ مَّا کَسَبْتُمْ وَلَا تُسْئَلُوْنَ عَمَّا کَانُوْا یَعْمَلُوْنَ (سورۃ البقرہ پ ۱ آیت ۱۴۱)

خادم اہلسنت حافظ عبدالوحید الحنفی

یہ ایک جماعت تھی جو گزر گئی ان کے کام، ان کا کیا ہوا آئے گا۔ اور تمہارے کام تمہارا کیا ہوا آئے گا۔ اور تم سے ان کے کیے ہوئے کی پوچھ نہیں ہو گی۔

اس آیت سے سبق ملا کہ جن لوگوں کو ہم نے دیکھا نہیں، ان کے بارے ہم سے پوچھ نہیں ہو گی۔

(۳) آپ کے مکتوب سوال ۲ کی شق ۲ میں ہے کہ:

”جو لوگ ان کی فضیلت ان روایات کو سامنے رکھ کر بیان کرتے ہیں، کیا وہ صحیح کرتے ہیں؟“

الجواب: جو بیان کرتے ہیں، ان کے نزدیک وہ روایات صحیح ہوں گی۔ ان کے لیے امام نسائی، شاہ عبدالحق محدث دہلوی، امام سیوطی، امام ابنِ حجر اور امام بدر الدین یحییٰ، اسحٰق بن راہویہ، علامہ وحید الزمان کی تحقیق کو ماننا ضروری نہیں کہ تحقیق صحیح ہو۔ یہ سب بزرگ تو ناقل ہیں، انہوں نے کسی کے قول کی روشنی میں یہ لکھا ہو گا اور وہ قول بھی سب کے لیے حجت نہیں، نہ ہی یہ بزرگ ہر کسی کے نزدیک حجت ہیں۔ کیا آپ کے نزدیک ان کا ہر قول حجت ہے؟ جب آپ کے نزدیک بھی ان بزرگوں کا ہر قول حجت نہیں اور نہ آپ ان کے مقلد ہیں کہ ان کے ہر قول اور ہر تحقیق کو حجت سمجھنے پر مجبور ہوں۔ اس لیے

پسند اپنی اپنی، نظر اپنی اپنی

نہ آپ کا ہر قول حجت ہے، نہ ان کا ہر قول حجت ہے۔ البتہ قرآن مجید ہم سب کے لیے حجت ہے۔

(۴) آپ کے مکتوب سول ۲ کی شق ۳ میں ہے کہ:

"اگر یہ روایات موضوع ہیں اور تاریخ بھی ان کے خلاف ہے تو پھر کس بنیاد پر ان کا دفاع ممکن ہے؟"

الجواب: اگر آپ کی تحقیق میں یہ روایات موضوع ہیں تو آپ ان کا دفاع ہرگز نہ کریں۔ لیکن جن محققین کے نزدیک یہ احادیث موضوع نہیں بلکہ صحیح ہیں تو پھر ان کے بیان کرنے اور دفاع کرنے پر آپ کا اعتراض صحیح نہیں۔ ان کے پاس بھی دلائل ہوں گے۔ فیصلہ قیامت کے دن ہو گا کہ کس کے دلائل صحیح ہیں اور کون سی روایت موضوع ہے۔

(۵) آپ مکتوب میں سوال ۲ کی شق ۳ کے تحت آگے لکھتے ہیں:

"دوسری وہ روایات ہیں جو حضرت علیؓ جیسی عظیم الشان ہستی کے بارے میں سبّ وشتم سے متعلق ہیں۔

آپ سے گزارش ہے کہ اس سلسلہ میں ہماری خصوصی راہنمائی فرمائیں۔ تاکہ دلی اطمینان حاصل ہو اس لیے کہ بہت سے لوگ اس بات سے انکاری ہیں کہ حضرت معاویہؓ نے سب وشتم نہیں کیا

ہے۔...... الخ“

الجواب: جو لوگ انکاری ہیں وہ بالکل ٹھیک کہتے ہیں۔ حضرت امیر معاویہؓ کی طرف سے بالکل حضرت علی المرتضیٰؓ کے خلاف سبّ و شتم نہیں کیا گیا۔ یہ سب خارجیوں سبائیوں کی من گھڑت روایات ہیں۔ سَبّۃ کا معنیٰ گالی گلوچ نہیں ہے۔ سبّ و شتم کرنے والی روایات صدیوں بعد سلسلہ در سلسلہ محدثین تک پہنچیں۔ یہ روایات چلانے والے اکثر رافضی اور خارجی راوی تھے۔ بعض محدثین ان کے چکر میں آگئے اور تحقیق نہ کر سکے اور محبتِ علیؓ کے جذبہ سے انہوں نے ان روایات کو سچا سمجھ لیا اور اپنی کتابوں میں ان روایات کو نقل کر دیا۔ یہ سب ناقل ہیں یعنی نقل کرنے والے ہیں، لیکن محققین نے جب تحقیق کی تو ان روایات میں اکثر کوئی نہ کوئی راوی شیعہ، رافضی، خارجی پایا گیا جس کی بنا پر یہ سب فرضی روایات موضوع ہیں۔ اس لیے بہت سے لوگ اس بات سے انکاری ہیں کہ حضرت امیر معاویہؓ نے سبّ و شتم نہیں کیا ہے اور نہ ہی ان کے گورنروں نے ایسی رسم جاری کی۔ یہ سب ان پر بہتان ہیں اور لاعلمی میں روایت درج کرنے والے تو معذور تھے لیکن اب تحقیق کے بعد اگر ہم نقل کریں گے تو آخرت میں بہتان کے جرم کی سزا سے نہیں بچ سکیں گے۔ اگر اب بھی سُبَّ کا معنیٰ گالی

گلوچ کریں گے تو ہرگز یہ معنیٰ صحیح نہیں ہو گا۔

اور اللہ تعالیٰ کا بھی یہی حکم ہے:

وَاجْتَنِبُوْا قَوْلَ الزُّوْرِ (سورۃ الحج آیت ۳۰)

جھوٹ بولنے سے بچے رہو۔

وَيْلٌ لِّكُلِّ اَفَّاكٍ اَثِيْمٍ (سورۃ الجاثیہ آیت ۷۔پ ۲۵)

ہر جھوٹے گنہگار کے لیے خرابی ہے۔

لَّعْنَتَ اللّٰهِ عَلَى الْكٰذِبِيْنَ (سورۃ آل عمران آیت ۶۱۔پ ۳)

اللہ کی لعنت ہو جو جھوٹ بولتے ہوں۔

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اجْتَنِبُوْا كَثِيْرًا مِّنَ الظَّنِّ اِنَّ بَعْضَ الظَّنِّ اِثْمٌ وَّ لَا تَجَسَّسُوْا وَ لَا يَغْتَبْ بَّعْضُكُمْ بَعْضًا اَيُحِبُّ اَحَدُكُمْ اَنْ يَّاْكُلَ لَحْمَ اَخِيْهِ مَيْتًا فَكَرِهْتُمُوْهُ وَاتَّقُوا اللّٰهَ اِنَّ اللّٰهَ تَوَّابٌ رَّحِيْمٌ[1]

ترجمہ: اے وہ لوگوں جو ایمان لے آئے ہو، بہت گمان کرنے سے احتراز کرو کہ بعض گمان گناہ ہیں۔ اور ایک دوسرے کے حال کا تجسّس نہ کیا کرو۔ اور نہ کوئی کسی کی غیبت کرے۔ کیا تم میں سے کوئی اس بات کو پسند کرے گا کہ اپنے مرے ہوئے بھائی کا گوشت کھائے؟ اس سے تو تم ضرور نفرت کرو گے (غیبت نہ کرو) اور اللہ

---

[1] سورۃ الحجرات آیت ۱۲۔پ ۲۶۔

کاڈر رکھو۔ بے شک اللہ توبہ قبول کرنے والا مہربان ہے۔

اور حضور ﷺ نے بھی وحی الٰہی کی روشنی میں یہی تعلیم دی ہے۔

فرمایا:

لَا یَدخُلُ الجَنَّۃَ نَمَّام۔ (حدیث مسلم شریف)

چغل خور جنت میں نہ جائے گا۔

لَا تَحْلِفْ بِاللّٰہِ کَاذِباً۔ (حدیث فضائل رمضان مؤلفہ مولانا محمد زکریاؒ مدنی)

جھوٹی قسم نہ کھائے۔

لَا تَغْتَبْ اَخَاکَ الْمُسْلِمَ۔[1]

مسلمان بھائی کی غیبت نہ کرے۔

لَا تَشْھَدْ شَھَادَۃَ زُوْرٍ۔ (حدیث فضائل رمضان مؤلفہ مولانا محمد زکریاؒ مدنی)

جھوٹی گواہی نہ دے۔

لَا تَقْذِفِ الْمُحْصَنَۃَ۔ (حدیث فضائل رمضان مؤلفہ مولانا محمد زکریاؒ مدنی)

عفیفہ عورت کو تہمت نہ لگائے۔

لَا تَمْشِ بِالنَّمِیْمَۃِ بَیْنَ الْاَخَوَیْنِ۔[1]

نہ مسلمان بھائیوں کے درمیان چغل خوری کرے۔

عزیز طالب علمو! یہ ہیں پیاری پیاری تعلیمات اللہ تعالیٰ اور اس کے

[1] حدیث فضائل رمضان مؤلفہ مولانا محمد زکریاؒ مدنی۔

عبد الوحید الحنفی

رسول اللہ ﷺ کی۔ ہمارا یہ عقیدہ ہونا چاہیے کہ ان تعلیمات پر سب کے سب صحابہ کرامؓ نے عمل کیا اور صحابہ کرامؓ کی پیروی کرنے والے تابعینؒ نے بھی عمل کیا۔ اس کے برعکس دو سو (۲۰۰) سال اور تین سو (۳۰۰) سال بعد میں پیدا ہونے والے مؤرخین نے اپنے اپنے حاضر زمانہ کے راویوں سے جو ان تعلیمات کے خلاف روایتیں سُنیں یا حکایتیں سُنیں کہ صحابہ کرامؓ اور خلفاء بنو امیہ ایک دوسرے پر سبّ و شتم منبروں پر کرتے تھے، یہ سب جھوٹ ہے۔ اور جھوٹی روایت اور حکایت کسی کے سچ سمجھنے سے وہ سچ نہیں ہو جاتی، جھوٹ تو جھوٹ ہے۔ چاہے کسی بڑی سے بڑی کتاب میں درج ہو۔ پھر قرآن کی روشنی میں ہم سے چودہ سو سال پہلے کی وہ اُمّتِ صحابہؓ جو گزر چکی ہے، ان کے کام، ان کا کیا ہوا آئے گا۔ اور ہمارے کام ہمارا کیا ہوا آئے گا۔ اور ہم سے ان کے کیے ہوئے کاموں کی پوچھ نہیں ہو گی۔ ہم اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ ﷺ کی اطاعت کے بعد اجتہادی مسائل میں امام اعظم ابو حنیفہؒ کی تعلیمات کے مقلد ہیں۔ انہوں نے جو عقیدہ ہم کو اس بارے میں بتایا ہے وہ یہ ہے کہ:

(۱) رسول اللہ ﷺ کے بعد افضل الناس ابو بکر صدیقؓ ہیں، پھر عمر فاروقؓ ہیں، پھر عثمان بن عفانؓ، پھر علیؓ بن ابی طالب ہیں۔ امام

خادمِ اہلسنّت حافظ عبدالوحید الحنفی

اعظم ابو حنیفہؒ نے اجتماعی عقیدہ یہی قرار دیا ہے کہ فضیلت کی ترتیب بھی وہی ہے جو خلافت کی ترتیب ہے۔[1]

(۲) جماعتِ صحابہ کرامؓ کے بارے میں وہ فرماتے ہیں:

ہم صحابہؓ کا ذکر بھلائی کے سوا کسی طرح نہیں کرتے۔

اور عقیدہ طحاویہ میں اس کی مزید تفصیل یہ ہے کہ:

"ہم رسول اللہ ﷺ کے تمام اصحابؓ کو محبوب رکھتے ہیں۔ ان میں سے کسی کی محبت میں حد سے نہیں گزرتے اور نہ کسی سے تبرّیٰ کرتے ہیں۔ ان سے بغض رکھنے والے اور بُرائی کے ساتھ ان کا ذکر کرنے والے کو ہم ناپسند کرتے ہیں۔ اور ان کا ذکر بھلائی کے سوا کسی اور طرح نہیں کرتے۔ (شرح الطحاویہ ابنِ ابی العز ص ۳۹۸)

خادم اہلسنت عبدالوحید الحنفی

(۳) مشاجراتِ صحابہ کرامؓ کے بارے امام اعظم ابو حنیفہؒ فرماتے ہیں:

حضرت علیؓ کی جن لوگوں سے بھی جنگ ہوئی، ان کے مقابلہ میں حضرت علیؓ زیادہ برسر حق تھے۔ (المکی ج ۲ ص ۸۳)

لیکن وہ دوسرے فریق کو مطعون کرنے سے قطعی پرہیز کرتے ہیں۔ وہ فرماتے ہیں:

(۴) ہم کسی مسلمان کو کسی گناہ کی بنا پر خواہ کیسا ہی بڑا گناہ ہو، کافر نہیں

[1] الفقہ الاکبر مؤلفہ امام ابو حنیفہ و ابن ابی العز الحنفی شرح الطحاویہ ص ۴۰۳

قرار دیتے جب تک کہ وہ اس کے حلال ہونے کا قائل نہ ہو۔[1]

(۲) آگے آپ نے اپنے مکتوب میں لکھا ہے کہ:

"مستند روایات کتب احادیث میں موجود ہیں، جن کو ائمہ حدیث ثقہ روایات قرار دیتے ہیں۔ بلکہ شاہ عبد العزیز محدث دہلوی اپنے فتاوٰی عزیزی اور تحفہ اثنا عشریہ میں فرماتے ہیں کہ جب ان سے خلیفہ برحق کے خلاف بغاوت اور قتال ثابت ہے جو کہ سَبُّ و شتم سے بڑھ کر افعال ہیں، وہاں سب و شتم سے انکار کیا معانی رکھتا ہے۔ ایک گزارش یہ بھی ہے کہ بعض لوگ سب و شتم کی روایات میں تاویل کے قائل ہیں۔

ہمارا سوال یہ ہے کہ ثقہ محدثین نے ان میں تاویل کیوں نہ کی؟ حضرت علیؓ پر ان کے دور میں برسر منبر سبّ و شتم کی روایات مندرجہ ذیل ہیں۔

(۱) حضرت سعد بن ابی وقاصؓ کے صاحبزادے حضرت عامر روایت کرتے ہیں:

حضرت معاویہؓ نے حضرت سعدؓ کو حکم دیا کہ "آپ کو کس چیز نے روکا کہ آپ ابوتراب (حضرت علیؓ) پر سبّ و شتم نہ کریں۔"

[1] الفقہ الاکبر ص ۸۲۔

انہوں نے جواب دیا کہ جب میں ان تین ارشادات کو یاد کرتا ہوں جو رسول اللہ ﷺ نے حضرت علیؓ سے متعلق فرمائے تھے، تو میں ہر گز ان پر سبّ و شتم نہیں کر سکتا۔ ان تین مناقب میں سے ایک بھی منقبت میرے حق میں ہوتی ہو مجھے سرخ اونٹوں سے زیادہ محبوب ہوتی۔ (مسلم شریف۔ فضائل صحابہ۔ ترمذی)

الجواب: اس سوال کا جواب بھی سمجھیں اور پہلے سَبُّ و شتم کے معنیٰ پر غور کریں کہ "سُبّ" کے لفظ کا اصل معنیٰ کیا کیا بنتا ہے۔ پھر اشکال ان شاء اللہ دور ہو جائے گا۔

حضور ﷺ کے ارشاد نبوی ﷺ میں بھی لفظ "سبّ" موجود ہے۔ اور اس کا معنیٰ بھی واضح ہے، وہی معنیٰ یہاں بھی کیا جائے گا۔

حضرت سلمان فارسیؓ سے روایت ہے کہ:

أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ خَطَبَ فَقَالَ: أَيُّمَا رَجُلٍ مِنْ أُمَّتِي سَبَبْتُهُ سَبَّةً أَوْ لَعَنْتُهُ لَعْنَةً فِي غَضَبِي، فَإِنَّمَا أَنَا مِنْ وَلَدِ آدَمَ أَغْضَبُ كَمَا يَغْضَبُونَ، وَإِنَّمَا بَعَثَنِي رَحْمَةً لِلْعَالَمِينَ، فَاجْعَلْهَا عَلَيْهِمْ صَلَاةً يَوْمَ الْقِيَامَةِ۔ الخ (ابوداؤد شریف ج۲ ب ص ۲۸۵۔ کتاب السنۃ)

ترجمہ: یعنی رسول اللہ ﷺ نے اپنے بیان میں یہ فرمایا تھا کہ میری امت میں سے جس شخص کو میں سبّ کروں یا اس پر لعنت کروں، غصہ کی حالت میں تو بے شک میں اولاد آدمؑ میں سے

ہوں۔

جس طرح تمہیں غصہ آتا ہے، اسی طرح مجھے غصہ آتا ہے اور تحقیق اللہ تعالیٰ نے مجھے رحمت بنا کر بھیجا ہے۔ اے اللہ! تو اِس کو ان کے لیے قیامت کے دن رحمت بنادے۔ الخ

اس روایت سے معلوم ہوا کہ سَبُّ کا یہاں معنیٰ گالی گلوچ نہیں ہے۔ جو اس کا معنیٰ گالی دینا کرتے ہیں، بالکل غلط ہے۔

کیا مذکورہ ارشاد نبوی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم میں لفظ سبّ کا معنیٰ نعوذ باللہ گالی گلوچ کیا جائے گا کہ رحمت للعالمین صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم اپنے صحابہؓ کو گالیاں دیا کرتے تھے۔ استغفر اللہ

ہر گز نہیں۔ اگر کوئی یہاں یہ معنیٰ کرے تو اپنے ایمان کی خیر منائے اور توبہ کرے اور استغفار پڑھے۔

لہٰذا یہاں حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی شانِ رحمت کے مناسب سبّ اور لعن کا مطلب لیا جائے گا۔

اسی طرح صحابہ کرامؓ کے لیے اگر کہیں سبّ کا لفظ آیا ہے تو ان کی اعلیٰ شان اور مہذب ترین سوسائٹی کے مناسب اس کا مطلب لیا جائے گا۔

سبّ کا اطلاق معمولی رنجیدگی کے الفاظ اور ناراضگی کے الفاظ پر بھی ہوتا ہے اور اختلاف پر بھی ہوتا ہے اور مخالفت پر بھی ہوتا ہے۔

عبدالوحید الحنفی خادم اہلسنت حفظہ

جیسے ظلم کا اطلاق معمولی لغزش سے لے کر شرک پر بھی ہوتا ہے۔
اسی طرح ضلال کا اطلاق بھول چوک پر بھی ہوتا ہے اور کفر و غوایت پر بھی ہوتا ہے۔

چناں چہ قرآن مجید میں وَ لَا الضَّالِّیْن سے مراد نصاریٰ وغیرہ مشرکین ہیں اور حضور ﷺ محبوب خدا کے لیے بھی وَوَجَدَکَ ضَآلًّا آیا ہے۔ تو کیا ہر دو جگہ ایک ہی معنیٰ لیا جائے گا؟ العیاذ باللہ

ہر سخن وقتے و ہر نکتہ مقامے دارد

مسلم شریف کی روایت میں جو سَبَّۃ کا لفظ آیا ہے۔ اس کا صحابہ کرامؓ کی اعلیٰ شان کے مطابق، حالات و واقعات کے تناظر میں ترجمہ کیا جائے گا۔ حدیث شریف کی کتاب مسلم میں یہ حدیث کے ساتھ جو واقعہ بیان کیا گیا ہے۔ اس روایت کے الفاظ ہیں:

عَنْ عَامِرِ بْنِ سَعْدِ بْنِ أَبِی وَقَّاصٍ، عَنْ أَبِیهِ، قَالَ: أَمَّرَ مُعَاوِیَةُ بْنُ أَبِي سُفْیَانَ سَعْدًا ، فَقَالَ: مَا یَمْنَعُکَ أَنْ تَسُبَّ أَبَا تُرَابٍ؟ قَالَ: أَمَّا مَا ذَکَرْتَ ثَلَاثًا قَالَهُنَّ رَسُولُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ، فَلَنْ أَسُبَّهُ لَأَنْ تَکُونَ لِی وَاحِدَةٌ مِنْهُنَّ أَحَبُّ إِلَیَّ مِنْ حُمْرِ النَّعَمِ۔[1]

ترجمہ: حضرت عامر بن سعد بن ابی وقاصؓ اپنے باپ سے روایت

---

[1] مسلم شریف ج۲ کتاب الفضائل صحابہ حدیث ۶۲۲۰۔

کرتے ہیں کہ حضرت معاویہؓ بن ابی سفیان نے حضرت سعد کو امیر بنایا اور ان سے فرمایا: تجھے ابو التراب (علیؓ) سے اختلاف نہ کرنے سے کس چیز نے منع کیا ہے۔ حضرت سعدؓ نے کہا مجھے تین باتیں یاد ہیں کہ جو رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے مجھ سے فرمائی ہیں جن کی وجہ سے میں ان سے اختلاف نہیں کر سکتا۔ اگر ان تین باتوں میں سے کوئی ایک بھی مجھے حاصل ہو جائے تو وہ میرے لیے سرخ اونٹوں سے بھی زیادہ پیاری ہے۔ الخ[1]

اس سے معلوم ہوا کہ یہاں سَبَّۃ سے ایسی بات کہنا جس سے دوسرا آدمی رنجیدہ ہو یا ناراض ہو یا اختلاف ظاہر ہو ہے۔ امید ہے کہ آپ سمجھ گئے ہوں گے۔ قصاصِ عثمانؓ لینے کے مطالبہ کے سلسلہ میں حضرت امیر معاویہؓ اور حضرت علی المرتضیٰؓ میں رنجیدگی، ناراضگی اور اختلاف چل رہا تھا۔ اس سلسلہ میں حضرت سعد بن ابی وقاصؓ نے دونوں سے عملاً اختلاف نہ کیا، کسی کی مخالفت نہ کی اور وہ اس اختلاف میں دونوں سے الگ ہو کر گوشہ نشین ہو گئے تھے۔ پھر جب حضرت امیر معاویہؓ اور حضرت علی المرتضیٰؓ کی صلح ہو گئی تو دونوں نے آپس کی رنجیدگی ختم کر دی اور حضرت امام حسینؓ کی صلح کے بعد پھر پوری جماعتِ صحابہؓ ایک ہو گئی اور حضرت امیر معاویہؓ نے حضرت سعد بن ابی وقاصؓ کو گورنر بنایا اور مدینہ منورہ

خادم اہلسنت حافظ عبدالوحید الحنفی

میں ملاقات ہوئی تو آپ نے دریافت کیا کہ اس اختلاف میں حضرت علی المرتضیٰؓ سے اختلاف نہ کرنے میں کس چیز نے آپ کو روکا تھا۔ تو آپ نے یہ ارشادِ نبوی ﷺ پیش کیا۔ حضرت امیر معاویہؓ یہ ارشادِ نبوی ﷺ سُن کر مطمئن ہو گئے اور حضرت علی المرتضیٰؓ کے فضائل سُن کر خوش ہو گئے اور مدینہ شریف سے شام واپس تشریف لے گئے۔ اس سے معلوم ہوا کہ سَبُّ کے لفظ سے حضرت علی المرتضیٰؓ سے اختلاف نہ کرنے اور جنگ سے الگ تھلگ رہنے کی وجہ پوچھی، جس پر آپ نے اس کی وجہ ارشادِ نبوی ﷺ بتائی۔ اس لیے یہاں سبّ عربی لفظ کا معنیٰ گالی گلوچ کرنا ہرگز صحیح نہیں ہے۔ ارشادِ نبوی ﷺ کی روشنی میں معنیٰ کرنے سے کسی قسم کا اشکال باقی نہیں رہتا۔ واللہ الھادی۔

(۷) آپ کے مکتوب میں اس حدیث سے پہلے حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلویؒ کے قول اور فتاویٰ عزیزی اور تحفہ اثنا عشریہ کے حوالے کا بھی اگر وہ صحیح ہے تو یہی مطلب ہے کہ جب حضرت امیر معاویہؓ نے قصاصِ حضرت عثمانؓ کے قضیہ میں حضرت علیؓ سے اجتہادی اختلاف رائے کیا اور ناراضگی اور ان میں رنجیدگی رہی، یہ تو ظاہر ہے۔ لیکن سَبَّ کے جو معنیٰ سے یہاں مراد اختلاف ہے، اس سے سب اشکال حل ہو گئے۔ یہاں سَبَّ کا معنیٰ

گالی گلوچ ہرگز نہیں ہے۔ صحابہ کرامؓ کی شان کے مطابق معنیٰ کیا جائے گا، آج کل اردو میں جو سب کا معنیٰ گالی گلوچ کیا جاتا ہے، وہ معنیٰ ہرگز یہاں نہ کیا جائے ورنہ خاتمہ بالخیر نہ ہو گا۔

فتاوٰی عزیزی میں الحاق

حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانویؒ ایک استفسار کے جواب میں فرماتے ہیں:

اوّل تو اس میں کلام ہے کہ وہ فتاوٰی حضرت شاہ عبدالعزیز صاحبؒ کا ہے بھی؟ مجھ کو تو قوی شک ہے۔ الخ (امداد الفتاوٰی ج۵ ص۳۰۶)

- فتاوی عزیزی میں اور بھی ایسی عبارتیں ہیں، جن پر الحاقی ہونے کا گمان ہوتا ہے۔ (دفاع حضرت امیر معاویہؓ، مؤلفہ مولانا قاضی مظہر حسین ص۴۰)

قرآن مجید اور احادیثِ صحیحہ کی روشنی میں دفاعِ صحابہؓ ہر حالت میں ہم پر لازم ہے۔ اور ہمارا ایمان بھی اس وقت عند اللہ مقبول ہو گا جب ہمارا ایمان صحابہ کرامؓ کی طرح ہو گا۔ ارشادِ ربانی ہے:

فَاِنْ اٰمَنُوْا بِمِثْلِ مَآ اٰمَنْتُمْ بِهٖ فَقَدِ اهْتَدَوْا وَاِنْ تَوَلَّوْا فَاِنَّمَا هُمْ فِيْ شِقَاقٍ فَسَيَكْفِيْكَهُمُ اللّٰهُ وَهُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ۔ (پ۱ سورۃ البقرہ آیت ۱۳۷)

ترجمہ: سو اگر وہ بھی اسی طریق سے ایمان لے آئیں، جس طریق سے تم ایمان لائے ہو تو وہ ہدایت پر ہوں گے۔ اور اگر وہ اس طرح ایمان لانے سے روگردانی کریں تو بے شک وہ مخالفت میں ہیں۔

خادم اہلسنت حافظ عبدالوحید حنفی

پس اللہ ان کے شر سے بچانے کے لیے آپ کو کافی ہے۔ وہی ہر بات کو سننے والا اور ہر چیز کو دیکھنے والا ہے۔

عزیز طلبہ! اس آیت میں "اٰمَنْتُمْ" سے مراد وہی جماعتِ رسول ﷺ کے افراد ہیں جو ایمان و ہدایت میں دوسروں سے سبقت حاصل کر چکے ہیں اور اللہ تعالیٰ نے ان کے ایمانِ کامل کو ان لوگوں کے ایمان کے لیے ایک معیار قرار دیا ہے، جو ابھی تک ایمان نہیں لائے تھے۔

اس آیت سے ثابت ہوا کہ اصحابِ رسول ﷺ درجہ بدرجہ دوسروں کے لیے معیارِ حق و ایمان ہیں۔ جن کے ایمان کو صحیح اور معیاری تسلیم کیے بغیر کسی کو ایمان نصیب نہیں ہو سکتا۔

(۲) اٰمَنْتُمْ کے مخاطب رسول کریم ﷺ اور صحابہ کرامؓ ہیں۔ اس آیت میں ان کے ایمان کو ایک مثالی نمونہ قرار دے کر حکم دیا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک مقبول و معتبر صرف اس طرح کا ایمان ہے جو رسولِ کریم ﷺ اور صحابہ کرامؓ نے اختیار فرمایا۔

جو اعتقاد اس سے سر مو مختلف ہو، اللہ کے نزدیک مقبول نہیں۔

كُنْتُمْ خَيْرَ اُمَّةٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَ تَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَتُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ۔ (سورہ آلِ عمران آیت ۱۱۰)

تم لوگ اچھی جماعت ہو کہ وہ جماعت لوگوں کے لیے ظاہر کی گئی

ہے۔ تم لوگ نیک کاموں کو بتلاتے ہو اور بری باتوں سے روکتے ہو اور اللہ پر ایمان لاتے ہو۔

كُنْتُمْ خَيْرَ اُمَّةٍ سے مراد اولیں وہ صحابہؓ ہیں جنہوں نے حضور ﷺ کے ساتھ مدینہ طیبہ ہجرت کی۔ پھر مہاجرین کی نصرت کرنے والے انصار ہیں۔

اس میں چاروں خلفائے راشدینؓ، حضرت ابو بکر صدیقؓ، حضرت عمر فاروقؓ، حضرت عثمان ذوالنورینؓ، حضرت علی المرتضیٰؓ اور دوسرے ہجرت کر کے مدینہ آنے والے سب صحابہؓ شامل ہیں۔

یاد رہے کہ ہجرت کرنے والوں میں حضرت عمرو بن عاصؓ، حضرت مغیرہ بن شعبہؓ، حضرت ابو موسیٰ اشعریؓ اور حضرت طلحہؓ، حضرت زبیرؓ، حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ، حضرت سعد بن ابی وقاصؓ، حضرت سعید بن زیدؓ بھی شامل ہیں اور حضرت ابو عبید اللہ بن جراحؓ اور دوسرے کم و بیش ہزاروں صحابہ کرامؓ شامل ہیں۔ جنہوں نے فتح مکہ سے پہلے پہلے ہجرت کر کے مدینہ منورہ میں سکونت اختیار کرلی تھی، ان کو مہاجرین صحابہ کرامؓ کی فضیلت سے مشرف کرنے کے ساتھ ساتھ اللہ تعالیٰ نے سورہ توبہ میں اپنی رضا کی سند سے بھی نواز دیا ہے۔ فرمایا:

وَ السّٰبِقُوْنَ الْاَوَّلُوْنَ مِنَ الْمُهٰجِرِيْنَ وَ الْاَنْصَارِ وَ الَّذِيْنَ اتَّبَعُوْهُمْ

بِاِحْسَانٍ رَّضِیَ اللّٰہُ عَنْھُمْ وَرَضُوْا عَنْہُ وَاَعَدَّ لَھُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِیْ تَحْتَھَا الْاَنْھٰرُ خٰلِدِیْنَ فِیْھَآ اَبَدًا ذٰلِکَ الْفَوْزُ الْعَظِیْمُ۔ (سورہ توبہ آیت ۱۰۰)

ترجمہ: "اور آگے بڑھ جانے والے پہلے مہاجرین اور انصار اور جنہوں نے ان (مہاجرین و انصار) کی پیروی کی احسان کے ساتھ، اللہ ان سب سے راضی ہوا اور وہ اس سے راضی ہوئے۔ اور اللہ نے ان کے لیے ایسے باغ تیار کیے ہیں، جن کے نیچے نہریں جاری ہیں۔ وہ ہمیشہ ہمیشہ انہی میں رہیں گے، یہی بڑی کامیابی ہے۔"

عزیز طلبہ! اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے تمام اصحابؓ و اہل بیتِ عظامؓ کے لیے جنت واجب کر دی اور اپنی رضا کا اعلان کر دیا ہے۔ اور بعد میں آنے والوں پر ایسی شرط عائد کی ہے جو صحابہ کرامؓ پر نہیں لگائی اور وہ شرط یہ ہے کہ بعد میں اسلام لانے والوں پر مہاجرین صحابہ کرامؓ اور انصارؓ کی اتباع کی شرط عائد کر دی گئی ہے کہ انتہائی عمدگی اور احسان کے ساتھ ان کی اتباع اور پیروی کریں۔ تو ان کو بھی جنت اور رضا نصیب ہو گی۔

۲۔ حضرت ابن عباسؓ کے پاس ایک شخص آیا۔ اس نے کسی صحابیؓ کا ذکر کیا اور نقص بیان کیا تو حضرت ابنِ عباسؓ نے یہی آیت پڑھ کر اس کو خاموش کر دیا۔ (تفسیر در منثور ج۳ ص ۲۷۱)

۳۔ تفسیرِ مظہری میں ایک قول یہ بھی نقل کیا گیا ہے کہ حرف "مِنْ" کو

خادم اہلسنت حافظ عبدالوحید الحنفی

اس آیت میں تبعیض کے لیے نہ لیا جائے بلکہ بیان کے معنیٰ میں ہو تو مفہوم اس جملے کا یہ ہو گا کہ تمام صحابہ کرامؓ بہ نسبت باقی امت کے سابقین اوّلین ہیں اور "مِنَ الْمُهٰجِرِيْنَ وَ الْاَنْصَارِ" اس کا بیان ہے۔

۴۔ تمام مہاجرینؓ اور انصارؓ مومنین ہیں اور ان کی نصرت کرنے والے ہی سچے مومن ہیں۔ فرمایا:

وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَهَاجَرُوْا وَجٰهَدُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَالَّذِيْنَ اٰوَوْا وَّنَصَرُوْٓا اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُؤْمِنُوْنَ حَقًّا ؕ لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّرِزْقٌ كَرِيْمٌ۔[1]

"اور جو لوگ ایمان لائے اور انہوں نے ہجرت کی اور اللہ کی راہ میں جہاد کیا اور جنہوں نے رسول ﷺ اور ان (صحابہ مہاجرینؓ) ہمراہیوں کو جگہ دی اور ان کی نصرت کی۔ وہی سچے مومن ہیں اور ان کے لیے مغفرت اور عزت کی روزی ہے۔"

اب قرآن مجید میں مہاجرین انصارؓ اور ان کی نصرت کرنے والوں کو اللہ مومنون حقا کے الفاظ سے اور لھم مغفرۃ و رزق کریم کا جملہ ارشاد فرما کر خلفائے اربعہ حضرت ابو بکر صدیقؓ، حضرت عمر فاروقؓ، حضرت عثمان ذوالنورینؓ، حضرت علی المرتضیٰؓ کے اور حضرت عمرو بن العاصؓ، حضرت ابو موسیٰ اشعریؓ، حضرت مغیرہ

[1] سورہ انفال آیت ۷۴۔

خادم اہلسنت حافظ عبدالوحید الحنفی

بن شعبہؓ وغیرہ جملہ مہاجرین وانصار کے حقیقی کامل ومکمل ایمان کی زبردست شہادت دی ہے۔

اگر کسی بدنصیب کے دل میں خَتَمَ اللّٰہُ عَلٰی قُلُوبِہِمۡ کا قفل نہ لگ گیا ہو تو پھر ایسی زبردست رحمانی شہادت کے بعد ممکن نہیں کہ خلفائے اربعہؓ اور مہاجرین و انصارؓ کے ایمان اور ان کے فضائل میں کچھ شک وشبہ کی گنجائش باقی رہ جائے۔

عزیز طلبہ! ان قرآنی شہادتوں کے بعد تاریخی روایتوں کو کیا مانا جا سکتا ہے؟ اہل بیتِ عظامؓ اور صحابہ کرامؓ کے آپس کے مشاجرات میں سَبَّة لفظ کے وہی معنٰی کیے جائیں اور لیے جائیں گے جو ان قرآنی نصوص اور ارشاد نبوی کے برعکس نقشہ نہ پیش کرتے ہوں گے۔ ورنہ عظمتِ صحابہؓ اور مقام صحابہؓ کی سراسر بے ادبی اور گستاخی ہو جائے گی۔ اللہ ہم سب کو صحابہ کرامؓ اور اہل بیت عظامؓ کی شرعی عظمتوں کو ماننے اور ان کا ادب کرنا نصیب کریں۔ اور صراط مستقیم پر قائم ودائم رکھیں۔

- حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا:

اِذاذُکِرَ اَصۡحَابی فَامۡسُکوا۔ (احادیثِ صحیحہ البانی ج۱ حدیث ۳۴)

جب میرے صحابیوںؓ کا تذکرہ کرو، تو اپنی زبانوں کو بند رکھو۔

و عن عبدالرحمٰن بن ابی عمیرہ عن النبی ﷺ اَنَّهٗ قَالَ

لِمُعاویۃ اَللّٰھُمَّ اجْعَلْہُ ھَادِیًا مَّھْدِیًّا وَ اَھْدِ بِہٖ۔[1]

ترجمہ: عبدالرحمٰن بن ابی عمیرہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے معاویہؓ کے لیے دعا کی: اے اللہ! تو اس کو راہ راست دکھانے والا اور راہ راست پایا ہوا بنا اور اس کے ذریعے ہدایت دینے والا بنا۔

اب اس فرمان نبی ﷺ کے بعد حضرت معاویہؓ کے خلاف تاریخوں میں جو من گھڑت حکایات اور روایات منقول ہیں، ان کی کوئی شرعاً حیثیت نہیں اور آخرت میں وہ ہرگز آپ کے لیے بہانہ نہیں بنیں گی کہ امام نسائیؒ، شاہ عبدالحق محدث دہلویؒ، امام سیوطیؒ، امام ابنِ حجرؒ اور امام بدر الدین عینیؒ، اسحٰق بن راہویہؒ، علامہ وحید الزمان سب جلیل القدر ائمہ نے حضرت امیر معاویہؓ کے بارے مختلف احادیث کی روایات درج کرنے کے بعد لکھا تھا کہ ان کے بارے میں کوئی حدیث پایہ ثبوت کو نہیں پہنچتی۔ اس لیے ہم نے ان کتب کے مصنفین پر اعتماد کر کے یہ عقیدہ رکھا کہ حضرت امیر معاویہؓ کے بارے میں کوئی حدیث بھی صحیح نہیں ہے۔

انا للہ و انا الیہ راجعون۔

کیا یہ جواب نجات کے لیے مفید ثابت ہوگا؟ ہرگز نہیں۔ اس لیے

[1] ترمذی شریف۔ مشکوٰۃ شریف حدیث ۵۹۸۳۔

خادم اہلسنت عبدالوحید الحنفی

کہ حضرت امیر معاویہؓ اور ان کے گورنروں کے برحق ہونے کے لیے جنت کے جوانوں کے سردار حضرت امام حسنؓ اور حضرت امام حسینؓ نے قرآن کے حکم پر عمل کرتے ہوئے اور ان کے والد حضرت علی المرتضیٰؓ نے مومنوں میں صلح کرادی تھی۔

وَاِنْ طَآئِفَتٰنِ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ اقْتَتَلُوْا فَاَصْلِحُوْا بَيْنَهُمَا۔ (سورۃ الحجرات)

"اگر مومنوں میں دو گروہ آپس میں لڑ پڑیں تو ان کے درمیان اصلاح کردو۔"

اس ارشادِ ربانی پر عمل کرتے ہوئے صلح کرائی اور پھر جنہوں نے صلح نہیں تسلیم کی ان کو خارجی قرار دیتے ہوئے حضرت علی المرتضیٰؓ نے ان سے جنگ کرکے ان کی بغاوت کو ناکام بنایا۔ اب قیامت تک جو بھی اس صلح کے حق میں نہیں ہے اور حضرت امیر معاویہؓ اور حضرت عمرو بن عاصؓ سے بھی بغض و عناد رکھتا ہے، قیامت کے دن وہی نامراد ہو گا اور ناکام ہو گا اور جہنم کا مستحق ہو گا۔

عزیز طلبہ! بس قرآنی ارشادات پر ایمان رکھتے ہوئے آں حضرت ﷺ کے سب صحابہ کرامؓ اور اہل بیت عظامؓ سے محبت اور عقیدت رکھو اور ان پاک ہستیوں کے خلاف جو کتب حدیث یا کتب تاریخ میں پڑھو، سمجھ لو کہ یہ روایت کسی رافضی نے یا خارجی

نے من گھڑت چلائی ہے۔ اور ان من گھڑت روایات میں کوئی بھی روایت قرآن و سنت کی نصوص کے معیار پر صحیح نہیں ہے۔

اللہ تعالیٰ ہمارا ایمان سلامت رکھیں اور اپنی رضا نصیب کریں۔

آمین۔ والسلام

خادم اہل سنت عبدالوحید الحنفی

شب ۱۲ محرم ۱۴۳۷ھ

مطابق ۲۷ اکتوبر ۲۰۱۵ء

(۳) مکتوب از راقم الحروف بنام افراز خان صاحب

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

خادم اہلسنت حافظ عبدالوحید الحنفی

از چکوال

۲۷ محرم ۱۴۳۷ھ

۱۰ نومبر ۲۰۱۵ء

عبدالوحید الحنفی
03135128490

بخدمت جناب برادرم اخوانم سردار محمد افراز خان صاحب سلمہٗ الرحمٰن الیٰ یوم المیزان۔

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہٗ۔ امید ہے کہ آپ بخیریت ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ آپ کو خوش اور تندرست رکھیں اور ہم سب کی

مغفرت اور بخشش کے فیصلے فرما کر ہم سب کو اپنی رضا کی نعمت سے نوازیں اور خاتمہ بالخیر نصیب کر کے آخرت میں جنت الفردوس میں داخلہ نصیب فرمائیں۔ آمین بجاہ النبی الکریم ﷺ۔

(۲) اللہ کی شان ہے کہ جب وہ کسی کو نوازنے کا فیصلہ فرماتے ہیں تو کوئی سبب بنا دیتے ہیں۔ آپ سے کوئی تعارف نہیں تھا اور نہ ہی آپ کا بندہ سے تعارف تھا۔

بس سبب آپ کی تحریر کی فوٹو اسٹیٹ کاپی بن گئی۔ ایک شخص کے ہاتھ میں یہ دیکھی۔ وہ شخص بھی پہلی دفعہ دیکھا، اس کو بھی بندہ نہ جانتا تھا، نہ پہچانتا تھا۔ اس تحریر کو لے کر دیکھا اور اس سے کہا کہ اس کی کیا فوٹو اسٹیٹ کاپی مل سکتی ہے۔ اس نے کہا کہ یہی آپ رکھ لیں، مغرب کے بعد کا وقت تھا بندہ سخت مصروف تھا اور اس سے فوٹو اسٹیٹ کاپی لے کر رکھ لی۔

(۳) بندہ حضرت مولانا محمد حیات صاحب کو بھی نہیں جانتا تھا، نہ وہ مجھے جانتے تھے۔ اور نہ ہی انہوں نے مجھے یہ کاپی بھیجی، لیکن چوں کہ آپ کا تعارف نہ تھا اس لیے جوابی مکتوب میں بذریعہ محمد حیات صاحب کے الفاظ لکھ دیے۔ ورنہ میری ان سے کبھی ملاقات تک نہیں ہوئی اور نہ وہ اس مکتوب سے پہلے مجھے جانتے تھے۔ ان سے

خادم اہلسنت حافظ عبدالوحید الحنفی

تعارف بھی آپ کو کتب ارسال کرنے کے بعد اور مکتوب ارسال کرنے کے بعد ہوا۔

(۴) ماشاء اللہ! آپ نے اپنے اچھے اخلاق سے نوازتے ہوئے بندہ کی تحریر پڑھ کر فون پر بات چیت کرتے ہوئے اپنے جذبات کا اظہار کیا۔ جس سے اندازہ ہوا کہ آپ واقعی راہنمائی کی طلب اپنے اندر رکھتے ہیں۔ ان شاء اللہ اس سلسلہ میں آپ سے رابطہ جاری رہے گا۔ اگر اچھے اخلاق کے ساتھ تبادلہ خیال ہو تو اس سے علم میں اضافہ ہی ہوتا ہے۔ اور پھر صراط مستقیم پر چلنا آسان ہو جاتا ہے۔

خادم اہلسنّت حافظ عبدالوحید الحنفی

اس سلسلہ میں رب العالمین سے دعا کرنے سے اللہ تعالیٰ ہدایت کا سبب بنا دیتے ہیں اور دل کو اطمینان نصیب کر کے اپنے پیاروں کی محبت اور الفت ڈال دیتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو درجہ بدرجہ اپنی محبت، اپنے انبیائے کرامؑ کی محبت، اہل بیتِ عظامؓ کی محبت اور اپنے پیارے آخری پیغمبر، خاتم النبیین، رحمت للعالمین، حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کے سب شاگردوں کی محبت نصیب کریں۔ جن کو حضور ﷺ کی وہ آنکھیں دیکھنے کی اور ان کی زیارت کرنے کی سعادت ملی۔ جس سعادت سے آپ اور میں محروم

رہے۔

صحابہ کرامؓ وہ ہستیاں ہیں کہ ہر مومن ان کی آنکھوں کی زیارت کو بھی ترستا ہے جن میں اہلِ بیتِ عظامؓ بھی شامل ہیں۔ کیوں کہ حضور ﷺ کا کلمہ پڑھنے کی سعادت حاصل کرنے سے وہ بھی صحابہ کرامؓ کی جماعت میں داخل ہوئے اور "محمد رسو اللہ و الذین معهٗ" کی شان میں وہ بھی سب کے سب داخل ہیں۔ اور آیت رضوان میں شامل ہیں۔ اور ہم ان سب کی اتباع کر کے و الذین التبعوھم باحسان کے تحت، آیت رضوان میں مذکور بشارت کی سعادت پا سکتے ہیں۔ بس اس ایک نقطہ یا نکتہ کو مدِ نظر رکھ کر ہی ہم منزل مقصود کو کامیابی سے پا سکتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اپنی مرضیات پر چلائیں اور ہم سب کو اپنی رضا نصیب فرمائیں۔ بجاہ النبی الکریم ﷺ۔

(۵) الحمدللہ کہ آپ کا بھی جذبہ قابلِ قدر ہے۔ آپ نے فون پر چند سوالات کیے تھے، لیکن میں اس وقت مہمانوں میں سخت مصروف تھا۔ اس لیے وہ سوالات بھی اگر آپ لکھ کر بھجوا دیں گے تو جواب عرض کر دوں گا۔ اللہ تعالیٰ اپنی رحمت سے نواز کر ہماری مغفرت فرما دیں۔ تمام محبان اہل بیت و صحابہؓ کی خدمت

عبدالوحید الحنفی

میں سلام عرض ہے۔ والسلام

خادم اہل سنت عبد الوحید الحنفی چکوال

۲۷ محرم ۱۴۳۷ھ ۱۰ نومبر ۲۰۱۵ء

بوقت ۹ بجے صبح

ان خطوط کا جواب افراز خان صاحب کی طرف سے نہیں دیا گیا۔

اس طرح یہ سلسلہ یہیں ختم ہو گیا۔ واللہ الھادی۔

وما علینا الا البلاغ المبین

وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ اَوَّلاً وَّ اٰخِرًا وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی نَبِیِّہٖ دَائِمًا وَّ سَرْمَدًا

خادم اہلسنّت

حافظ عبد الوحید الحنفی

ساکن اوڈھروال (تحصیل و ضلع چکوال)

۱۶ صفر ۱۴۳۶ھ ۸ دسمبر ۲۰۱۴ء بروز پیر

☆☆☆☆

خادم اہلسنّت حافظ عبد الوحید الحنفی

الـنُّـور مینجمنٹ چکوال (پاکستان)
0334-8706701
www.zedemm.com
zedemm@yahoo.com
اسلامی لٹریچر اور کتب کی بہترین کمپوزنگ
اور پرنٹنگ کے لئے، نیز ہر قسم کے اشتہارات
اور ایڈورٹائزنگ کے لئے رجوع کریں

خدامِ اہلِ سنت میدانِ عمل میں

ازقلم: حضرت مولانا قاضی مظہر حسین صاحبؒ بانی تحریک خدام اہل سنت والجماعت (پاکستان)

(۲ ذوالحجہ ۱۳۹۰ھ......31 جنوری 1971ء)

خدام اہل سنت ہیں ہم سنت کو پھیلائیں گے ... ہم اللہ واحد کے بندے توحید کی شمع جلائیں گے

ہم شاہِ رسلؐ کی امت ہیں جن پہ ہے نبوت ختم ہوئی ... ہم منکر ختم نبوت کو بس کافر ہی ٹھہرائیں گے

وہ ساقی کوثرؐ، شافع محشر، جانِ جہاں، محبوب خدا ... ہم ختم نبوت کی خاطر ہر باطل سے ٹکرائیں گے

اصحابؓ نبیؐ، ازواجؓ نبیؐ اور آلِ نبیؐ پر ہم قرباں ... بوبکرؓ و عمرؓ، عثمانؓ و علیؓ کی شانیں ہم سمجھائیں گے

یہ چاروں خلیفہ برحق ہیں اور حسنؓ حسینؓ بھی ہیں پیارے ... جنت کے جوانوں کے سید، ہم ان کی راہ دکھلائیں گے

سب یار نبیؐ کے پیارے ہیں اور دین کے روشن تارے ہیں ... یہ سب حق کے چمکارے ہیں ہر جا پہ چمک دکھائیں گے

فرمانِ رسولِ اکرمؐ ہے مَا اَنَا عَلَیْهِ وَ اَصْحَابِیْ ... میرے اور میرے صحابہؓ کے پیرو ہی جنت جائیں گے

سرکار مدینہ کی سنت اِک نور بھی ہے اور حجت بھی ... سنت کی شمع جلا کر ہم اب ظلمت کفر مٹائیں گے

قرآن کا جلوہ سنت میں اور سنت کا صحابہؓ میں ... ہم ان کی تابعداری میں باطل سے خوف نہ کھائیں گے

اے مسلم! تو مایوس نہ ہو، رکھ سچے خدا پر اپنا یقیں ... اسلام تو دین فطرت ہے ہم فطرت ہی منوائیں گے

مزدور وکساں حیران ہیں کیوں، اسلام سراسر رحمت ہے ... قرآن کے سایہ میں رہ کر ہم آزادی دلوائیں گے

اسلام ہے دیں اس خالق کا، انساں کو جس نے پیدا کیا ... ہر ذرّہ ذرہ پیدا کیا، ہم اس کی حمد سنائیں گے

یہ دنیا عالم فانی ہے، سب خلقت آنی جانی ہے ... ازلی ابدی ہے ہمارا خدا ہم اس کا حکم چلائیں گے

تھا پاکستان کا مطلب کیا، بس لَآ اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰـه ... میدانِ عمل میں آ کر ہم یہ مطلب حل کرائیں گے

اے پاکستان کے باشندو! آئینِ شریعت لازم ہے ... ہم مسلم ہیں اللہ کے لئے، اسلام کا ڈنکا بجائیں گے

خدام اہل سنت کا ہے مظہرؔ بھی ادنیٰ خادم

ہم دین کی خاطر اِن شَآءَ اللّٰہ پرچم حق لہرائیں گے

عبدالوحید الحنفی

5421

صلی کلمہ اسلام لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہ

یا اللہ جل جلالہ

یا محمد ﷺ

حق چار یار

ابوالاعلیٰ مودودی صاحب کے عقائد و نظریات پر ایک تحقیقی نظر

خادم اہلسنت حافظ عبد الوحید الحنفی

مرتبہ

حافظ عبد الوحید الحنفی

چکوال

سلسلہ اشاعت نمبر 59

شائع کردہ: مرحبا اکیڈمی

☆☆☆☆

نام کتاب: ابوالاعلیٰ مودودی صاحب کے عقائد و نظریات پر ایک تحقیقی نظر

سلسلۂ اشاعت: 59 بار اوّل

مؤلف: حافظ عبدالوحید الحنفی آوڈھروال (چکوال) 0302-5104304

صفحات: 184

قیمت: 50 روپے

ٹائٹل: ظفر محمود ملک

کمپوزنگ: النور مینجمنٹ چکوال

طباعت: 16 صفر 1436ھ 8 دسمبر 2014ء بروز پیر

ناشر: مرحبا اکیڈمی

ویب سائیٹ: www.alhanfi.com

حافظ عبدالوحید الحنفی

☆☆☆☆

فہرست عنوانات

باب 1 137
مودودی عقائد و نظریات 137
مکتوب بنام ابو الاعلیٰ مودودی 137
آخری گزارش 153
جوابی مکتوب از دفتر جماعت اسلامی 155
جوابی مکتوب از دفتر جماعت اسلامی 156
جوابی مکتوب از دفتر ابو الاعلیٰ مودودی 157
جوابی مکتوب پر اجمالی تبصرہ 162
خط من جانب: ابو الاعلیٰ مودودی 170
مکتوب بنام مولانا ابوالاعلیٰ مودودی 171
جوابی مکتوب از دفترِ جماعت اسلامی 176
جوابی مکتوب بنام مولانا مودودی 177
جوابی مکتوب از دفترِ جماعت اسلامی 181

☆☆☆☆

باب 1

مودودی عقائد و نظریات

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِی هَدَانَا اِلٰی طَرِیْقِ اَهْلِ السُّنَّةِ وَ الْجَمَاعَةِ بِفَضْلِهِ الْعَظِیْمِ وَ الصَّلٰوةُ وَ السَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِهٖ سَیِّدِنَا مُحَمَّدِنِ الَّذِیْ كَانَ عَلٰی خُلُقٍ عَظِیْمٍ وَ عَلٰی اٰلِهٖ وَ اَصْحَابِهٖ وَ خُلَفَاءِهِ الرَّاشِدِیْنَ الدَّاعِیْنَ اِلٰی صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ

مکتوب از راقم الحروف بنام ابوالاعلیٰ مودودی

جناب مولنا سید ابوالاعلیٰ مودودی صاحب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ!

عالیجاھا! آپ نے ۳۰ دسمبر ۱۹۴۶ء کو سیالکوٹ کے قریب "مراد پور" میں ایک جلسہ عام میں تقریر کرتے ہوئے فرمایا تھا:

"ہم ہر وقت بھی تیار ہیں جس چیز کے متعلق بھی کوئی ثابت کرے گا کہ وہ سنت کی تعلیم پر اضافہ ہے، ہم اپنے ہاں سے خارج کر دیں گے۔ اور جس چیز کے متعلق بھی بتادے گا کہ وہ اس تعلیم میں ہے اور ہمارے ہاں نہیں، اسے ہم بلا تامل اختیار کر لیں گے۔ کیوں کہ ہم تو اٹھے ہی پورے دین کی بے کم و کاست اقامت اور شہادت کے لیے ہیں۔ پھر ہم سے بڑا ظالم کون ہو گا اگر ہم اپنے مقصد میں

منافق ثابت ہوں۔[1]

مولنا! جب یہ سطور لکھ رہا ہوں آپ کی مندرجہ بالا تقریر کے الفاظ میرے سامنے ہیں اور انہیں ارشادات کو مدِّ نظر رکھتے ہوئے یہ چند سطور لکھنے کی جرأت کر رہا ہوں۔ اور اس وقت میرے دماغ میں آپ کا نقشہ ایک آمریت کا علمبردار نہیں بلکہ جمہوریت کا علمبردار شخص جیسا ہے۔ اور میرے ذہن میں حضرت عمرؓ کا وہ واقعہ جو بھرے دربار میں ایک بڑھیا کے اعتراض کا ہے، جلوہ گر ہے۔ جس میں حضرت عمرؓ نے یہ نہیں دیکھا تھا کہ بڑھیا کے اعتراض کے الفاظ گرائمر کے اصولوں کے مطابق ہیں یا نہیں؟ بلکہ آپ نے یہ دیکھا تھا کہ بڑھیا کی بات کا مقصد کیا ہے۔ بس آپ بھی میرے خط کے الفاظ کو نہ دیکھیں بلکہ میرے مقصدِ خیالات کو مدِّ نظر رکھتے اور اپنی مذکورہ تقریر میں کیے گئے وعدے کو مدِّ نظر رکھتے ہوئے میری گزارشات کو غور سے پڑھیں اور اپنے فیصلہ سے آگاہ کریں۔ جواب جلد اپنے قلم سے دیں کیوں کہ بعض مخالف کہتے ہیں کہ اوّل تو آپ جواب ہی نہیں دیں گے یا کسی منشی سے لکھوائیں گے۔

عالیجاھا! الحاد پرستوں کا دور دورہ ہے۔ چین اور روس جیسی مملکتوں

---

[1] تقریر "مراد آباد"۔ ۳۰ ستمبر ۱۹۴۶ء۔ مطبوعہ دفتر جماعت اسلامی پٹھان کوٹ۔

خادم اہلسنت حافظ عبدالوحید حنفی

پر الحادی چھا چکے ہیں اور مسلمانوں کو دنیا سے نیست و نابود کرنے اور نئی نوجوان قوم کو اسلام سے دور کرنے کا عزم کیے ہوئے ہیں۔ اور بزرگانِ اسلام کا ادب مسلمانوں کے دلوں سے نیست و نابود کر رہے ہیں۔ حالاں کہ "ادب" ہی سے زندگی کا لطف ہے۔ ادب نہیں تو کسی سے گفتگو کرنے کا لطف نہیں۔

عالیجاھا! میں سمجھتا ہوں کہ آپ کے دل میں انبیاء کرامؑ، صحابہ کرامؓ اور اولیاء اسلام کا ادب کوٹ کوٹ کر بھرا ہو گا۔ اور "ادب و احترام" زندگی کے ہر موڑ پر کرنا اپنا اصول سمجھتے ہوں گے۔ لیکن اگر کسی جگہ بھول سے کوئی ایسے الفاظ قلم سے تحریر ہو جائیں تو اس کا آسان حل یہ ہے کہ ان الفاظ کو صفحہ کتاب سے حذف کر دیا جائے۔ جن الفاظ سے اعتراض کرنے کا موقع مل جانے کا احتمال ہو اور اپنے مسلمانوں، اسلام کے شیدائیوں، ختم نبوت کے فدائیوں، صحابہ کرامؓ کے خادموں اور غلاموں کے دل کو ٹھیس لگنے کا اندیشہ ہو۔

عالیجاھا! ہم اہل سنت و الجماعت مذہب رکھتے ہیں اور ہم ابھی تک آپ کو اہل سنت والجماعت مسلمان تصور کیے ہوئے ہیں۔ اس لیے یہ خط لکھ رہے ہیں، ورنہ کبھی یہ خط نہ لکھتے۔ اگر آپ کا یہ اعلان ہو تا کہ میں "مذہب اہل سنت والجماعت" کا خادم نہیں۔

آپ اپنی تصانیف سے مندرجہ ذیل عبارات کو کاٹ دیں کیوں کہ یہ نظریات مذہب اہل سنت والجماعت کی تعلیم میں نہیں ہیں۔ اور ان نظریات میں انبیاءؑ و صحابہؓ کا ادب اور احترام نہیں ہے۔ اور یہ نظریات انبیائے کرامؑ اور صحابہ کرامؓ کے گستاخوں کو گستاخی کرنے کا مواد مہیا کرتے ہیں۔

آپ کے غلط اور خطرناک نظریات یہ ہیں۔ آپ نے جو لکھا ہے کہ:

(۱)

"اور تو اور بسا اوقات پیغمبروں تک کو اس نفس شریر کی رہزنی کے خطرے پیش آئے ہیں۔ چناں چہ حضرت داؤدؑ جیسے جلیل القدر پیغمبر کو ایک موقع پر تنبیہ کی گئی ہے کہ

لَاتَتَّبِعِ الْھَوٰی فَیُضِلَّکَ (سورۃ ص ع ۲)

"ہوائے نفس کی پیروی نہ کرو ورنہ یہ تمہیں اللہ کے راستے سے بھٹکاوے گی۔" (تفہیمات ج ۱، ص ۱۶۱)

عالیجاہا! اس عبارت کو پڑھنے سے ایک غلط بات ذہن میں بیٹھ جاتی ہے کہ انبیاء کرام کے نفس شریر ہوتے ہیں۔ حالاں کہ پیغمبر معصوم ہوتے ہیں، ان کے نفوس شر و خباثت سے پاک ہوتے ہیں۔ بلکہ وہ دوسروں کے نفسوں کو بھی پاک کرنے آتے ہیں۔ وَ

خادم اہلسنت حافظ عبدالوحید الحنفی

یُذَکِّیۡهِم۔ اگر ان کے دل و نفس پاک نہیں ہوتے تھے تو وہ دوسروں کے نفسوں کو کس طرح پاک کرتے تھے۔ ان مذکورہ عبارات کو انبیائے کرام کے نفوس کا ادب کرتے ہوئے کتاب سے حذف کر دیں۔ مزید بحث کی ضرورت نہیں۔

بس صرف اتنی درخواست ہے کہ اگر آپ انبیاءؑ کے نفسوں کا ادب کرنا جزو ایماں سمجھتے ہیں تو ان مذکورہ الفاظ اور اس عبارت کو کتاب سے خارج کر دیں۔

(۲)

آپ نے کتاب رسائل و مسائل ج۱، ص ۱۳۱ مطبوعہ بار دوم ۱۹۵۴ء میں لکھا ہے:

"نبی ہونے سے پہلے تو کسی نبی کو وہ عصمت حاصل نہیں ہوتی، جو نبی ہونے کے بعد ہوا کرتی ہے۔ نبی ہونے سے پہلے تو حضرت موسیٰؑ سے بھی ایک بہت بڑا گناہ ہو گیا تھا کہ انہوں نے ایک انسان کو قتل کر دیا۔ چناں چہ جب فرعون نے ان کو اس فعل پر ملامت کی تو انہوں نے بھرے دربار میں اس بات کا اقرار کیا کہ

فَعَلۡتُهَاۤ اِذًا وَّ اَنَا مِنَ الضَّآلِّيۡنَ (سورۃ الشعراء ع ۲)

"یعنی یہ فعل مجھ سے اس وقت سرزد ہوا جب راہ ہدایت مجھ پر نہ کھلی تھی۔"

خادم اہلسنّت حافظ عبد الوحید الحنفی

عالیجاھا! ان تفسیری الفاظ میں بھی مقام نبوت پر تبصرہ کرنے سے بے ادبی کے الفاظ استعمال ہوئے ہیں اور ملحدوں کو مقام نبوت کا مذاق اڑانے کا موقعہ ملتا ہے۔

کیوں کہ اعلانِ نبوت سے قبل کی زندگی ہی تو قوم کے لیے نمونہ ہوتی ہے۔ جیسا کہ آں حضور ﷺ نے اعلان نبوت پر قریش سے کہا تھا کہ میری چالیس سالہ زندگی میں کبھی مجھے جھوٹ بولتے سنا ہے، دھوکہ دیتے، گناہ کرتے، امانت میں خیانت کرتے دیکھا ہے؟ تو انہوں نے کہا نہیں!

معلوم ہوا انبیاء کی ساری زندگی امت کے لیے نمونہ ہوتی ہے اور انبیاء ابد سے نبی اور معصوم ہوتے ہیں۔ ان کی عاجزانہ دعاؤں اور الفاظ کو تحریر کر کے ملحدوں کو توہینِ انبیاء کا موقعہ میسر کرنا اچھا نہیں۔ اس لیے آپ یہ عبارت بھی جو آپ نے آیت کی تفسیر میں لکھی ہے کتاب سے حذف کرا دیں۔ تا کہ ملحد اور سوشلسٹوں کو اعتراض کرنے اور توہین نبوت کرنے کا موقعہ نہ ملے۔ اور عصمتِ انبیاءؑ کا عقیدہ مسلموں اور غیر مسلموں کے دل میں ابد الآباد تک جلوہ گر رہے۔

(۳)

آپ نے کتاب تفہیمات میں حصہ دوم ص ۴۲ پر لکھا ہے:

"مگر اس کی اصلیت صرف اس قدر تھی کہ حضرت داؤدؑ نے اپنے عہد کی اسرائیلی سوسائٹی کے عام رواج سے متاثر ہو کر اوریا سے طلاق کی درخواست کی تھی۔"

عالیجاھا! یہ عبارت بھی اپنی تفسیر سے نکال دیں کیوں کہ انبیاءؑ معصوم ہوتے ہیں۔ وہ دوسری سوسائٹی سے متاثر نہیں ہوتے بلکہ وہ ان پر اپنی بلندیِ اخلاق کا اثر ڈالنے اور ان کی اصلاح کے لیے ہی تو مبعوث ہوتے ہیں۔ اور کسی کی بیوی کو پسند کر کے ان کے خاوند سے طلاق طلب کرنا بھی اخلاقِ نبوت کے خلاف ہے۔ اس لیے آپ "تاریخ" کو مدّ نظر نہیں بلکہ شانِ نبوت و مقامِ عصمتِ انبیاءؑ کو مدِّ نظر رکھتے ہوئے ان الفاظ کو اپنی کتاب سے خارج کر دیں۔

(۴)

"لیکن ان حضرات نے شاید اس امر پر غور نہیں کیا کہ عصمت دراصل انبیاء کے لوازم ذات سے نہیں ہے۔ بلکہ اللہ تعالیٰ نے ان کو منصب نبوت کی ذمہ داریاں صحیح طور پر ادا کرنے کے لیے مصلحتاً خطاؤں اور لغزشوں سے محفوظ فرمایا ہے۔ ورنہ اللہ تعالیٰ کی حفاظت تھوڑی دیر کے بھی ان سے منفک ہو جائے۔ تو جس طرح عام انسانوں سے بھول چوک اور غلطی ہوتی ہے، اسی طرح انبیاء سے بھی ہو سکتی ہے۔ اور یہ ایک لطیف نکتہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے

بالارادہ ہر نبی سے کسی نہ کسی وقت اپنی حفاظت اٹھا کر ایک دو لغزشیں ہو جانے دی ہیں۔ تاکہ لوگ انبیاء کو خدا نہ سمجھیں اور جان لیں کہ یہ بھی بشر ہیں۔" (تفہیمات ج۲ ص۴۳)

اس عبارت سے بھی توہینِ انبیاء ہوتی ہے۔ اس لیے بوجہ ادب و احترام انبیاء کرام اس عبارت کو بھی کتاب سے خارج کرا دیں۔

(۵)

ترجمان القرآن ص۵۸ مئی ۱۹۵۵ء میں انبیاء کے بارے میں لکھا ہے:

"حتیٰ کہ قصور بھی ان سے ہو جاتے تھے اور انہیں سزا تک دی جاتی تھی۔"

عالیجاہا! العیاذ باللہ انبیاء کرام کی معصوم شخصیتیں مجرم اور قابلِ سزا نہیں ہوتیں، وہ تو لوگوں کے جرائم کا ازالہ کرنے کے لیے آتے ہیں۔ اس عبارتِ مذکورہ کو بھی خارج از مضمون کر دیں۔ مقامِ ادبِ انبیائے کرام مدِّ نظر رکھتے ہوئے۔

(٦)

تفہیم القرآن ج۱، حاشیہ ۱۳، ص۳۱۲ پر لکھا ہے:

"تاہم قرآن کے اشارات اور صحیفہ یونسؑ کی تفصیلات پر غور کرنے سے اتنی بات معلوم ہوتی ہے کہ حضرت یونسؑ سے فریضۂ رسالت

میں کچھ کوتاہیاں ہو گئی تھیں۔ غالباً انہوں نے بے صبر ہو کر قبل از وقت اپنا مستقر بھی چھوڑ دیا تھا۔ .... پس جب نبی ادائے رسالت میں کوتاہی کر گیا۔ .... کیوں کہ اس پر اتمامِ حجت کی قانونی شرائط پوری نہیں ہوتی تھی۔"

عالیجاھا! اس تمام تفسیری عبارت کو جدید ایڈیشن میں خارج کرا دیں۔ کیوں کہ اس میں صاف الفاظ میں انبیاءؑ کی عصمت و مقام کی توہین ہے۔ انبیاء کی توہین سے اپنی آخرت خراب نہ کیجیے اور یہ عبارت خارج از تفسیر کیجیے۔

(۷)

رسائل و مسائل حصہ اول ص ۵۵،۵۶ میں لکھا ہے:

"لیکن کیا یہ واقعہ نہیں ہے کہ ساڑھے تیرہ سو برس گزر چکے ہیں اور ابھی تک دجال نہیں"

عالیجاھا! اس تبصرہ کو بھی رسائل و مسائل سے خارج کرا دیجیے اور قوم کے انتشار کو ختم کر کے اتحاد کیجیے۔ یعنی اپنی طرف سے مخالفین کو اعتراض کرنے کا کوئی موقعہ نہ دیجیے اور آں حضرت ﷺ کی پیشگوئیوں کی تائید کیجیے۔ زمین، آسمان ٹوٹ سکتے ہیں لیکن آپ ﷺ کی پیشگوئی غلط نہیں ہو سکتی۔ جب بھی ہو گی ہو کر رہے

خادم اہلسنت حافظ عبدالوحید الحنفی

گی۔ آپ یہ خط کشیدہ الفاظ کتاب سے خارج کرا دیں۔

(۸)

تفہیمات جلد اول ص ۲۹۱ پر لکھا ہے: (احادیث شریف کے بارے)
"مگر ان میں کون سی چیز ہے جس میں غلطی کا احتمال نہ ہو۔"
عالیجاھا! جب حدیث میں غلطی کا احتمال ہے تو یہ تمام ذخیرہ مشکوک ہو گیا۔ پھر اس پر اعتماد کیوں کر کریں گے۔ پھر تو پرویزی مؤقف کی تائید ہوتی ہے۔ اس لیے ان الفاظ کو خارج کر دیجیے۔

(۹)

تنقیحات ص ۱۳۳ اور ترجمان القرآن ۷ جون ۱۹۳۹ء میں لکھا ہے:
"قرآن اور سنتِ رسول کی تعلیم سب پر مقدم ہے، مگر تفسیر و حدیث کے پرانے ذخیروں سے نہیں۔" (تنقیحات ص ۱۳۳)
یہ الفاظ بھی خارج از کتاب ہونے چاہییں۔ کیوں کہ اصلی تفسیر قرآن وہی ہے جو سرورِ کائنات صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے اپنے اصحابؓ کو سمجھائی۔ عملاً اس کی تعبیر بتائی اور صحابہؓ نے احادیث شریفہ کے ذریعہ آگے وہ قرآن کی تفسیر جو سرورِ کائنات نے انہیں پڑھائی تھی۔ اور پھر صحابہؓ نے خداوندِ قدوس سے رضی اللہ عنہم ورضوعنہ کی سندِ کامیابی حاصل کر کے آں حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی قرآنی تفسیر مابعد

کی امت کو پڑھائی اور سمجھائی جو سلسلہ در سلسلہ کتابوں کی شکل میں آج تک محفوظ ہے اور علمائے دین پڑھاتے آ رہے ہیں۔ اب اگر پرویز کی طرح محمدی تفسیر کو معیارِ حق نہ مانا جائے بلکہ عقل سے قرآن کی تشریحات کی جائیں تو بتائیے پھر اسلام کا کیا بنے گا۔ جو پرویز نے بنا رکھا ہے، پانچ نمازوں میں تین کر دی ہیں اور خدا جانے کیا کرے گا۔ اگر اسی طرح منکرینِ حدیث پیدا ہوتے رہے۔ آپ کی مذکورہ عبارت سے منکرینِ حدیث کے مؤقف کی تائید ہوتی ہے۔ اس لیے اس کو کتاب سے خارج کرا دیں۔

(۱۰)

اسی طرح مذکورہ کتاب ہی کے ص ۲۹۵ پر جو یہ تحریر ہے:

"جس شخص کو اللہ تعالیٰ تفقہ کی نعمت سے سرفراز فرماتا ہے۔ اس کے اندر قرآن اور .... کون سا قول یا کون سا فعل میرے سرکار ہے۔......... الخ"

عالیجاھا! اگر یہ قول لکھنے کے ساتھ آپ خیر القرون فقہا کے دماغ کی تعریف کرتے اور ان کی تقلید کرنے کو کہتے تو اور بات تھی۔ آپ نے کھلی چھٹی دے کر پرویزی پارٹی کے مؤقف کی تائید کی ہے کہ جسے چاہا اپنے ذوق سے مان لیا، جسے چاہا رد کر دیا۔ جیسا کہ وہ کر رہے ہیں۔ اس لیے یہ عبارت بھی کتاب سے حذف کیجیے اور منکرینِ

خادم اہلسنت حافظ عبد الوحید حنفی

حدیث کے فتنہ کا انسداد کیجیے۔

(۱۱)

تفہیمات جلد اول ص ۲۹۴ پر لکھا ہے:

"ان سب سے بڑھ کر عجیب بات یہ ہے کہ بسا اوقات صحابہؓ پر بھی بشری کمزوریوں کا غلبہ ہو جاتا تھا، اور وہ ایک دوسرے پر چوٹیں کر جاتے تھے۔ ابنِ عمرؓ نے سُنا کہ ابو ہریرہؓ وتر کو ضروری نہیں سمجھتے۔ فرمانے لگے ابو ہریرہؓ جھوٹے ہیں۔ حضرت عائشہؓ نے ایک موقعہ پر انسؓ اور ابو سعید خدریؓ کے متعلق فرمایا کہ وہ حدیث رسول اللہ کو کیا جانیں وہ تو اس زمانہ میں بچے تھے۔ حضرت حسن بن علیؓ سے ایک مرتبہ شاہد و مشہود کے معنی پوچھے گئے انہوں نے اس کی تفسیر بیان کی۔ عرض کیا گیا کہ ابنِ عمرؓ اور ابنِ زبیرؓ تو ایسا ایسا کہتے ہیں۔ فرمایا دونوں جھوٹے ہیں۔ حضرت علیؓ نے ایک موقعہ پر مغیرہ بن شعبہؓ کو جھوٹا قرار دیا۔ عبادہ بن الصامتؓ نے ایک ایسا مسئلہ بیان کرتے ہوئے مسعود بن اوس انصاریؓ پر جھوٹ کا الزام لگایا، حالاں کہ وہ بدری صحابہؓ میں سے ہیں۔"

عالیجاہا! یہاں تو آپ کے قلم سے جو جو روایات تحریر ہوئی ہیں ان کو پڑھ کر ایک ناواقف آدمی کیا صحابہؓ کرام کا معتقد رہ سکتا ہے؟ ان عبارات میں توہین مقام صحابہؓ پائی جاتی ہے۔ اس لیے صحابہ کرامؓ

خادم اہلسنت حافظ عبد الوحید الحنفی

کے ادب واحترام کو مدّ نظر رکھتے ہوئے ان روایات اور عبارات کو بھی اپنی کتاب سے خارج کر دیں۔

(۱۲)

آپ نے رسائل ومسائل حصہ اول ص ۴۷۵ پر لکھا ہے:

”صحابہ کرامؓ کی جماعت کے متعلق جو نقشہ تذکروں میں کھینچا گیا ہے، اس میں ایک حد تک مبالغہ ہے، ایک حد تک حقیقت ہے۔“

کیا آپ صحابہؓ کی توہین، مخالفت جز ایمان سمجھتے ہیں؟ اگر نہیں تو خط کشیدہ الفاظ کو کتاب سے خارج کیجیے۔ کیوں کہ اس میں مقام صحابہؓ کی توہین ہوتی ہے۔

(۱۳)

آپ نے تفہیمات جلد اول ص ۳۰۹ پر لکھا ہے:

”حقیقت یہ ہے کہ عامی لوگ نہ کبھی عہد نبوی میں معیاری مسلمان تھے اور نہ اس کے بعد کبھی ان کو معیاری مسلمان ہونے کا فخر حاصل ہوا۔ معیاری مسلمان تو دراصل اس زمانے میں بھی وہی تھے اور اب بھی وہی ہیں جو قرآن اور حدیث کے علوم پر نظر رکھتے ہوں اور جن کے رگ و پے میں قرآن کا علم اور نبی اکرم ﷺ کی حیاتِ طیبہ کا نمونہ سرایت کر گیا ہو۔ باقی رہے عوام تو اس وقت بھی ان معیاری مسلمانوں کے پیرو تھے اور آج بھی

خادم اہلسنّت حافظ عبدالوحید الحنفی

ہیں۔" الخ

عالیجاھا! کیا آپ کے نزدیک ایک لاکھ اور چوبیس ہزار صحابہؓ کی جماعت جسے خداوندِ قدوس سے دنیا ہی میں رضا کی سند ملی، عامی مسلمان تھے یا معیاری۔ حضور ﷺ کی شان اور مقام کس رو سے بڑھتا ہے۔ معیاری مسلمانوں کی جماعت تیار کر کے جانے سے یا عامی سے اور بعد میں آنے والے مسلمان ان کے پیرو تھے اور آپ بھی ان کے پیرو ہیں یا نہیں؟

مقدمہ وہی سو فی صد سچا تصور ہوتا ہے جس کے گواہ سو فی صد نیک اور سچے، مخلص ہوں۔ مقدمہ میں دشمن کا وکیل پوری قوتِ علم سے گواہوں کو جھوٹا ثابت کرنے کی کوشش کرتا ہے۔ کیوں کہ اسے یہ یقین ہوتا ہے کہ گواہ جھوٹے ثابت ہو گئے تو کیس خود بخود جھوٹا نا قابل پیروی ثابت کیا جاسکے گا۔ تو بتائیے سنتِ محمدیہ ﷺ، شریعتِ مطہرہ کی پیروی تو لوگ جب ہی کریں گے جب انہیں یہ سو فی صد یقین ہو جائے کہ سنتِ محمدیہ ﷺ و شریعتِ محمدیہ ﷺ کی عملی تصویر کے گواہ سو فی صد سچے اور معیارِ حق کی کسوٹی پر پورے اترتے ہیں۔ اگر گواہ بے اعتماد، جھوٹے ہیں تو کیا معلوم انہوں نے شریعت ہم تک کس حد تک اصل شکل میں پہنچائی۔ اس لیے یہ نا قابلِ عمل ہے۔ آں حضور ﷺ کو اللہ نے اپنے علم سے

حافظ عبدالوحید سنی خادم اہلسنت

یہ بتادیا تھا کہ آپ کی امت میں شیعوں جیسے لوگ پیدا ہوں گے۔ جو کہیں گے کہ اصل قرآن یہ نہیں ہے وہ تو امام مہدی غار میں لیے بیٹھے ہیں۔ یہ قرآن صحابہؓ نے بدل دیا ہے۔ اور پھر چودھویں صدی میں پرویزی فرقہ نے سر اٹھانا تھا جس نے یہ اعلان کرنا تھا کہ ہمیں صرف قرآن کافی ہے۔ سنت کی ضرورت نہیں، حدیث حجّت نہیں۔ اسی طرح بعضوں نے کہنا تھا کہ ہمیں قرآن کی اور حدیث کی وہ تفسیر اور تصویر منظور نہیں جو صحابہؓ کے ذریعے مابعد کی امت تک پہنچی ہے۔ ہم تو عقل سے تفسیر کریں گے۔ کیوں صحابہؓ معیارِ حق نہیں؟ ان سب فتنوں اور فرقوں سے ایمان کی حفاظت کا نسخہ بتایا اور امت کو ایک ایسا معیارِ کامل دیا۔ ایک عظیم کسوٹی عطا فرمائی کہ جس کے ذریعہ وہ حق و باطل میں تمیز کر کے صراط مستقیم پر قائم رہ سکیں۔ چناں چہ رسول اللہ ﷺ نے بطور پیشگوئی ارشاد فرمایا:

"یعنی بنی اسرائیل ۷۲ فرقوں میں تقسیم ہو گئے تھے۔ اور میری امت ۷۳ فرقوں میں تقسیم ہو جائے گی۔ جن میں سوائے ایک فرقہ (ملّت) کے سب جہنم میں جائیں گے۔ صحابہ کرامؓ نے عرض کیا کہ

قالوا من ھی یا رسول اللہ قال ما انا علیہ و اصحابی

حضور ﷺ وہ کون لوگ ہوں گے؟ فرمایا: جو میرے (سنت

طریقہ) اور میرے (فیض یافتہ جماعت) صحابہؓ کے طریقہ پر ہوں گے۔" (ترمذی شریف، مشکوٰۃ شریف)

سرور کائنات خاتم النبیین رحمت للعالمین ﷺ کے ارشاد مبارک ما انا علیه و اصحابی کا مصداق مذہب اہل سنت و الجماعت ہے۔ کیوں کہ ما انا علیه سے مراد سنتِ مطہرہ ہے اور و اصحابی سے مراد جماعتِ صحابہؓ ہے۔ اب جو اہل سنت والجماعت مذہب قبول کرتا ہے اسے جہاں سنتِ محمدیہ ﷺ کو معیارِ حق ماننا پڑتا ہے۔ وہاں لازماً جماعتِ صحابہؓ کو معیارِ حق ماننا پڑتا ہے۔ اگر جماعتِ صحابہؓ کو معیارِ حق نہ مانا جائے تو سنتِ محمدیہ ﷺ کو معیارِ حق ماننے سے کچھ حاصل نہیں ہوتا۔ کیوں کہ سنتِ محمدیہ ﷺ کی گواہ جماعتِ صحابہؓ ہے۔ اگر وہ جھوٹے تھے، معیارِ حق نہ تھے تو پھر سنتِ محمدیہ ﷺ کو مابعد کی امّت تک کس نے پہنچایا؟ لازماً ماننا پڑتا ہے کہ صحابہ کرامؓ معیارِ حق ہیں۔ اور ان میں سے کسی پر تنقید نہیں کی جاسکتی۔ ان کے حالات کی اصلی تصویر قرآن و حدیث سے ملتی ہے۔ جس سے صحابہؓ معیارِ حق ثابت ہوتے ہیں۔ اب آپ کی جماعت اسلامی جو صحابہؓ کے خلاف جو کچھ مواد مہیّا کر رہی ہے تو دراصل وہ دینِ محمدی ﷺ کے گواہوں کو ناقابل اعتماد قرار دے کر دراصل دینِ محمدی ﷺ کے ایک ایک ستون کو گرا کر

خادم اہلسنت حافظ عبدالوحید الحنفی

نیا اسلام بنا رہی ہے۔ اس لیے علمائے حق مودودی صاحب سے ناراض ہیں۔

آخری گزارش

آپ نے دستور جماعت اسلامی میں ص ۱۴ پر جو لکھا ہے کہ:

"رسولِ خدا کے سوا کسی انسان کو معیارِ حق نہ بنائے۔"[1]

میری گزارشات پر غور کیجیے اور اپنے مندرجہ بالا مذکورہ وعدے کو مدّ نظر رکھتے ہوئے اس دفعہ میں ترمیم کر کے صحابہ کرامؓ کو بھی معیارِ حق ماننے اور تنقید سے بالاتر سمجھنے کا اعلان کیجیے اور ساتھ ہی صحابہ کرامؓ کے خلاف جو مواد تاریخ سے اکٹھا کر کے اپنی کتابوں میں جمع کیا ہے، اپنے مذکورہ وعدے کے مطابق خارج از کتب کرنے کا اعلان کر کے اپنے صحیح العقیدہ اہل سنت والجماعت ہونے کا ثبوت دیجیے۔ کیا آپ ایسا کریں گے؟

اگر آپ ایسا کر دیں تو ان شاء اللہ آپ کی اور آپ کے رفقاء سے اہل السنت والجماعت کی ناراضگی کے اسباب ختم ہو جائیں گے۔ اور آپ کے ان نظریات کی وجہ سے امت مسلمہ میں جو آپ کا نظریہ جدید تفریق پیدا کر رہا ہے، وہ تفریق ختم ہو سکتی ہے۔ امید ہے کہ

[1] دستور اسلامی دفعہ ۳۔

خادم اہلسنت عبدالوحید الحنفی

آپ اپنی آخری رائے سے مطلع کریں گے۔ والسلام

خادم اہل سنت عبد الوحید الحنفی چکوال

۲۰ نومبر ۱۹۶۹ء

۹ رمضان المبارک ۱۳۸۹ھ

☆☆☆☆

مذکورہ خط مولانا مودودی صاحب کو اور اسی طرح ایک مکتوب قائم مقام امیر جماعتِ اسلامی پاکستان میاں طفیل محمد صاحب کو اور مودودی صاحب کے معاون خصوصی ملک غلام علی صاحب کو خطوط لکھے گئے۔ بار بار کی یاد دہانی کے بعد جو آخری خط مولانا مودودی اور میاں طفیل محمد صاحب کی جانب سے ملک غلام علی صاحب معاونِ خصوصی مولانا سید ابو الاعلیٰ مودودی نے لکھا ہے۔ اس میں صاف صاف لکھ دیا ہے کہ:

(۱) ”یہ روایات مولانا مودودی نے خود نہیں گھڑی ہیں، بلکہ انہوں نے یہ روایات امام ابو عمر بن عبد البر کے حوالے سے بیان کی ہیں۔ جو ایک نہایت بلند پایہ محدث و مؤرخ ہیں۔ اور آپ سے اور ہم سے زیادہ صحابہ کرامؓ کی تعظیم و تکریم کرنے والے تھے۔“

☆☆☆☆

خادم اہلسنّت حافظ عبدالوحید الحنفی

(۱) جوابی مکتوب از دفتر جماعت اسلامی پاکستان

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

جماعت اسلامی پاکستان — فون ۵۲۵۰۷

۱۵اے ذیلدار روڈ اچھرہ لاہور — حوالہ ۳۴۶

تاریخ 28-01-1971

محترمی ومکرمی السلام علیکم ورحمۃ اللہ

آپ کا عنایت نامہ ملا۔ آپ نے اپنا جو مسلک اور نظریہ بیان کیا ہے وہ بالکل صحیح ہے۔ ہم بھی اہل السنت والجماعت مسلک پر ہیں۔

مرزا غلام احمد قادیانی دعوائے نبوت کی وجہ سے کافر ہو چکا ہے۔ وہ اور اس کے پیروکار مرتد، کافر اور دائرہ اسلام سے خارج ہیں۔ اور غلام احمد پرویز ایک سخت گمراہ آدمی ہے۔ رسول اللہ ﷺ کی سُنت اور آپ کی احادیث کا انکار کرتا ہے اور انہیں ایک پرانی تاریخ سے زیادہ اہمیت نہیں دیتا اس لیے ان دونوں کی تفسیر ناقابل التفات ہے۔

خاکسار

ابوالاعلیٰ[1]

[1] اس خط کے ملنے پر راقم الحروف عبدالوحید حنفیؔ نے ایک اور مفصل خط مودودی صاحب کو تحریر کیا۔ جس کے جواب میں مودودی صاحب کے معاونین ملک غلام علی صاحب اور محمد سلطان صاحب کا جواب آیا جو اُن کے مذہب کی عکاسی کرتا تھا جس کا پھر تفصیلی جواب راقم الحروف نے مودودی

(۲) جوابی مکتوب از دفتر جماعت اسلامی پاکستان

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

جماعت اسلامی پاکستان — فون ۵۲۵۰۷

۱۵اے ذیلدار روڈ اچھرہ لاہور — حوالہ ۹۴۱

تاریخ 28-3-1971

محترمی و مکرمی السلام علیکم ورحمۃ اللہ

آپ کا عنایت نامہ ملا۔ مولانا محترم کی صحت آج کل بہت خراب ہے۔ ڈاکٹروں نے انہیں مکمل آرام کرنے کا مشورہ دیا ہے۔ اس لیے انہوں نے مجھے ہدایت فرمائی ہے کہ آپ کے خط کی رسید بھیج دوں۔ چناں چہ یہ خط بطور رسید لکھا جارہاہے۔ خاکسار

محمد سلطان

معاون شعبہ رسائل و مسائل

صاحب کو تحریر کرکے اپنا اور سُنّی مؤقف پیش کیا۔

عبدالوحید حنفی خادم اہل سنت حافظ

(۳) جوابی مکتوب از دفتر ابوالاعلیٰ مودودی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

جماعتِ اسلامی پاکستان　　　　حوالہ نمبر ۱۴۷۸

۵ اے ذیلدار پارک اچھرہ لاہور　　　　تاریخ ۲۵ مئی ۱۹۷۱ء

محترمی و مکرمی! السلام علیکم ورحمۃ اللہ!

آپ کا خط مؤرخہ ۱۷ مئی جو آپ نے قائم مقام امیر جماعت اسلامی پاکستان میں طفیل محمد صاحب کو لکھا ہے، وہ انہوں نے برائے جواب میرے سپرد فرمایا ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ آپ کے پاس فالتو وقت کی فراوانی ہے، اس لیے آپ مولانا مودودی صاحب، میاں صاحب، اور میرے نام وقتاً فوقتاً غیر ضروری خط لکھتے رہتے ہیں۔ اور ہر بات میں خواہ مخواہ ایک نیا اعتراض پیدا کرنے کی کوشش میں لگے رہتے ہیں۔ مثال کے طور پر اپنے اس تازہ خط میں آپ تفہیمات جلد اول کے حوالے سے مولانا مودودی کو اس بنا پر مطعون کر رہے ہیں کہ انہوں نے بعض ایسی روایات نقل کر دی ہیں جن پر بعض صحابہ کرامؓ نے کسی دوسرے صحابی کو جھوٹا کہہ دیا ہے۔ لیکن آپ اس بات کو نظر انداز کر رہے ہیں کہ یہ روایات مولانا مودودی نے خود نہیں گھڑی ہیں بلکہ انہوں نے یہ روایات

امام ابو عمر ابن عبد البر کے حوالے سے بیان کی ہیں جو ایک نہایت بلند پایہ محدث و مورخ ہیں اور آپ سے اور ہم سے زیادہ صحابہ کرام کی تعظیم و تکریم کرنے والے تھے۔

معلوم ایسا ہوتا ہے کہ مسلمانوں میں بعض لوگ اب ایسے پیدا ہو گئے ہیں جو خواہ مخواہ کی ضد اور عناد میں مبتلا ہیں یا پھر وہ انبیاءؑ اور صحابہ کرامؓ کے متعلق ایسا عقیدہ رکھتے ہیں جیسا عیسائی حضرت مسیحؑ کے متعلق یا ہندو اپنے پیشواؤں یا اوتارون کے متعلق رکھتے ہیں۔ یہ قومیں عقیدت کے غلوّ کی وجہ سے اپنے ان بزرگوں کے بارے میں الوہیت کا تصور رکھتی ہیں اور انہیں خدائی صفات سے متصف کرتی ہیں۔ مسلمانوں میں بعض روافض تو اپنے آئمہ کے متعلق ایسے تصور رکھتے ہیں مگر اہلسنت صحابہ کرامؓ کو انسان ہی سمجھتے ہیں بلکہ ان کے نزدیک انبیاءؑ بھی بشر ہی تھے جو وحی سے فیضیاب ہوئے۔

آپ مجھے بتائیں کہ اگر میں کسی جگہ یہ لکھ دیتا کہ صحابہ کرامؓ میں سے ایک نے دوسرے کے سر کے بال اور ڈاڑھی پکڑ کر کھینچی تو آپ کے نزدیک یہ بات صحابہ کرامؓ کی عقیدت کو مجروح کرنے والی ہوتی مگر قرآن مجید (سورہ طٰہٰ آیت نمبر ۹۴) صاف طور پر بتاتا ہے کہ حضرت موسیٰؑ نے حضرت ہارونؑ کی ڈاڑھی اور سر کو پکڑ کر

اپنی طرف کھینچ لیا۔ کیا آپ اس آیت کو توہین انبیاءؑ کی باعث قرار دے کر اس کا انکار کر دیں گے؟ توہین و تعظیم کا معیار کتاب و سنت ہے یا آپ کے من گھڑت نظریات ہیں؟ آپ جیسے نظریات کا حامل خوارج کا ایک فرقہ میمونیہ تھا جو سورہ یوسف کے قرآنی سورت ہونے کا اسی بنا پر منکر تھا کہ اس میں انبیاء زادوں کو ظالم اور جھوٹا بنا کر پیش کیا گیا ہے اور حسن و عشق کے قصے بیان کیے گئے ہیں۔

آپ تفہیمات اور ابن عبد البر کی جامع بیان العلم کو ایک طرف رکھ دیں اور اگر عربی جانتے ہیں تو صحیح مسلم شریف، کتاب الجہاد کا باب الفی نکال لیں۔ اس کی دوسری حدیث میں بیان ہے کہ حضرت علی اور حضرت عباس دونوں ایک جائداد کے تنازع میں حضرت عمر کے سامنے پیش ہوئے اور حضرت عباس نے کہا "اے امیر المومنین، آپ میرے اور اس کاذب، آثم، غادر، خائن (جھوٹے، گناہ گار، بد عہد اور خائن، یعنی علی) کے درمیان فیصلہ کر دیجیے" اس کے جواب میں حضرت عمر نے منجملہ اور باتوں کے یہ بھی کہا کہ "تم دونوں نے حضرت ابو بکر کو بھی کاذب، آثم، غادر، اور خائن سمجھا، پھر تم نے مجھے بھی کاذب، آثم، غادر، اور خائن سمجھا ......" یہ ایک صحیح واقعہ ہے جو حدیث کی دوسری صحیح کتابوں میں

بھی بیان ہے۔ اب کیا آپ کے نزدیک امام مسلم اور دوسرے راوی جنہوں نے اسے بیان کیا، سب جاہل اور اہلسنت کے مسلک سے منحرف تھے؟

آپ نے اپنے خط میں مولانا عبید اللہ انور کا بھی ذکر کیا ہے۔ ان کے اپنے رسالے خدام الدین ۲۲ جون ۱۹۶۲ء میں یہ تحریر چھپ چکی ہے:

"امیر معاویہؓ کے گرد دنیا پرست لوگوں کی ایک بہت بڑی جماعت جمع ہو چکی تھی، یہ لوگ صرف اپنی دنیا طلبی کے لیے ہر جائز و ناجائز فعل پر ہر وقت آمادہ رہتے تھے۔ خلفائے راشدہ کی سنت یہ ہے کہ مسلمانوں کی مجلس شوریٰ خلیفہ منتخب کرے۔ مگر امیر معاویہؓ نے قیصر و کسریٰ کی سنت کے مطابق بادشاہت کا سلسلہ قائم کر دیا۔"

اسی خدام الدین، ۱۹ جولائی ۱۹۵۷ء کے پرچے میں حضرت عثمانؓ کے متعلق یہ عبارت شائع ہو چکی ہے، یہ مولانا احمد علی صاحب کا خطبہ جمعہ ہے۔

"پھر آپ نے بہت نرمی کرنی اور اپنے اعزاء و اقرباء کو عامل بنانا شروع کر دیا مروان کو افریقہ کا خمس معاف کر دیا اور اپنے اقرباء کو بہت سا مال دے ڈالا" ...... اس وقت اس قسم کے کئی ایک بنو امیہ کے عامل تھے جو صحابی نہ تھے اور جن کو اصحاب رسول اچھا نہ

جانتے تھے۔"

اس طرح کی سینکڑوں تحریریں قدیم وجدید اہل علم کی پیش کی جا سکتی ہیں۔ اگر یہ اہلسنت کے مسلک کے خلاف نہیں اور ان سے توہین صحابہ نہیں ہوتی تو آخر جماعت اسلامی کا کوئی آدمی یہی باتیں کہہ دے تو وہ توہین صحابہ کا جرم کیسے بن جاتا ہے؟

ہماری طرف سے آپ کو یہ آخری جواب ہے۔ آپ کو اگر جماعت اسلامی کا نظریہ اور طریق کار پسند آئے تو اس سے تعاون کریں، نہ آئے تو جس طرح بھی آپ خدمت دین کر سکیں، اس فریضے کو انجام دینے کی کوشش کریں، اپنا اور دوسروں کا وقت فضول بحثوں میں ضائع نہ کریں۔

خاکسار

غلام علی

معاون خصوصی سید ابوالاعلیٰ مودودی

۲۵ مئی ۱۹۷۱ء

خادم اہلسنت حافظ عبدالوحید الحنفی

جوابی مکتوب پر اجمالی تبصرہ

جناب مولانا سید ابو الاعلیٰ مودودی صاحب، جناب میاں طفیل محمد صاحب، مولانا غلام علی صاحب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ!

آپ کا خط حوالہ ۱۴۷۸ محررہ ۲۷ مئی ۱۹۷۱ء مورخہ ۳۱ مئی ۱۹۷۱ء کو ملا۔ جس سے آپ کا نظریہ کھل کر سامنے آگیا۔

تبصرہ آپ سے یہی تو عرض کیا گیا تھا کہ یہ تاریخی روایات غلط ہیں اور یہ روایات شیعہ روافض نے صحابہ کرامؓ اور انبیاء کرامؑ کے خلاف خود تراشی ہیں۔ اور جھوٹ تو جھوٹ ہوتا ہے، کسی سچے آدمی کے نقل در نقل کرنے سے وہ روایات سچی نہیں ہو سکتیں۔ جب قرآن مجید میں ہم کو صحابہ کرامؓ کی اتباع کا حکم ہے تو پھر صحابہ کرامؓ کے خلاف تاریخی روایات سب کی سب جھوٹی ہیں۔ افسوس کہ آپ صحابہ کرامؓ اور انبیائے کرامؑ کے بجائے تاریخی جھوٹی روایات کا سہارا لے کر اپنے عقیدہ کو برباد کر کے آخرت خراب کر رہے ہیں۔

(۲) صحابہ کرامؓ کے خلاف راویوں نے یہ جھوٹی روایات گھڑی ہیں۔ اگر یہ روایات مسلم شریف میں بھی درج ہوں تو وہ بھی راوی کی کذب بیانی ہو گی۔ اس میں امام مسلمؒ کو بھی سہو ہو سکتا ہے۔ اس

لیے اگر مسلم شریف یا بخاری شریف میں بھی اس قسم کی روایات درج ہوں تو ان کی تبلیغ ضروری نہیں بلکہ بخاری شریف اور مسلم شریف اور ترمذی، ابن ماجہ میں تو مستقل ابواب ہیں جن میں صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے فضائل و مناقب موجود ہیں۔ ہمارے لیے وہ حجّت ہیں، نہ کہ ان راویوں کی وہ روایات جن میں صحابہ کرامؓ کو مطعون کیا گیا ہے۔ اور ایک دوسرے کو کذاب کہا گیا ہے۔

(۳) جوابی مکتوب میں قرآنی آیت جس میں حضرت ہارونؑ اور حضرت موسیٰؑ کا ڈاڑھی پکڑنے کا تذکرہ ہے وہ درج کر کے غلط تفسیر کی گئی ہے۔

دو بھائیوں اور پھر دو نبیوں کا آپس کا معاملہ دینی جذبہ کے تحت تھا۔ قرآن میں یہ تذکرہ بھی ایک سبق کے طور پر ہے۔ لیکن اگر کوئی غیر نبی کسی نبی کے ساتھ یہ معاملہ کرتا تو آج بھی یہ الگ مسئلہ ہوتا اور ایسا معاملہ کرنے والا سب کے نزدیک درست نہ ہوتا۔

(۴) صحابہ کرامؓ کا آپس میں ایک دوسرے کے بارے میں سوالیہ انداز میں گفتگو کا مطلب بھی روافض غلط لیتے ہیں۔ اور ملک غلام علی صاحب نے اس روایت کا مطلب غلط لیا ہے۔ حالاں کہ واقعہ میں

عبدالوحید الحنفی خادم اہلسنت حافظ

یہ بیان ہے کہ ہم ایسے نہیں یعنی ہم کاذب، آثم، غادر اور خائن نہیں۔ اور نہ تم دونوں ہو۔

لیکن ملک غلام علی صاحب اس روایت کو صحیح واقعہ قرار دے کر روافض کے اعتراض کی ترجمانی کر رہے ہیں۔ روافض اسی روایت سے حضرت ابو بکرؓ اور حضرت عمرؓ اور خوارج حضرت علیؓ کو حضرت عباسؓ کے اس قول سے نعوذ باللہ کاذب، آثم، غادر اور خائن ہونا ثابت کرتے ہیں۔ اہل سنت اس روایت کے اس مفہوم کو جو روافض یا خوارج بیان کرتے ہیں، کو غلط قرار دیتے ہیں۔ اور تاویل کر کے روایت کا اصل مطلب بیان کرتے ہیں کہ یہاں راوی نے دونوں طرف غلط بیان منسوب کیا۔ کیوں کہ محدثین کے مطابق صحابہ کرامؓ سب کے سب عادل ہیں۔ وہ ہر گز کاذب، آثم، غادر اور خائن نہیں ہو سکتے۔

خادم اہلسنت حافظ عبدالوحید الحنفی

اسی طرح راوی نے جس روایت میں حضرت ابو بکرؓ اور حضرت عمرؓ اور حضرت علیؓ کو کاذب، آثم، غادر اور خائن ظاہر کیا ہے، اہل سنت کے اصولِ حدیث میں وہ روایت غلط ہے، چاہے وہ بخاری و مسلم میں بھی سہواً کسی نے درج کر دی ہو۔ اہل سنت کے لیے یہ حجت نہیں ہے۔

تحقیقی تبصرہ اس خط سے جماعتِ اسلامی کا عقیدہ اور نظریہ کھل کر

سامنے آگیا ہے۔

(ا) خود مودودی صاحب کا اپنا نظریہ تو یہ ہے کہ:

"میرے نزدیک صاحب علم کے لیے تقلید ناجائز ہے اور گناہ بلکہ اس سے بھی شدید بدتر چیز ہے۔" (رسائل ومسائل ج ا ص ۲۴۴ طبع دوم)

لیکن اس بارے میں مولانا مودودی کے نظریہ کے برعکس آپ ابنِ عبدالبر کی جامع بیان العلم اور مسلم شریف کتاب الجہاد میں منقول اس روایت کے سہارے میں ان کی تقلید میں اس روایت کو صحیح قرار دے رہے ہیں جس میں راوی نے حضرت ابو بکرؓ اور حضرت عمرؓ اور حضرت علیؓ کو نعوذ باللہ کاذب، آثم، غادر اور خائن کہا۔

اور ساتھ ساتھ آپ یہ بھی لکھ رہے ہیں کہ:

"یہ ایک صحیح واقعہ ہے جو حدیث کی دوسری صحیح کتابوں میں بھی بیان ہوا ہے۔" (جوابی مکتوب ص ۲، مورخہ ۲۷ مئی ۱۹۷۱ء حوالہ نمبر ۱۴۷۸)

حالاں کہ واقعہ میں جو راوی کے الفاظ ہیں یہ سب مذکورہ راوی کے خود تراشیدہ ہیں۔ یہ حضرت عمرؓ اور حضرت عباسؓ کے ہرگز نہیں ہو سکتے۔ یہ الفاظ حدیث کے نہیں بلکہ تاریخی خبر کے ہیں جو راوی نے روایت میں یہ الفاظ شامل کیے ہیں۔ اہل سنت کے نزدیک یہ راوی کے الفاظ کسی سچے راوی نے بھی اگر روایت میں

خادم اہلسنّت حافظ عبدالوحید الحنفی

نقل در نقل کر دیے ہیں تو ان الفاظ کی نسبت حضرت عمرؓ اور حضرت عباسؓ اور حضرت علیؓ سے صحیح نہیں۔

(۲) آپ نے مکتوب میں حضرت مولانا عبید اللہ انورؒ کے جو الفاظ بھی نکل کیے ہیں۔ مولانا عبید اللہ انور صاحبؒ کی جانب سے خدام الدین میں ہی وضاحت آگے ایک پرچہ خدام الدین میں کرادی گئی تھی کہ یہ مضمون کسی اور نے لکھا تھا۔ لیکن مولانا عبید اللہ انور کے نام ے شائع کر دیا گیا تھا جو کہ انہوں نے پڑھا نہیں تھا۔ تو یہ قول بھی اہل سنت کے لیے ہر گز حجت نہیں ہو سکتا۔

(۳) آپ نے مولانا احمد علی صاحبؒ لاہوری کے مضمون کا جو حوالہ دیا ہے۔ تاریخی تحقیق میں جب علامہ ابنِ خلدون کے نزدیک بھی مروان کے بارے میں خمس کا مال دینے کی روایت کذاب راوی واقدی کی گھڑی ہوئی ہے، صحیح نہیں ہے۔ صحیح یہ ہے کہ مروان نے اس کو پانچ لاکھ کی قیمت دے کر خرید لیا تھا اور امیر المؤمنین حضرت عثمانؓ نے قیمت وصول کر کے بیت المال میں جمع کرادی تھی۔[1]

اس تحقیق کے بعد حضرت مولانا احمد علی صاحب لاہوریؒ کی

---

1 تاریخ ابنِ خلدون ح ا اور خلفائے رسول ﷺ ص ۳۴۲۔

روایت بھی سہواً نقل در نقل میں شمار ہو گی نہ کہ اہل سنت کے لیے حجت ہو گی۔ ہاں حضرت عثمان ذوالنورینؓ کے مخالف اور روافض اس کو حجت مانیں تو الگ بات ہے۔ جب کہ حقیقت یہ ہے کہ غلط روایت کسی سچے راوی کے نقل کر دینے سے سچی نہیں ہو جاتی۔

(۴) آپ نے لکھا ہے کہ:

> اس طرح کی سینکڑوں تحریریں قدیم و جدید اہل علم کی پیش کی جا سکتی ہیں۔ اگر یہ اہلسنت کے مسلک کے خلاف نہیں اور ان سے توہین صحابہ نہیں ہوتی تو آخر جماعت اسلامی کا کوئی آدمی یہی باتیں کہہ دے تو وہ توہین صحابہ کا جرم کیسے بن جاتا ہے؟

الجواب اس طرح کی سینکڑوں تحریریں قدیم و جدید اہل سنت کے صحیح عقیدہ "صحابہؓ معیار حق ہیں" اور "سب کے سب صحابہ کرامؓ عادل ہیں" کے برعکس کوئی روایت بھی اہل سنت کے لیے حجت نہیں ہے۔ اہل سنت کے نزدیک قرآن و سنت کی روشنی میں صحابہ کرامؓ معیار حق ہیں۔

صحابہ کرامؓ کی شان میں جو روایات ہیں وہ تو حق ہیں لیکن جن روایات میں صحابہ کرامؓ کو کاذب، آثم، غادر، خائن ثابت کیا گیا ہے وہ سب کی سب غلط ہیں۔ اور غلطی سے کسی بزرگ کے نقل

در نقل اپنی کتابوں میں کوئی روایت درج کر دینے سے بھی وہ روایت صحیح نہیں شمار ہو گی۔ بلکہ وہ بھی غلط ہی ہو گی۔ یہی اہل سنت والجماعت کا عقیدہ اور نظریہ ہے۔

(۵) آپ نے مکتوب میں آگے آخر میں یہ لکھا ہے کہ:

ہماری طرف سے آپ کو یہ آخری جواب ہے۔ آپ کو اگر "جماعت اسلامی کا نظریہ" اور طریق کار پسند آئے تو اس سے تعاون کریں، نہ آئے تو جس طرح بھی آپ خدمت دین کر سکیں، اس فریضے کو انجام دینے کی کوشش کریں، اپنا اور دوسروں کا وقت فضول بحثوں میں ضائع نہ کریں۔

عبدالوحید الحنفی

خاکسار غلام علی

معاون خصوصی سید ابوالاعلیٰ مودودی[1]

الجواب الحمدللہ کہ بندہ نے ہر طرح سنی موقف پیش کر دیا ہے۔ اگر آپ کے نزدیک انبیائے کرامؑ کی عصمت کے عقیدہ کا تحفظ اور صحابہ کرامؓ کی عظمت کے دفاع کا فریضہ ادا کرنا جماعت اسلامی کے نظریہ میں شامل نہیں ہے اور فضول بحث ہے۔ اور دفاع صحابہؓ کا فریضہ صرف اہل السنت والجماعت کے فرائض میں شامل ہے تو الحمدللہ عہد صحابہ کرامؓ سے آج تک علمائے حق یہ فریضہ سرانجام

[1] مکتوب حوالہ ۱۴۷۸ مورخہ ۲۷ مئی ۱۹۷۱ء۔

دے رہے ہیں اور قیامت تک ان شاء اللہ یہ فریضہ سر انجام دیتے رہیں گے۔ اور نزول قرآن کے وقت اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں جگہ جگہ صحابہ کرامؓ کا دفاع کیا ہے اور پھر احادیث رسول ﷺ میں سینکڑوں احادیث صحابہ کرامؓ کی شان میں اور دفاع میں کتابوں میں مذکور ہیں۔ اسی طرح ہر صدی میں اہل السنت و الجماعت علمائے حق صحابہ کرامؓ کے خلاف من گھڑت روایات چلانے والوں کا منہ توڑ علمی جواب دیتے رہے ہیں۔ الحمد للہ کہ اس صدی میں بھی حضرت مولانا حسین احمد مدنیؒ، حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانویؒ، حضرت مولانا قاضی مظہر حسین صاحبؒ چکوالی، حضرت مولانا ظفر احمد صاحب عثمانیؒ، حضرت مولانا سید نور الحسن شاہ صاحب بخاریؒ، حضرت مولانا عبد الستار صاحب تونسوی، حضرت مولانا علامہ سرفراز خان صفدرؒ، حضرت مولانا محمد تقی عثمانی صاحب مدظلہ نے یہ فریضہ اپنی تصانیف میں احسن طریقہ سے سرانجام دے دیا ہے۔ واللہ الھادی

والسلام علیٰ من اتبع الھدیٰ

خادم اہل سنت عبد الوحید حنفی چکوال

۹ ربیع الثانی ۱۳۹۱ھ

۳ جون ۱۹۷۱ء

خادم اہلسنت عبد الوحید الحنفی حفظہ

(۴) خط من جانب: ابو الاعلیٰ مودودی[1]

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ابو الاعلیٰ مودودی
فون ۵۲۰۷
۱۵اے ذیلدار پارک اچھرہ لاہور (پاکستان)
حوالہ نمبر ۲۳۰۹

مورخہ 8-9-1971

محترمی ومکرمی۔ السلام علیکم

آپ کا عنایت نامہ ملا۔ اہل السنت والجماعت مسلمانوں کی اکثریت اور سواد اعظم کا مسلک ہے۔ جو کتاب وسنت پر مبنی ہے اور جس پر صحابہ کرام، تابعین، ائمہ مجتہدین و محدثین اور عامۃ المسلمین تسلسل کے ساتھ عمل کرتے چلے آرہے ہیں۔ یہی امر اس مسلک کی حقانیت پر واضح دلیل ہے۔

خاکسار

ابو الاعلیٰ[2]

[1] مولانا مودودی کو بار بار جواب کے لیے عریضہ لکھتا رہا لیکن کوئی جواب مذکورہ بالا خط کا ان کے قلم سے نہ دیا گیا۔ آخر میں ایک دوسرے عریضہ کے جواب میں مولانا مودودی نے اپنے قلم سے جو جواب دیا وہ یہ تھا۔

[2] اس جوابی مکتوب سے مسلک اہل السنت والجماعت کی حقانیت کو تو مودودی صاحب نے تسلیم کر لیا۔ لیکن افسوس کہ وہ توہین آمیز عبارات سے رجوع نہ کر سکے اور اس سے قبل ہی دنیا سے انتقال کر گئے۔ چوں کہ ان کی مذکورہ عبارات سنّی مسلک کے خلاف ہیں۔ اس لیے مودودی صاحب سنّی مسلک کے ترجمان نہیں ہوسکتے۔

مکتوب از راقم الحروف بنام مولانا ابو الاعلیٰ مودودی

جناب محترم و مکرم مولانا ابو الاعلیٰ مودودی صاحب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ‘! عرض یہ ہے کہ جب اسلام کے نام اور عنوان سے ہر فتنہ نے سر اٹھایا تو اس دور کے علمائے حق نے اہل السنت والجماعت کے نام اور عنوان سے ہر فتنۂ باطلہ کی سرکوبی کی اور دشمنانِ اسلام کی سرگرمیوں کو کچلا اور سُنّتِ رسول اللہ ﷺ اور جماعتِ صحابہ ؓ کو معیار حق قرار دیا اور ان دو نشانوں کے علاوہ ہر اسلام اور قرآن کی تفسیر اور تعبیر کو باطل قرار دے کر فتنوں سے مسلمانوں کو بچایا۔ کیوں کہ جب بھی کوئی اسلام کا نام لیتا اور پھر کوئی من گھڑت نعرہ یا عقیدہ پیش کرتا تو مسلمان اس سے دلیل طلب کرتے کہ اس کا ثبوت قران و سنت سے یا جماعتِ صحابہ ؓ کے اقوال و افعال سے پیش کرو۔ اگر وہ پیش کرتا تو پھر اس کی بات مانی جاتی ورنہ اس کی سرکوبی کر دی جاتی اور کسی نئے فرقہ اور شخص کو اپنی من گھڑت رسمیں اسلام کے نام چلانے کی مہلت دیر تک نہ ملتی۔ اس لیے اسلام کے نام پر کتنے فرقے اٹھے لیکن اپنی موت مر گئے۔ چوں کہ علمائے اہل سنت بیدار تھے لیکن جب بعض علمائے اہل سنت نے بھی تبلیغ و خطابت کو صرف وقت گزارنے اور بعض نے تو صرف ملازمت بچانے کی دوڑ دھوپ میں

خادم اہلسنّت حافظ عبدالوحید الحنفی

خلاف اسلام رسموں اور عقیدوں کے پھیلانے والوں کی مخالفت ترک کر دی۔ اس طرح سنی ذہن کمزور ہوتا گیا اور نوبت یہاں تک پہنچی کہ علمائے حق اہل السنت و الجماعت کی حق بات پر بھی مسلمانوں نے توجہ دینا چھوڑ دی۔ اور آج یہ وقت ہے کہ اسلام کے مخالف قرآن کی تحریف کے قائل، اسلام اور قرآن کے نام پر اپنے غلط عقیدے پھیلا رہے ہیں۔ انہیں فرقوں میں پرویزی فرقہ اور شیعہ فرقہ اور مرزائی فرقہ بھی ہے۔ اسلام کا نام لے کر مسلمانوں کو دھوکہ سے اپنے دام فریب میں پھنسا رہے ہیں۔ اس لیے ہر مسلمان کا فرض ہے کہ وہ اپنے سنی بھائیوں کو دشمن کے فریب کا پردہ چاک کر کے صحیح اسلام کا راستہ جو کہ اہل السنت و الجماعت کا ہے، دکھائے۔

(۲) مرزائیوں کے بعد اب شیعوں کے کفر کا جو کہ انہوں نے اب تک پردہ میں رکھا، پردہ چاک کریں اور سنی مسلمان ان کے ساتھ مناکحت کرنا چھوڑ دیں اور نماز جنازہ، اور شادی غمی میں ان کا مکمل بائیکاٹ کریں۔ اس سلسلہ میں چند سوالات ارسال ہیں، جواب عنایت فرمائیں۔

(۱) علمائے اہل السنت و الجماعت کا فتویٰ ارسال ہے جس میں شیعہ اثنا عشریہ کے کفر و ارتداد کے متعلق دلائل ہیں اور اس فرقہ کے مکر

خادم اہلسنت عبدالوحید حنفی

وفریب اور کفریہ عقائد کی نشاندہی کرنے کے بعد ان کے کافرو مرتد ہونے میں اب کوئی گنجائش نہیں رہی۔ اس لیے علمائے اہل سنت نے ان کے کفریہ عقائد کی بنا پر کافر مرتد قرار دے کر شیعہ فرقہ کے لوگوں سے جمیع مراسم اسلامیہ بالخصوص مناکحت، ذبیحہ، شرکت نماز، شرکت جنازہ سے پرہیز کرنے کے لیے اپنے ارشادات فرمائے ہیں۔ اس فتویٰ کے متعلق آپ بھی اپنے عقیدہ کے بارے میں تحریر فرمائیں کہ کیا یہ فتویٰ درست ہے اور آپ اس سے متفق ہیں؟

(۲) کیا شیعہ فرقہ کے لوگ بوجہ عقیدہ تحریف قرآن کے قائل ہونے کے کافر ہیں؟ قرآن پاک کی ایک آیت کا منکر بھی کافر ہو جاتا ہے؟ کیا قرآن پاک کے بارے کمی بیشی، تبدل الفاظ و آیات و حروف وکلمات اور خرابی ترتیب کا وخرابی ترتیب سوتوں، آیتوں کا عقیدہ رکھنے والا کافر ہو جاتا ہے؟

(۳) کیا شیعہ فرقہ کے لوگ سنی جنائز میں شامل ہو سکتے ہیں؟ کیا شیعہ فرقہ کے لوگوں کے جنائز میں سنی شامل ہو سکتا ہے؟ کیا شیعہ فرقہ کے لوگوں کے ساتھ مناکحت جائز ہے؟ کیا حضرت ابو بکر صدیقؓ، حضرت عمر فاروقؓ، حضرت عثمان غنیؓ کو راشد خلیفہ نہ ماننے والے بلکہ ان کو ظالم، کاذب، غاصب، غادر خلیفہ کہنے والے

خادم اہلسنت حافظ عبدالوحید الحنفی

اور جو خلفائے ثلاثہ پر سبّ بکتے ہوں وہ دائرہ اسلام سے خارج اور کافر ہیں۔ جیسا کہ علمائے اہل السنت و الجماعت کا متفقہ عقیدہ ہے؟

(۴) اہل تشیع نے اب تو اذان کے بعد کلمہ اسلام میں بھی اپنے خود ساختہ عقیدہ کے مطابق خود ساختہ کلمہ کو اصلی کلمہ اسلام کے ساتھ علی ولی اللہ وصی رسول اللہ و خلیفتہٗ بلا فصل پڑھنا اور ماننا اسلام میں داخلہ کے لیے ضروری قرار دے دیا ہے۔ کہ اسلام کے اندر وہ ہے جو حضرت علیؓ کو پہلا خلیفہ مانے۔ گویا جو چوتھا خلیفہ حضرت علیؓ کو مانتے ہیں وہ شیعہ فرقہ کے نزدیک خارج از اسلام ہیں اور مومن نہیں ہیں۔ خود ساختہ کلمہ شیعوں نے سرکاری نصاب میں جماعت نہم دہم کی کتاب رہنمائے اساتذہ میں بھی منظور کرا کر داخل کرالیا ہے۔ اور شیعہ فرقہ نے ایک کتاب چکوال سے شائع کی ہے جس کا نام ”تجلیات صداقت“ ہے۔ اس میں ص ۳۴۶ پر شیعوں نے صاف لکھا ہے کہ ”مذہب شیعہ نہ جناب ابو بکر و عمر و عثمان کو کافر سمجھتا ہے اور نہ ہی ان کے پیرو کاروں کو۔ ہاں یہ درست ہے کہ وہ ان کو مومن بھی نہیں سمجھتا۔“

اس لیے اب تو شیعہ فرقہ کے کفر میں کوئی شک نہیں رہا۔ امید

ہے کہ آپ بھی شیعہ فرقہ کے کفریہ عقائد کی بنا پر ان کو کافر سمجھتے ہوں گے اور ان کے ساتھ جمیع مراسم بالخصوص مناکحت، ذبیحہ، شرکت نماز وجنائز ناجائز سمجھتے ہوں گے؟ اپنے جواب سے مستفید فرمائیں کیوں کہ اہل سنت والجماعت مسلمان آپ کا ان نئے مسائل کے بارے میں تازہ موقف معلوم کرنا چاہتے ہیں۔

والسلام

عبدالوحید حنفی

۲۰ ربیع الاول ۱۳۹۶ھ

۲۲ مارچ ۱۹۷۶ء

خادم اہلسنّت
حافظ
عبدالوحید الحنفی

(۵) جوابی مکتوب از دفترِ جماعتِ اسلامی پاکستان

حوالہ نمبر ۶۴۰

۳۰ مارچ ۱۹۷۶ء

محترمی و مکرمی! السلام علیکم ورحمۃ اللہ!

آپ کا خط ملا۔ ہمیں شیعوں کی تکفیر کے مسئلے میں آپ سے اتفاق نہیں ہے۔ ابھی تک مرزائیوں کا معاملہ بھی تشفی بخش طریق پر حل نہیں ہو سکا۔ وہی طے ہو جائے تو بڑی بات ہے۔ البتہ کلمہ اسلام کے بارے میں ایک رٹ ہائی کورٹ میں دائر کر دی گئی ہے جس کی نقل ارسال خدمت ہے۔

خاکسار

محمد سلطان

معاون شعبہ رسائل و مسائل

۳۰ مارچ ۱۹۷۶ء

خادم اہلسنّت حافظ عبدالوحید الحنفی

جوابی مکتوب از راقم الحروف بنام مولانا مودودی

جناب محترم و مکرم مولانا ابو الاعلیٰ مودودی صاحب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ!

آپ کا خط حوالہ نمبر ۶۴۰ جو کہ ۳۰ مارچ ۱۹۷۶ء کو آپ کے معاون شعبہ رسائل و مسائل محمد سلطان صاحب نے میرے ایک مفصل خط کے جواب میں لکھا تھا، پڑھا۔ اس میں آپ کے معاون محمد سلطان صاحب نے لکھا ہے کہ "ہمیں شیعوں کی تکفیر کے مسئلے میں آپ سے اتفاق نہیں ہے۔ ابھی تک مرزائیوں کا معاملہ بھی تشفی بخش طریق پر حل نہیں ہو سکا۔ وہی طے ہو جائے تو بڑی بات ہے۔ البتہ کلمہ اسلام کے بارے میں ایک رٹ ہائی کورٹ میں دائر کر دی گئی ہے۔ جس کی نقل ارسال خدمت ہے۔"

مولانا! آپ سے اس خط کی روشنی میں چند باتیں اخلاصِ نیت سے پوچھنے کی جسارت کرتا ہوں۔ امید ہے کہ آپ برا نہیں منائیں گے اور جواب دے کر وضاحت فرمائیں گے۔

(۱) میں نے جو علمائے اہل سنت کا متفقہ فتویٰ جس پر مولانا عبد الشکور صاحب لکھنویؒ، مولانا مفتی محمد شفیع صاحب مد ظلہ کراچی، مولانا رسول خان صاحبؒ، مولانا سیّد محمد انور شاہ کاشمیریؒ، مولانا خلیل احمد محدث انبیٹھوی سہارنپوریؒ، مولانا سید حسین احمد مدنیؒ، مولانا

مہدی حسن صاحبؒ شاہ جہان پوری، مولانا علامہ شبیر احمد عثمانیؒ، مولانا محمد منظور احمد نعمانی مدظلہ، مولانا محمد چراغ صاحب گوجرانوالہ، مولانا علامہ مفتی کفایت اللہ صاحبؒ دہلوی کا فتویٰ ارسال کیا تھا۔ جس میں انہوں نے شیعہ کو عقیدہ تحریف فی القرآن کے قائل ہونے کی اور دیگر کفریہ عقائد کی بنا پر کافر، دائرہ اسلام سے خارج قرار دیا ہے۔ اور ان کے ساتھ نماز، مناکحت ناجائز اور ان کا ذبیحہ حرام قرار دیا ہے۔ اور اسی طرح پیرانِ پیر حضرت غوث الاعظم شیخ عبدالقادر جیلانیؒ، امام قاضی عیاضؒ مالکی (المتوفیٰ ۵۴۴ھ) امام علی قاریؒ (المتوفیٰ ۱۰۱۴ھ) نے بھی شیعہ کو کافر دائرہ اسلام سے خارج قرار دے کر ان سے مناکحت اور ان کا ذبیحہ حرام شرکت جنائز سے پرہیز کرنے کا فتویٰ دیا ہے۔ آپ نے اس کے بارے میں کچھ ارشاد نہیں فرمایا کہ مذکورہ حضرات علمائے اہل سنت کے ارشادات درست ہیں اور ان کا فتویٰ صحیح ہے یا غلط ہے۔ اس بارے میں آپ اپنا عقیدہ کھل کر تحریر فرمائیں۔ تاکہ لوگوں میں جو شکوک وشبہات آپ کے متعلق اس بارے میں ہو چکے ہیں ان کی تصدیق یا تردید ہو سکے؟ کہ آپ شیعہ عقائد کو کفریہ نہیں سمجھتے؟ بات عقیدے کی بتائیں قانوناً منوانے کی نہیں۔

(۲) کیا کسی انسان کو یا جماعت کو یا فرقہ کو اس کے کفریہ عقائد کی بنا پر

کافر اور دائرہ اسلام سے خارج کرنا حکومت وقت کا کام ہوتا ہے یا علمائے اہل سنت بھی کسی کے کفریہ عقائد کی نشاندہی کر کے کفر کا اور دائرہ اسلام سے خارج کرنے کا فتویٰ دے سکتے ہیں؟ یا جب تک حکومت کسی کو کافر نہ قرار دے کوئی کسی کی تکفیر نہیں کر سکتا؟

(۳) مرزائیوں کو تمام اہل السنت والجماعت ان کے کفریہ عقائد کی بنا پر کافر اور دائرہ اسلام سے خارج مانتے ہیں۔ اگر حکومت سے مرزائیوں کا معاملہ قانوناً ابھی تشفی بخش طریق سے ہم حل نہیں کرا سکے یا نہیں ہو سکا تو کیا مرزائیوں کے کفر میں ابھی تک آپ کو کچھ شک ہے۔ اس عبارت کا مفہوم کیا ہے جو آپ کے حوالہ نمبر ۶۴۰ کے خط میں آپ کے معاون صاحب نے تحریر فرمایا ہے کہ "وہی طے ہو جائے تو بڑی بات ہے۔"

(۴) جب تک مرزائیوں کا معاملہ حکومت تشفی طریق پر حل نہیں کرتی، کیا دوسرے اعلانیہ کفریہ عقائد پھیلانے والوں کی آپ تکفیر نہیں کرتے؟ آپ کے نزدیک کسی فرقہ کی یا شخص کی تکفیر کا ضابطہ کیا ہے؟

(۵) شیعوں نے اپنا علیحدہ کلمہ ظاہر کر کے اور اس کو اسلام کا کلمہ قرار دے کر حضرت علیؓ کو پہلا امام اور خلیفہ بلا فصل نہ ماننے والوں کو جب اسلام سے عملاً خارج قرار دے دیا ہے۔ اس کے بعد اب

ہائی کورٹ میں کلمہ اسلام کے تحفظ کے لیے جو رٹ دائر کی گئی ہے۔ جس کی نقل بھی آپ نے ارسال کی ہے۔ حکومت اس کا کچھ بھی فیصلہ کرے۔ شیعوں کا عقیدہ تو کھل چکا ہے۔ جس سے شیعہ کسی صورت میں دستبردار ہونے کے لیے تیار نہیں ہوں گے۔ تو کیا اب بھی شیعوں کی تکفیر نہ کرکے اور ان کو مسلمانوں کا ایک فرقہ قرار دے کر اور ان کے ساتھ نماز، مناکحت وغیرہ جائز قرار دے کر کیا مسلمانوں کو شیعہ کفریہ عقائد کی گود میں ڈالنے کی مزید اجازت دینی درست ہے؟

اگر وہ کفریہ عقائد کی بنا پر آپ کے نزدیک کافر ہیں تو پھر مرزائیوں کا مسئلہ حل ہونے سے پہلے بھی کافر ہونے چاہییں۔ اور اگر ان کے کفریہ عقائد آپ کے نزدیک کفریہ نہیں ہیں بلکہ جن اکابر نے ان کے عقائد کو کفریہ قرار دیا ہے ان کا فتویٰ غلط ہے تو آپ اپنا عقیدہ اس مسئلہ میں وضاحت کے ساتھ بیان فرمائیں؟ امید ہے کہ ان ۵ سوالوں کا جواب نمبر وار جلد عنایت فرمائیں گے۔

کیا ہی اچھا ہو اگر میرے اس خط اور سابقہ خط کے سوالات کا مولانا ابوالاعلیٰ مودودی صاحب خود جواب دیں۔ والسلام

طالب جواب عبدالوحید حنفی

یکم اپریل ۱۹۷۶ء یکم ربیع الثانی ۱۳۹۶ھ

خادم اہلسنت حافظ عبدالوحید حنفی

(٦)جوابی مکتوب از دفترِ جماعتِ اسلامی پاکستان

حوالہ ۸۲۷

تاریخ ۲۸ اپریل ۱۹۷۶ء

محترمی و مکرمی! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ!

آپ کا خط ملا۔ آپ کو اگر ہمارے سابق جواب سے اتفاق نہیں ہے تو آپ اپنے مؤقف پر قائم رہیں۔ آپ نے شیعوں کو کافر قرار دینے والے بڑے بڑے علماء کرام کی ایک فہرست درج کر دی ہے۔ ہمارا نام اس میں نہ ہوا تو کیا فرق پڑے گا۔ آپ کے اطمینان کے لیے یہ فہرست کافی ہونی چاہیے۔

خادم اہلسنت
عبدالوحید الحنفی

خاکسار

محمد سلطان

معاون شعبہ رسائل ومسائل

نوٹ راقم الحروف ۱۱ مئی ۱۹۴۹ء کو دنیا میں آیا۔ ۲۸ جنوری ۱۹۵۵ء کو حضرت مولانا قاضی مظہر حسین صاحبؒ کی زیارت نصیب ہوئی۔ آپ کی تقاریر سننے سے معلوم ہوا کہ مولانا ابو الاعلیٰ مودودی صاحب کے عقائد و نظریات غلط ہیں اور اہل السنت و الجماعت کے عقائد و نظریات کے برعکس ہیں۔ اس پر بندہ نے دور طالب علمی میں ۱۶ سال کی

عمر میں خط و کتابت مولانا مودودی سے شروع کی جو کہ ۲۷ سال کی عمر تک جاری رہی۔ بندہ کے پاس یادگار خطوط میں یہ خطوط محفوظ تھے، جو کہ یہاں یادگار خطوط میں محفوظ کر دیے گئے ہیں۔ مولانا ابو الاعلیٰ مودودی صاحب ۲۲ ستمبر ۱۹۷۹ء کو وفات پا گئے۔ اس طرح اس خط و کتابت کا باب ہمیشہ ہمیشہ کے لیے بند ہو گیا۔ اللہ تعالیٰ اپنی رضا نصیب کریں اور عقائد حقہ اہل السنت والجماعت پر عمل نصیب کریں۔

آمین بجاہ النبی الکریم

وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ اَوَّلاً وَّاٰخِرًا وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی نَبِیِّہٖ دَائِمًا وَسَرْمَدًا

خادم اہلسنّت

حافظ عبد الوحید الحنفی

ساکن اوڈھروال (تحصیل و ضلع چکوال)

۱۶ صفر ۱۴۳۶ھ ۸ دسمبر ۲۰۱۴ء بروز پیر

☆☆☆☆

خادم اہلسنت حافظ عبد الوحید الحنفی

اسلامی لٹریچر اور کتب کی بہترین کمپوزنگ اور پرنٹنگ کے لئے، نیز ہر قسم کے اشتہارات اور ایڈورٹائزنگ کے لئے رجوع کریں
النور منیجمنٹ چکوال (پاکستان)
0334-8706701
www.zedemm.com
zedemm@yahoo.com

ھماری مطبوعات

سلسلہ	عنوان کتاب	صفحات	قیمت
1	دین اسلام کا لغوی معنی اور اہل سنت والجماعت کی وجہ تسمیہ	32	
2	تعلیمات اسلام، انسان کی تخلیق دنیا میں آنے کا اصل مقصد کیا ہے؟	32	
3تا5	تعلیمات اسلام (حصہ اول تا سوم)	32 x 3	
6تا9	سیرت رحمت للعالمین ﷺ (حصہ اول تا چہارم)	32 x 4	
10	احادیث رسول ﷺ، فضائل درود وسلام	32	
11	مناقب اہل بیت رسول ﷺ (حصہ اول)	64	
12	مناقب امام حسن وامام حسین و آل واصحاب نبی ﷺ	64	
13	مناقب اصحاب رسول ﷺ (حصہ اول)	32	
14	مناقب اصحاب رسول ﷺ (حصہ دوم)	64	
15تا16	مناقب خلفائے راشدین (حصہ اول تا دوم)	32, 64	
17	اہل سنت کون اہل بدعت کون ہیں؟	16	
18تا20	سلوک وطریقت کی حقیقت (حصہ اول تا سوم)	16, 32x2	
21	سلاسل طیبہ، تعلیم السالک	64	
22	سلاسل طیبہ، تعلیم السالک اربعین نبوی ﷺ، چہل حدیث	32	
23تا25	نفس اور روح کی حقیقت عالم برزخ موت اور قبر کی حیات (حصہ اول تا سوم)	64, 32x2	
26	تاریخ اسلام (حصہ اول) کتب تاریخ کی حقیقت	64	
27	تاریخ اسلام (حصہ دوم) دُنیا میں اسلام کیسے پھیلا؟ پہلے پہلے اسلام لانے والے	32	
28	تاریخ اسلام (حصہ سوم) مہاجرین وانصار صحابہؓ	96	
29	تاریخ اسلام (حصہ چہارم) غزوہ بدر تک کی مہمات اور جنگ بدر	112	
30	تاریخ اسلام (حصہ پنجم) غزوہ احد تک کی مہمات اور جنگ احد	80	
31	تاریخ اسلام (حصہ پنجم) جنگ خندق، بیعت رضوان، جنگ موتہ	96	

خادم اہلسنت عبدالوحید الحنفی غفرلہ

سلسلہ	عنوان کتاب	صفحات	قیمت
32	تاریخ اسلام (حصہ ششم) فتح مکہ سے لشکر اسامہ تک	80	
33	تاریخ اسلام (حصہ ہفتم) فتوحات خلفائے راشدین	272	
34	تاریخ اسلام (حصہ ہشتم) سیرت صدیق اکبر	152	
35	تاریخ اسلام (حصہ نہم) سیرت فاروق اعظم	320	
36	حدیث قرطاس	32	
37	حقیقت باغ فدک	48	
38	تاریخ اسلام (حصہ دہم) سیرت عثمان ذوالنورین	224	
39	تاریخ اسلام (حصہ یازدہم) فتنہ سبائیت کی حقیقت	112	
40تا41	تاریخ اسلام (حصہ دوازدہم تا حصہ سیزدہم) سیرت علی المرتضیٰ مع سیرت امام حسن اور حدیث خم غدیر کی حقیقت	96،176	
42	تاریخ اسلام (حصہ چہاردہم) خلافتِ حضرت امیر معاویہؓ بن ابی سفیان (خدمات وفتوحات)	288	
43تا46	سیرت وشہادت سیدنا حضرت حسینؓ مع حضرت عبد اللہ بن زبیرؓ کی خلافت وشہادت تاریخ مذاہب، اہلسنت والجماعت کا نقطہ نظر	176،390، 40،32	
47	سیرتِ حضرت امام اعظم ابو حنیفہؒ مع وصیت نامہ	208	
48	مجموعہ مسنون وظائف	48	
49	عقیدہ ختم نبوت مع رفع ونزولِ حضرت عیسیٰؑ	288	
50	عصرِ حاضر کے اہلِ بدعت کی مساجد میں اذان کے ساتھ مُروّجہ صلوٰۃ وسلام کی شرعی حیثیت	240	
51	عصرِ حاضر کے اہلِ بدعت اور اُن کی بدعات ذِکر بالجہر کی شرعی حیثیت	240	
52	اسلام میں گانا بجانا حرام ہے طبلہ سارنگی پر قوالی راگ کے ساتھ نعت خوانی کی شرعی حیثیت	152	

خادم اہلسنت عبدالوحید الحنفی حفظہ

فتوحات نبوی
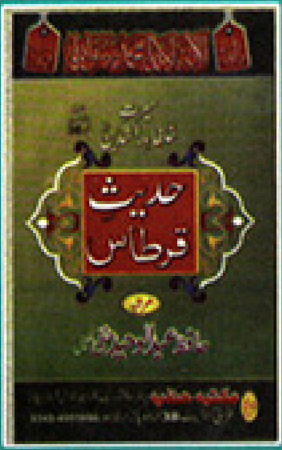
حدیث قرطاس

جنگ احد
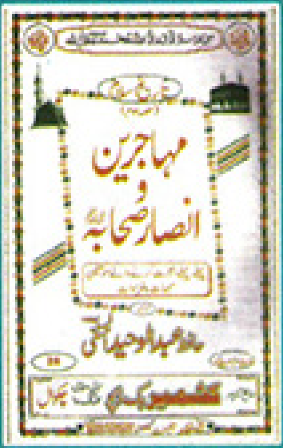
مہاجرین و انصار صحابہ
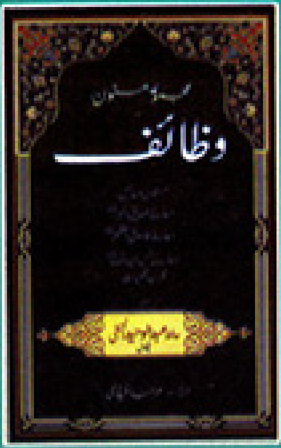
وظائف
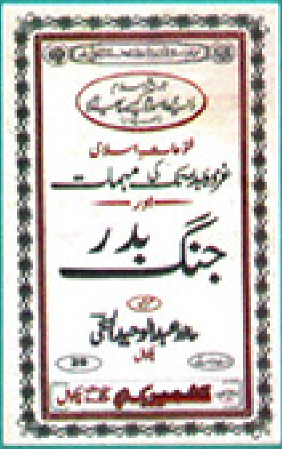
جنگ بدر

فتح مکہ
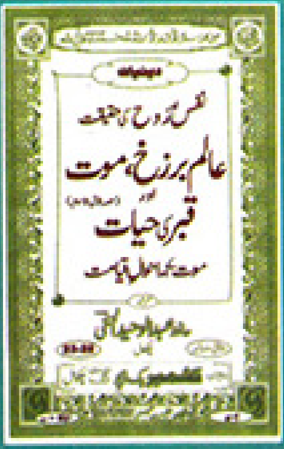
عالم برزخ موت
قبر کی حیات
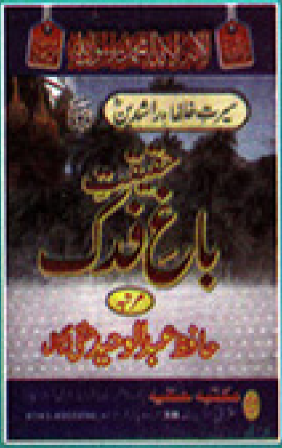
باغ فدک